حدود آرڈیننس 1979ء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ

مقالہ نگار:
عالیہ سلطانہ
رول نمبر: 7779972
محلّہ عزیز آباد
سرگودھا روڈ، گجرات

نگران مقالہ:
ڈاکٹر حافظ محمود اختر
چیئرمین شعبہ اسلامیات
جامعہ پنجاب
لاہور

فیکلٹی آف عربیک و اسلامک سٹڈیز
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
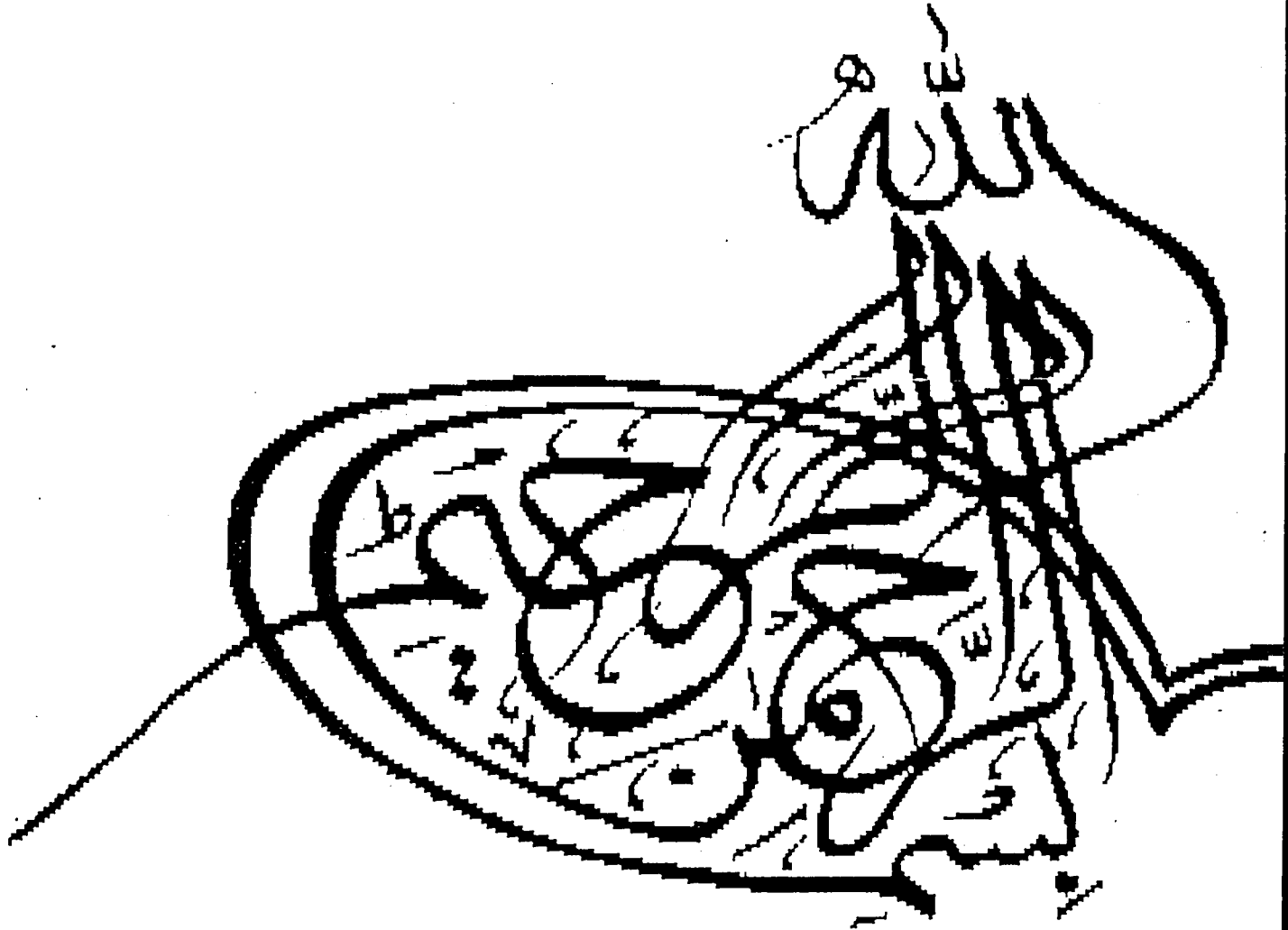
Department of Islamic Studies

The Coordinator,
M. Phil Islamic Studies Programme
A-I-O-U Islamabad.

Sir,

Mrs. Aliya Sultana, a student of M. Phil. (Islamic Studies) has satisfactory completed his M. Phil. thesis entitled, حدود آرڈیننس 1979 کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ **Under my guidance/supervision.**

I am satisfied with the quality of student's research work. He may kindly be allowed to submit his final thesis and dues accordingly.

Sincerely

7/7/2003

Dr. Hafiz Mahmood Akhtar
Chairman,
Department of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore

Declaration

I Aliya Sultana D/o Muzaffar Hussain Roll No. 7779972 Registration No. ….. a student of M.Phil at the Allama Iqbal Open University do hereby solemanly declare that the thesis entitled "حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"

Submitted by me in partial fulfillment of M.Phil degree in Islamiat is jy original work and has not been submitted or published earlier and shall not in future submitted by me for obtaining any degree from this or another University or Institution.

Signature:..Aliya Sultana..

Mrs. Aliya Sultana
Roll No. 7779972

Acceptance by the Viva Voce Committee

Title of thesis (حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

name of student Aliya Sultana D/o Muzaffar Hussain accepted by the faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University in partial fulfillment of the requirements for the Master of Philosophy degree in Islamiat.

Viva Voce Committee

Dean:____________________

Chairman/

Director:__________________

External Examiner:________

Supervisor:________________

Date:_____________________

باب	عنوان	صفحہ
ابتدائیہ	اظہار تشکر	ص
	مقدمہ	ف۔ک
باب اول	الحد	۱
	حد کا لغوی مفہوم	۲
	حد کا شرعی مفہوم	۴
	حد اور جنائت	۶
	جرائم حدود	۷
	تعزیر کا مفہوم	۸
	تعزیر کی فقہی تعریف	۱۱
	تعزیرات کی اقسام	۱۱
	حد اور تعزیر میں فرق	۱۳
	حد کی اہمیت و فرضیت	۱۵
	فلسفہ حدود شریعہ	۱۷
باب دوئم	حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۵
فصل اول	حدود اسلامیہ	۲۶
	حد سرقہ	۲۸
	حد زنا	۲۸
	حد قذف	۲۹

	حد شرب	۲۹
	حد حرابہ (راہزنی)	۳۰
	حد ارتداد	۳۱
	حد بغاوت	۳۱
	عربی متن کا فقدان	۳۲
	دورِ حاضر میں حرابہ	۳۲
	اجراء حد	۳۳
	قرآن میں چوری کا ذکر	۳۴
فصل دوئم	**جرائم بر خلاف املاک (حد سرقہ)**	۳۵
	بالغ کی تعریف	۳۵
	چوری کا نصاب	۳۵
	نصاب کی مقدار	۳۶
	موازنہ	۳۸
	خلاصہ	۳۹
	عدم حد والی اشیاء مسروقہ	۴۰
	مستوجب حد اشیاء	۴۰
	چوری مستوجب تعزیر کی سزا	۴۰
	عدالت کا صدارت کنندہ افسر	۴۱
	استثناء	۴۱
فصل سوئم	**جرم زنا**	۴۲
	غیر فطری ہوس کا ہدف بنانا	۴۲
	سزائے رجم کا طریقہ	۴۳

	اہم معاملات	۴۴
فصل چہارم	**حد قذف**	۴۵
	قذف کی تعریف	۴۵
	قذف کی وضاحت	۴۵
	قذف مستوجب حد کا ثبوت	۴۶
	لعان	۴۶
	شرائط قذف میں قانون کی خاموشی	۴۶
	جرم قذف کا دعوی اور شرائط	۴۷
فصل پنجم	**حد خمر (امتناع منشیات)**	۴۸
	منشی	۴۸
	شراب نوشی کے جرم کا ارتکاب	۴۸
	ادویاتی یا دیگر مقاصد کیلئے شراب کے لائسنس	۴۹
	غیر مسلموں کے لئے استثناء	۵۰
	عدم نفاذ حد کی صورتیں	۵۰
	حد شراب نوشی	۵۱
	شرائط لائسنس کی خلاف ورزی کی سزا	۵۱
باب سوئم	**تجاویز و سفارشات**	۵۲
	مبہم دفعات کی وضاحت	۵۳
	متنازعہ فیہ مسائل کا حل	۵۳
	قانونی بے ضابطگیوں کی روک تھام	۵۳
	سزا کی توثیق کا حق	۵۴
	عدالتی عملہ کی تربیت	۵۴

اخلاقی اقدار کا احساس	۵۴
رشوت کا انسداد	۵۴
قانون شہادت کا اجراء	۵۴
وکلاء کی اخلاقی تربیت اور اسلامی قانون سے واقفیت	۵۵
بیان حلفی میں موجود خامیوں کی نشاندہی اور ان کا تدارک	۵۵
عدالتی ریکارڈ کی حفاظت	۵۵
میڈیکل آفیسر کی ذمہ داریاں	۵۵
پولیس کے رویہ کی اصلاح	۵۵
جسمانی ریمانڈ اور اس کے مقاصد کا تعین	۵۶
غیر مسلموں کے پرمٹ	۵۶
موٹیویشن	۵۶
ذرائع ابلاغ کی اصلاح	۵۶
عملی نمونہ	۵۷
سزاء موت	۵۷
بیرونی پراپگنڈہ کا مؤثر جواب	۵۷
قرآن وسنت سے استدلال	۵۷
حدود آرڈیننس کا فوری اور عملی نفاذ	۵۸

باب چھارم

ملحقات ۵۹
(الف) حدود آرڈیننس کا اجمالی خاکہ ۶۰
جرائم برخلاف املاک ۶۰
جرم زنا ۶۵
حد قذف ۶۸
امتناع منشیات ۷۲
(ب) ضمنی قواعد برائے صوبہ جات ۷۴
کوڑوں کی سزا کی تعمیل کا آرڈیننس ۷۴
پنجاب میں امتناع شراب ۷۸
سندھ میں امتناع شراب ۹۰
پنجاب میں کوڑوں کی سزا ۹۸
(ج) وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ کار ۱۰۴
ابتدائی ۱۰۴
درخواست کے مندرجات ۱۰۷
اپلیں ۱۱۲
ضمانتیں ۱۱۵
عدالت کا فیصلہ ۱۱۶
معائنہ مثل ۱۱۶
نقول کی فراہمی ۱۱۸
مثل کی حفاظت اور تلفی ۱۲۱
عمومی قواعد ۱۲۳

دستور کا ترمیمی حکم نمبر 1 مجریہ 1980ء ۱۲۵

باب پنجم **ضمیمہ جات**

فارم 3,2,1 ۱۳۳
فارم 5,4 ۱۳۴
فارم 6 ۱۳۵
فارم 8,7 ۱۳۶
ضمیمہ-1 ۱۳۶
ضمیمہ-3,2 ۱۳۸
ضمیمہ-4 ۱۴۱
ماخذ و مصادر ۱۴۳

اظہار تشکر

اللہ کریم رؤف رحیم کی شکر گزار ہوں، جس نے تحقیقی کام کرنے کی ہمت بخشی، اس کے بعد استاد محترم جناب اکٹر حافظ محمود اختر صاحب، "جامعہ پنجاب لاہور" کی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اس مقالہ کی نگرانی اور ر پرستی فرمائی اور اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوصف تحقیقی کام میں قدم قدم پر رہنمائی کی۔

میں حافظ محمد بشیر صاحب کی بھی بے حد ممنون ہوں۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا ور موضوع کے اغراض و مقاصد سے روشناس کیا۔

اس موقع پر لائبریرین شعبہ علوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد بھی میرے خصوصی شکریے کے ستحق ہیں کیونکہ انہوں نے اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے فراہمی کتب میں اہم کردار ادا کیا۔

یونیورسٹی کے ریسرچ اسسٹنٹ، شوہر نامدار رئیس صاحب کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ قالہ ہذا کو سمیٹنے میں انہوں نے بھی بڑا تعاون کیا۔

ممنونِ احسان

عالیہ سلطانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم، اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے تمام تر نظام میں انسان کی دین و دنیا دونوں کی فلاح مضمر ہے۔ اس کا نظام عبادات ہو یا معاملات و اخلاقیات اس نے ہر دور میں بنی نوع انسان کو جہالت کی تاریکیوں اور گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں سے باہر نکالنے میں اعلیٰ کردار ادا کیا۔

جب تک انسانیت نے اس مسلمہ ضابطہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے رکھا اور اس ابدی قانون پر عمل پیرا رہی، ہر کامیابی اس کے قدم چومتی رہی۔ لیکن جونہی اسلام کے سنہری اصولوں سے بے اعتنائی برتی تو ذلت و خواری نے آلیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے اس کی ماں کی نسبت ستر گنا زیادہ شفیق و مہربان ہے۔ اس کے تمام احکام میں بندوں کے لیے سراسر خیر خواہی اور بہتری ہے۔ جس طرح ایک باپ کبھی بھی، تصور نہیں کر سکتا کہ میری اولاد کو میرے ہاتھوں زک پہنچے، اسی طرح بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ، اللہ کریم بھی اپنے دستِ قدرت سے پیدا کئے ہوئے انسان کے بارے میں یہ تصور نہیں کرتے کہ میرا بندہ، میرے کسی حکم کے باعث مقہور یا اسے تکلیف پہنچے۔ اس کی طرف سے متعین کردہ مختلف جرائم کی سزائیں عین حکمت بھری ہیں۔

جرائم حدود اس قدر قابل تشنیع اور مکروہ افعال ہیں کہ ان کی شامت سے دنیا میں بھی انسان پر سینکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں مثلاً دشمن کا غلبہ، رزق کی تنگی، عزت و ہیبت کی بربادی، عمر میں بے برکتی، دولت و ثروت کی بربادی، سینکڑوں لاعلاج بیماریوں کا گھیراؤ وغیرہ، علاوہ ازیں روح پر بھی ایسی تاریکی پیدا ہو جاتی ہے جو مرنے کے بعد اندھیرا اور عذابِ آتش بن کر سامنے آتی ہے۔ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا شخص بے وقعت ہو جاتا ہے بلکہ نیک اور روحانی لوگ بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس کی دعا میں بھی اثر باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ حاکم کی اس روایت میں بیان ہوا ہے۔

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم یا بستی میں بدکاری اور سود خوری نمایاں طور پر ہونے لگے تو سمجھو کہ ان کے لوگوں نے اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کا مستحق بنالیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے مہاجرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "پانچ برائیاں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہوئے اور یہ تمہارے اندر گھس آئیں تو بہت برا ہوگا۔ میں (محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ پانچوں بیماریاں تمہارے اندر پیدا ہوں"۔ ان میں سرفہرست آپ ﷺ نے زنا کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ اگر کسی قوم میں اعلانیہ ہونے لگے تو انہیں ایسی ایسی بیماریاں لاحق ہوں گی جو پہلوں میں نہیں تھیں۔ سرقہ (چوری) کے ضمن میں آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ "چوری کرتے وقت انسان کا ایمان الگ ہوجاتا ہے یعنی اس وقت وہ مومن نہیں رہتا"۔

دنیا کے امن وسکون اور خَلِیْفَةُ اللّٰهِ فِی الْاَرْض (انسان) کی عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے حدودِ اسلامی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی عنایت ہیں۔ رسولِ مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک حاکم کو بلایا جائے گا جس نے حد لگاتے وقت صرف ایک کوڑے کی کمی کی ہوگی اور جب اس سے اس کا سبب پوچھا جائے گا تو وہ کہے گا کہ ترس آگیا تھا اور شفقت آڑے آگئی تھی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔

"بھلا تو مجھ سے زیادہ رحیم وشفیق ہے؟"

حکم دیا جائے گا کہ اسے دوزخ میں ڈال دو۔ وہ لوگ غور کریں جو کہتے ہیں کہ اسلامی سزائیں ظالمانہ ہیں اور انسانی بنیادی حقوق کے خلاف ہیں۔ ان الٰہی ضابطوں کو نافذ نہ کرنا اور عوام الناس کا ان سے کترانا اور جی چرانا، عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ وہ اربابِ اختیار جو کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے یا وہ رعایا جو کتاب وسنت کے فیصلوں سے بھاگتی ہے اور نظام اسلام سے بدکتی ہے قرآن پاک کی حسب ذیل وعیدوں پر ذرا غور کرے۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ. [1]

اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہی لوگ کافر ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. [2]

---

[1] المائدہ۔۵:۴۴ [2] المائدہ۔۵: ۴

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ.[1]

اور جو کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ فاسق ہیں۔

چنانچہ اس نظامِ اسلام کے تحت فیصلے کرنے اور اس کے عملی نفاذ کی طرف ایک قدم ۱۹۷۹ء میں اٹھایا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل اور ملک بھر کے علماء سے تجاویز مانگی گئیں۔ قانونی مسودہ میں ترامیم اور اضافہ جات ہوتے رہے اب بھی زیر نظر قانون (حدود آرڈیننس) میں متعدد خامیاں موجود ہیں۔ جن کی نشان دہی مقالہ ہذا میں کی گئی ہے۔

جہاں تک منہاج بحث کا تعلق ہے سب سے پہلے قرآن مجید کو پیش نظر رکھا ہے۔ پھر سنت رسول اللہ ﷺ سے استشہاد کیا ہے۔ آخر میں اقوال صحابہ اور فقہاءِ امت کی آراء کو جگہ دی ہے۔

چنانچہ زیر بحث مقالہ کو حسب ذیل پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب ۱ الحد

باب ۲ حدود آرڈیننس 1979 کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

باب ۳ تجاویز وسفارشات

باب ۴ ملحقات

(الف) حدود آرڈیننس کا اجمالی خاکہ

(ب) ضمنی قواعد برائے صوبہ جات

(ج) وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ کار

باب ۵ ضمیمہ جات

مقالہ کے آخر میں کتابیات کی فہرست بھی منسلک کردی گئی ہے جو تحقیق وتدوین کے وقت بندہ کے پیش نظر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اس سعی ناتمام کو شرف قبولیت بخشے۔ (آمین)

طالب دعا

عالیہ سلطانہ

---

[1] المائدہ۔۵:۴۷

باب 1

الحد

حد عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا لغوی معنی کنارہ، انتہا، احاطہ، روانہ ہونے کی جگہ، روکنا اور باز رکھنا ہے۔ [1]

حد کا وضاحت سے مفہوم ابن منظور محمد بن مکرم نے اپنی نایاب کتاب لسان العرب میں اس طرح بیان کیا ہے۔

حدد: الحد: الفصل بین الشیئین لئلا یختلط احد هما بالاخر اولئلا یتعدی احد هما علی الاخر، وجمعه حدود. وفصل مابین کل شیئین: حد بینهما. ومنتهی کل شیء: حده ومنه: احد حدود الارضین و حدود الرجم، وفی الحدیث فی صفة القرآن: لکل حرف حد ولکل حد مطلع، قیل: اراد لکل منتهی نهایة. ومنتهی کل شیء: حده [2]

ترجمہ: حد دو چیزوں کے درمیان فاصلے کو کہتے ہیں تا کہ ان دو میں سے ایک دوسری کے ساتھ مل نہ جائے یا ان میں سے ایک، دوسری پر تجاوز نہ کرے اور حد کی جمع حدود ہے ہر دو چیزوں کے درمیان جدائی، ان کے درمیان حد ہے۔ ہر چیز کی انتہا اس کی حد ہے۔ اس سے زمینوں کی حدود اور حرم کعبہ کی حدود ماخوذ ہیں۔

حدیث پاک میں قرآن حکیم کی صفت کے بارے آتا ہے کہ ہر حرف کی حد ہے اور ہر حد کا مطلع ہے۔ کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے ارادہ کیا (فرمایا) ہر منتہیٰ کی نہایت ہے اور ہر چیز کی منتہیٰ اس کی حد ہے۔

صاحب لسان العرب ہی آگے چل کر بیان کرتے ہیں۔

وحد کل شیء: منتهاه، یرده ویمنعه عن التمادی، والجمع کالجمع. و حد السارق وغیره: مایمنعه عن المعاودة و یمنع ایضاغیره عن اتیان الجنایات، أجمعه حدود. [3]

ترجمہ: ہر شے کی حد اس کی منتہیٰ ہوتی ہے اس لئے کہ وہ اسے لوٹا دیتی ہے یا واپس کر دیتی ہے نیز اسے آگے بڑھنے سے روک دیتی ہے اور چور وغیرہ کی حد، وہ چیز ہوتی ہے جو اسے دوبارہ وہ کام (چوری) کرنے سے روک دے اور اس کی غیر کو بھی روک دے کہ وہ جرائم کرے اور اس کی جمع حدود ہے۔

۱۔ نشتر جالندھری، ابونعیم عبدالحکیم: قائد اللغات، طبع دوم، حامد اینڈ کمپنی لاہور، ص ۴۵۹۔
۲۔ ابن منظور، محمد بن مکرم: لسان العرب، الطبعۃ الاولیٰ، داراحیاء التراث العربی، بیروت (لبنان) ج ۳، ص ۷۹۔
۳۔ ایضاً

کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے حد الدار اور منتھی الشی [۱] اسی سے حدود الارض اور حدود الحرم کے الفاظ بھی بنائے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں حد کے حسب ذیل معانی بھی مروج ہیں۔

الف. حدود الله عن الشر ب. العقوبه

ج. ای باطل کاذب د. ای ممنوع لایحل ان یفعل [۲]

حد کے معنی رکاوٹ کے بھی ہیں اسی لئے دربان کو حداد کہتے ہیں کیونکہ وہ اندر جانے سے روکتا ہے۔ کسی چیز کے انجام اور آخیر کو بھی حد کہتے ہیں۔ [۳]

زبیدی نے حد کی حسب ذیل تعریفات کی ہیں۔

۱۔ دو چیزوں کے درمیان روک، جو ایک دوسرے کو ملنے نہ دے اور جدا کرے۔

۲۔ کسی شے کی انتہا کو بھی حد کہتے ہیں۔

۳۔ علم النجوم میں حد الکواکب سے مراد، کوکب کا جسم اور آسمان میں اس کے نور کے پھیلاؤ کی حد ہے۔

۴۔ علم کلام وفلسفہ میں حد کی اصطلاح تعین کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔

۵۔ ادباء اور صرف ونحو کے ماہرین کے نزدیک حد سے مراد "المعرف الجامع المانع" ہے۔

۶۔ صوفیا کی زبان میں حد سے مراد خدا اور بندے کے درمیان وہ فعل ہے جو زمان ومکان کی قید کی بنیاد پر قائم ہے۔

۷۔ دو چیزوں کے درمیان فصل بھی حد کہلاتی ہے، ان میں سے ہر ایک کی انتہا اس کی حد ہے۔

۸۔ حد کے ایک معنی سزا بھی ہے۔ سزا کو حد اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے مجرم کو جرم کے دوبارہ ارتکاب سے روکا جاتا ہے۔ [۴]

۱۔ لوئس معلوف: المنجد، بیروت، الطبعۃ السابعۃ عشر، ص ۱۲۰۔

۲۔ ایضاً

۳۔ محبوب عالم مولوی: اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران اردو بازار لاہور، نومبر 1992ء، ص ۲۶۰۔

۴۔ الزبیدی، محمد تقی، السید: تاج العروس من جواہر القاموس، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت (لبنان) ج ۲، ص ۳۳۱۔

شریعت کی اصطلاح میں حد ایسی متعین سزا کو کہتے ہیں۔ جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے حق کے پیش نظر مقرر کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ قصاص کو حد نہیں کہا جاتا۔ کیوں کہ قصاص کا تعلق مقتول کے ولی سے ہے اور اسے حق حاصل ہے کہ وہ قاتل سے قصاص کے بدلے دیت وصول کرے۔

فقہ کی رو سے حد وہ مقررہ سزا ہے، جو بطور حق باری تعالیٰ مقرر کی گئی ہو۔ بالعموم یہ لفظ جرائم اور ان کی سزاؤں پر بولا جاتا ہے۔ بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ حد شریعت کی مقرر کردہ سزا ہے۔ اس لحاظ سے جو سزائیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور جو نبی اکرم ﷺ نے بحیثیت شارع متعین کی ہیں، وہ حد ہیں۔

حد کی تعریف میں بطور حق خدا (حقاً للہ) سے تخصیص پیدا ہو جاتی ہے اور جرائم قصاص و دیت کی سزائیں حد کی تعریف سے نکل جاتی ہیں۔ یہ سزائیں بھی اگرچہ شریعت کی مقرر کردہ ہیں لیکن یہ افراد کا حق ہیں اور عقوبات تعزیز بھی حد کی تعریف سے خارج ہو جائیں گی، اس لئے کہ وہ مقرر نہیں ہیں۔ عقوباتِ مقررہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ شارع نے ان کی نوعیت اور مقدار کا تعین کر دیا ہے۔

سزا کے بطور حق خدا مقرر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ سزائیں اجتماعی مفاد اور سلامتی نظام سے متعلق ہیں۔ فقہائے کرام جب کسی سزا کو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کر کے حقاً للہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نا قابل اسقاط ہے اسے نہ افراد ساقط کر سکتے ہیں اور نہ معاشرہ یا ریاست۔

جس عقوبت سے مفاد عامہ وابستہ ہوگا وہ "حق اللہ" ہوگی اور مفاد عامہ یہ ہے کہ معاشرہ کو فساد سے محفوظ رکھا جائے۔ اس لئے ہر وہ جرم، جس کی خرابی سے عامۃ الناس متاثر ہوتے ہوں اور اس جرم کی سزا سے انہیں فائدہ پہنچتا ہو وہ مقررہ سزا حقاً للہ تصور ہوگی۔ تا کہ مفاد عامہ کا حصول اور بگاڑ و نقصان کی تلافی لازمی ہو جائے کیوں کہ سزا کے حق خدا ہونے کا مفہوم یہی ہے کہ وہ افراد، معاشرہ اور حکومت کی جانب سے ساقط نہیں ہو سکتی ہے۔ [1]

مولانا سلامت علی خاں اپنی فقہ کی مشہور کتاب "اسلامی قانون فوجداری" میں حد کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

الحد فی اللغة هو المنع منه الحداد للبواب و فی الشريعة العقوبة المقدرة حقا لله تعالى حتي لا يسمي القصاص حد لما انه حق العبد ولا التعزير لعدم التقدير. [2]

---

[1] الکاسانی، علاؤالدین ابوبکر بن مسعود: بدائع الصنائع، مطبوعہ بیروت، ج ۷، ص ۵۶۔

[2] سلامت علی خاں مولانا: اسلامی قانون فوجداری، (کتاب الاختیار) مکتبہ امدادیہ ملتان، ص ۱۔

ترجمہ:۔لغت میں حد کے معنی منع کے ہیں۔اسی لئے دربان کو حداد کہتے ہیں اور شرعی لحاظ سے حد اس مقررہ سزا کو کہتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہو۔یہی وجہ ہے کہ قصاص کو حد نہیں کہا جاتا کیونکہ وہ بندے کا حق ہے اور تعزیر کو بھی حد نہیں کہتے۔ بایں طور کہ وہ مقررہ سزا نہیں ہے۔

فقہائے اسلام کے نزدیک حد کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔

"حد یا حدود ایسے جرائم ہیں، جن کی سزا متعین ہو اور جو حق اللہ کے طور پر واجب ہو" [۱]

بعض فقہاء کے نزدیک حد کی تعریف یہ ہے۔ عقو بة مقدرة شرعا [۲]

ترجمہ۔شریعت کی رو سے جملہ مقرر سزائیں حد ہیں۔اس طرح ان کے نزدیک حد کے معنی یہ ہیں۔

عقوبة مقدرة تجب حقاً لله تعالیٰ [۳]

ترجمہ:۔وہ سزا جو حق اللہ میں تجاوز کرنے کی وجہ سے منجانب اللہ تعالیٰ یا شارع علیہ السلام متعین ہے۔مثلاً چوری کرنے پر ہاتھ کاٹ دینا۔زانی کو رجم اور کوڑوں کی سزا دینا، تہمت لگانے والے کو دروں کی سزا دینا وغیرہ

مذکورہ بالا تعریفات میں حد متعین کا مطلب یہ ہے کہ سزا کی مقدار اور کیفیت مقرر ہو اور اُس کا کوئی اعلیٰ یا ادنیٰ درجہ نہ ہو اور حق اللہ سے مراد یہ ہے کہ افراد، جماعت یا حکومت اُس کو ساقط نہیں کر سکتی۔

شریعت اسلامی میں ہر وہ جُرم، جس کے ارتکاب کا نقصان عام لوگوں کو ہوتا ہو اور جس پر سزا دیئے جانے کا فائدہ بھی عوام الناس کو پہنچتا ہو، وہ سزا حق اللہ شمار ہوگی۔نیز یہ سزا افراد جماعت یا عدالت کے ختم کرنے سے ختم نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی لحاظ سے اُس میں جُرم ثابت ہونے پر کمی بیشی ہوگی۔

القصہ حد سے مراد وہ سزا ہے جس کا قرآن حکیم
یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہو [۴]

۱۔ کمال الدین محمد بن ہمام : فتح القدیر ، ج ۴ ، ص ۱۱۲ ۔ ۱۱۳

۲۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، جامعہ پنجاب لاہور : دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۵ ، ص ۹۵۳

۳۔ العلم البطرس البستانی : معیط المحیط ۱ : ۸ ، بیروت ، ۱۸۷۰ء ، ص ۳۵۸

۴۔ محمد صدیق : کامیاب تفتیش جرائم ،عرفان لا بک ہاؤس لاہور ، ص ۱۱۹۳

بعض فقہا جرم حد کو جنایت سے تعبیر کرتے ہیں اور جرائم حدود کو اپنی تصانیف میں جنایات کے زیر عنوان درج کرتے ہیں۔ علم فقہ میں جنایت کے معنی، اس فعل کے ارتکاب کے ہیں جو از روئے شریعت حرام ہو، اس لحاظ سے جنایت، جرم کے مترادف ہے چوں کہ حدود جرائم ہیں۔ اس لئے انہیں جنایات کہنا درست ہے اور جرائم حدود کو جنایات کہہ دینے سے، اس حقیقت میں کوئی فرق نہیں آئے گا کہ ان جرائم کی سزائیں مقرر ہیں۔

اس بات کو جاننا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ ہر حد جنایت ہے لیکن ہر جنایت حد نہیں ہے۔ اس لئے کہ جنایات میں جرائم تعزیر بھی داخل ہیں اور جس جرم کی سزا مقرر (متعین) نہ ہو، وہ حد نہیں کہلا سکتا بلکہ جرم اس وقت بنتا ہے جب اُس کی سزا متعین ہو اور حقاً للہ ہو۔ جب جرم کو حد کہا جاتا ہے تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جرم کی تعریف (Definition) اُس کی سزا سے کی جا رہی ہے یعنی یہ ایسا جرم ہے، جس کی شرعاً سزا مقرر ہو، گویا جرم کو حد کہنا مجازاً ہے۔

بعض فقہا صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ "حد شریعت کی مقرر کردہ سزا ہے"

اس تعبیر کے لحاظ سے حد کے تحت تمام جرائم حدود، قصاص اور دیت آجائیں گے۔ اس لئے کہ ان سب کی سزائیں شریعت کی مقرر کردہ ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ حد صرف جرائم حدود اور ان کی سزاؤں کو کہا جاتا ہے۔

قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ میں حدود کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ

الحدود خمسة، حدا لزنا وحد الشرب وحد القذف وحد السرقه وحد قطع الطريق. [۲]

ترجمہ: حد کی پانچ قسمیں ہیں زنا کی حد، شرابِ نوشی کی حد، تہمت زنا لگانے کی حد، چوری کی حد اور رہزنی کی حد۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ حدیث پاک میں حد کا ذکر بہت سے مقامات پر آیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں اور وہ سزائیں ہیں، جو گناہوں کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ حد کا اصل معنی روکنا اور دو چیزوں کے درمیان جدائی ہے۔ گویا کہ شریعت کی حدود نے حلال اور حرام کے درمیان فاصلہ ڈال دیا ہے اور امتیاز پیدا کر دیا اُن میں سے بعض وہ ہیں۔ جن کے قریب جانا بھی حرام ہے، جیسے بدکاری، فحاشت اور مال یتیم وغیرہ۔

۱۔ محمد صدیق: کامیاب تفتیش جرائم، عرفان بک ہاؤس لاہور، ص ۱۱۹۴

۲۔ الفرغانی، قاضی خاں: فتاویٰ قاضی خاں، ص ۳۶

۱۔ زنا (بدکاری)

۲۔ قذف (تہمتِ زنا)

۳۔ مئےخوری (شراب نوشی)

۴۔ سرقہ (چوری)

۵۔ حرابہ (رہزنی)

۶۔ بغاوت (سرکشی) [۱]

۷۔ ارتداد (دینِ اسلام سے انحراف)

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر نے اپنی تالیف "التعزیر فی الشریعته الاسلامیه" میں بھی سات ہی جرائم کو قابل حد قرار دیا ہے۔ [۲]

اسی طرح عبدالقادر عودہ شہید نے بھی سات حدود کا ذکر کیا ہے۔ جنکا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے مذکورہ جرائم کی قباحت کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے اوران کے ارتکاب کی صورت میں سزا (حد) بھی اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کی ہے۔ نیز ان پر سنت کی بھی مہر تصدیق ثبت ہے لہٰذا کتاب وسنت، آثار واقوال اور فقہائے امت کی آراء کے تناظر میں دیکھا جائے تو حدود کی تعداد سات ہی ثابت ہوتی ہے گویا اس پر اجماع امت ہے۔ [۳]

۱۔ امام ابن حزم بغاوت کی جگہ "جحد عاریة" کو حد شمار کرتے ہیں لیکن جمہور فقہا کے نزدیک وہ سرقہ کی ایک قسم ہے۔

۲۔ عامر، عبدالعزیز: التعزیر فی شریعة فی شریعة الاسلامیه، طبع قاہرہ، ۱۳۲۸ھ، ص۔۱۲

۳۔ حدود آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ میں صرف چار حدود کا ذکر ہے جس پر تفصیلی بحث اگلے باب میں آئے گی۔

کرنے اور تنبیہ یا تادیب کرنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔

عَزَرَ فُلَانٌ اَخَاہُ (فلاں شخص نے اپنے بھائی کی مدد کی) قرآن حکیم میں بھی ہے۔ تعزروہ و توقروہ [۱]

ترجمہ: (اے ایمان والو!) تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور ان کی عزت و توقیر کرو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔

عزرتہ '(میں نے اُس کی توقیر و تادیب کی) یہ توقیر کی معنوں میں اس لئے استعمال ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص سزا کی وجہ سے جرائم اور برے افعال سے باز آجاتا ہے تو وہ خود بخود باوقار ہوجاتا ہے۔ اس سزا کو تعزیر اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مجرم کو ارتکاب جُرم سے روکتی ہی۔ ان یمنع الجانی ان لا عاد الذنب

(یہ کہ مجرم کو دوبارہ ارتکاب جرم سے باز رکھا جائے) اس لئے تعزیر ایسی سرزنش ہے، جو کسی فعل ممنوع کو دوبارہ کرنے سے مانع ہے۔ مشہور لغت دان ابن منظور نے تعزیر کا مفہوم یوں بیان کیا ہے۔

والتعزیر: ضرب دون الحد لمنعه الجانی من المعاوده وردعه عن المعصیةقال و لیس بتعزیر الامیر خزایة علی ، اذا ما کنت غیر مر یب و قیل : هو اشد الضرب . وغزره : ضربه ذلک الضرب العزر: المنع والعزر التوقیف علی الباب الدین.قال الازهری : و حدیث سعد یدل علی ان التعزیر هو التوقیف علی الدین لانه قال: لقد رایتنیٰ مع رسول الله ﷺ و مالنا طعام الأ الحبلة وورق السمر، تم اصبحت بنو سعد تعزرنی علی الاسلام، لقد ضللت اذا و خاب عملی تعزرنی علی الاسلام ای توقفنی علیه وقیل تو حبنی علی التقصیر فیه والتعزیر: التوقیف علی الفرائض و الاحکام واصل التعزیر :التادیب، ولهذا یسمی ضرب دون الحد.تعزیراً: انما هو ادب یقال عزرته و عزرته فهو من الاضداد و عزره فخمه و عظمه، فهو نحو الضد . [۲]

زبیدی کے نزدیک تعزیر کا مطلب کچھ یوں ہے۔

التعزیر هو التوقیف علی (الفرائض و الاحکام) واصله التادیب و لهذا یسمی الضرب دون الحد تعزیر انما هو ادب. [۳]

ترجمہ: تعزیر (لوگوں کو) قانونی فرائض واحکام پر قائم رکھنا ہے اور اس کا اصل معنی ادب دینا ہے لہٰذا ایسی مار پیٹ جو حد سے کم ہو اسے تعزیر کہتے ہیں۔

---

[۱] ابن منظور محمد بن مکرم: لسان العرب، الطبعۃ الاولیٰ، بیروت (لبنان) دار احیاء التراث، ج۹، ص۱۸

[۲] الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ: تاج العروس من جواہر القاموس، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ج۳، ص۲۹۵

المنعۃ (روکنا اور منع کرنا) عزر کے معنی دین کے دروازے پر ٹھہرانے کی ہیں۔ امام الازہری فرماتے ہیں کہ حضرت سعد کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تعزیر دین پر رکنے کا نام ہے اس لئے کہ انہوں نے فرمایا۔ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی حالت پر دیکھا کہ ہمارے پاس درختوں کے پتوں کے سوا کوئی خوراک نہ تھی۔ پھر (بھوک کے باعث) میری یہ حالت ہوگئی کہ بنوسعد مجھے اسلام پر روکتے تھے یعنی کاربند رکھتے تھے۔ اس وقت میں گمراہ ہوگیا اور میرا عمل بے کار ہوگیا۔

اس لئے تعزرنی علی الاسلام کے معنی یہ ہیں کہ وہ مجھے اسلام پر ٹھہراتے تھے بعض نے کہا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام میں کوتاہی پر وہ مجھے توبیخ کرتے تھے۔ التعزیر کا ایک معنی فرائض اور احکام پر رکنا ہے۔ تعزیر کا اصل معنی ادب دینا ہے۔ اسی لئے حد سے کم درجہ کی مار پیٹ کو تعزیر کہتے ہیں۔

مولانا سلامت علی خان تعزیر کی یوں تعریف کرتے ہیں۔

التعزیر ھو تادیب دون الحدو یجب فی جنایۃ لیست موجبۃ للحد. [۱]

ترجمہ: تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو حد سے کم ہو یعنی حد کے درجہ تک نہ پہنچے اور تعزیر اس جرم پر دی جاتی ہے جو حد کا سبب نہیں ہوتا۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے انسانوں کو جرائم سے باز رکھنے اور اصلاح کی خاطر مختلف مقامات پر کئی طرح کے انداز میں تعزیر کی وضاحت اور مثالیں دی ہیں تا کہ انسان دنیا میں اپنے رویوں کو بہتر کر سکے۔ مثلاً فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ○ [۲]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین تک لوٹا دو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو عدل و انصاف کے ساتھ کرو۔ اللہ تمہیں خوب نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

---

۱ سلامت علی خاں، مولانا: کتاب الاختیار، ترجمہ عبدالسلام ندوی بعنوان اسلامی قانون فوجداری، مکتبہ امدادیہ ملتان، ص۔۳

۲ النساء ۵۸:۴

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَّ بِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ط فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ج فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ط إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ [1]

ترجمہ: مرد عورتوں پر قوام ہیں اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو، انہیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو اور پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کیلئے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے، جو بڑا اور بالاتر ہے۔

ارشادات رسول ﷺ کی روشنی میں بھی واضح طور پر ہمیں تعزیر اور سزاؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔ جسے امام محمد بن یزید نے اپنے مجموعہ حدیث سنن ابن ماجہ میں یوں بیان کیا ہے۔

مَنْ بَلَغَ حَدًّا غَيْرَ حَدٍّ فَهُوَ مِنَ الْمُعْتَدِيْنَ. [2]

ترجمہ: جو شخص حد (کی سزا) کے سوا کسی (تعزیری) سزا میں حد تک پہنچے تو وہ تجاوز کرنے والوں میں سے ہے۔

حضرت علیؓ کے دورِ خلافت کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ جس میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی بجائے کوڑے لگائے گئے جسے صاحب کنز العمال یوں تحریر کیا ہے۔

اتی برجل نقب بیتا فلم یقطعه و عزره اسواطاً. [3]

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہ کے روبرو ایک شخص نقب زنی کے جرم میں لایا گیا تو آپ نے اسے ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی بلکہ کوڑے لگانے کی تعزیر دی۔

---

[1] النساء ۳:۳۴

[2] ابن ماجہ، محمد بن یزید (المتوفی ۲۷۳ھ) سنن ابن ماجہ

[3] کنز العمال، ج ۳، ص ۱۱۷

مختلف فقہی مکتبہ فکر تعزیر کی حسب ذیل تعریف کرتے ہیں۔

فقہائے احناف کے نزدیک ہر معصیت میں تعزیر ہے مگر تعزیر میں کوئی مخصوص سزا مقرر نہ ہے۔ یہ قاضی اور حاکم کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ جرم کی نوعیت دیکھ کر فیصلہ کرے کہ مجرم کی حالت کس سزا کی متقاضی ہے۔ [1]

فقہائے شوافع کا موقف ہے کہ کسی شخص سے ایسی معصیت سرزد ہو کہ جس میں نہ حد ہو اور نہ کفارہ، اسے سلطان کی رائے کے مطابق سزا دی جائے۔ [2]

فقہائے مالکیہ کہتے ہیں کہ حدود کے علاوہ جرائم میں تعزیر واجب ہے، جو امام کی رائے پر منحصر ہے۔ یہ معصیت الٰہی اور افراد کے حقوق متاثر ہونے پر دی جاتی ہے۔

فقہائے حنابلہ کی رائے میں، تعزیر دراصل تادیب ہے، جو ہر اس معصیت پر لازم ہے، جس میں کوئی حد اور کفارہ نہ ہو، تعزیر کی کم سے کم مقدار مقرر نہیں ہے، بلکہ حاکم اور امام کی مرضی پر موقوف ہے۔ کہ وہ مجرم کے حال کے مطابق کونسی سزا مناسب خیال کرتا ہے۔ [3]

وضاحت: دراصل تعزیرات وہ سزائیں ہیں جو یا تو قرآنِ پاک کی نص سے ثابت ہیں یا پھر دلالۃ النص اور اشارۃ النص کے اصولوں پر قران وسنت کے احکام سے اخذ کی جاتی ہیں اور یا قاضی / امام ان جرائم پر دیتا ہے، جن کی صراحت درج بالا طریقوں میں موجود نہ ہو جو جرائم حدود میں آتے ہیں تو ان سے متعلق ذیلی جرائم میں تعزیرات کا تعین اس طرح ہوگا۔

الف۔ کہ وہ حدود سے نہ بڑھیں۔

ب۔ قاضی اور حاکم کو تعزیرات میں اختیار کے باوصف، ان کی دفعہ بندی میں وقتی حالات، مفاد عامہ اور عمومی نظم کا، قران وسنت کی روح کو مدنظر رکھتے ہوئے خیال کرنا ہوگا۔ [4]

تعزیرات کی اقسام۔ علماء وفقہا کے نزدیک تعزیرات کی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

---

1. الزیلعی، علامہ تبیین الحقائق، ج ۲، ص۔ ۲۰۸۔
2. الشیرازی، ابو اسحاق (م۔ ۴۸۶ھ): المہذب، ج ۲، ص۔ ۳۰۶
3. المقدسی، ابی النجا شرف الدین علامہ: الاقناع، ج ۴، ص۔ ۲۶۸۔
4. قریشی، ڈاکٹر طفیل احمد: اسلامی حدود وتعزیرات، ص۔ ۵۰۔

۲۔ تعزیراتِ مفادِ عامہ۔

۱۔تعزیرات معاصی: اس سے مراد ایسے افعال ہیں جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہو نیز معاصی اور گناہ کے زمرہ میں آتے ہوں۔

۲۔تعزیراتِ مفادِ عامہ: ایسی تعزیرات جو بذات خود حرام نہیں بلکہ اپنے احوال واوصاف کی بدولت حرمت میں شامل ہیں۔

تمثیلاتِ معاصی۔ تعزیراتِ معاصی کے زمرہ میں حسب ذیل افعال آتے ہیں۔

۱۔ امانت میں خیانت
۲۔ ناپ تول میں کمی
۳۔ جھوٹی گواہی
۴۔ سود خوری
۵۔ تضحیک شخصی یا اہانت
۶۔ رشوت

تمثیلاتِ مفادِ عامہ۔ اس تعزیر میں درج ذیل افعال آتے ہیں۔

۱۔ انصاف پر قائم نہ ہونا۔
۲۔ سچی گواہی نہ دینا۔
۳۔ عدل اور اس کے تقاضوں کو چھوڑ دینا۔
۴۔ اپنی خواہشات کی تکمیل میں دوسروں کا نقصان کرنا۔
۵۔ مفادِ عامہ کیلئے فتنہ وفساد کا سبب بننا۔

جس جرم کی سزا قرآن وسنت میں متعین ومقرر ہو۔ حد کہلاتی ہے اور جس جنایت یا جرم کی سزا مقرر نہ ہو یا قاضی کی صوابدید پر منحصر ہو وہ تعزیر کہلاتی ہے۔

فیصلہ اجماع کے مطابق، جو سزائیں اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں مقرر کی ہیں اور جو سزائیں نبی اکرم ﷺ نے بحثیت شارع ورسول قائم فرمائی ہیں وہ حد ہیں۔ جس جرم کی کوئی سزا آپ ﷺ نے بحثیت شارع قائم نہیں کی بلکہ بحثیت قاضی یا حاکم کے عملاً دی یا اس کے دینے کا حکم دیا ہے وہ تعزیر ہیں۔ اس طرح وہ شرعی احکام جو مذہب، جان، مال، نسل اور عقل کی حفاظت سے متعلق ہیں اور جن سے متعلق پہلے کوئی سزا مقرر نہیں، وہ سب تعزیر کی تعریف میں آتے ہیں۔

تعزیر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کیلئے کوئی ایسا معیار شہادت نہیں ہوتا، جو عام معیارِ شہادت سے زائد ہو بلکہ فقہائے کرام نے تعزیر کا معیار شہادت، حد کے مقابلہ میں بہت نرم رکھا ہے۔ اس کے برعکس حدود میں مقرر کردہ گواہان کی تعداد ضروری ہے جس کے بغیر حد عائد نہیں ہوسکتی۔ علاوہ ازیں وہاں "تزکیة الشھود" کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے۔

القصہ جو سزائیں رسول ﷺ نے بحثیت رسول جاری فرمادی ہیں، وہ ابدی اور ناقابل ترمیم ہیں، اس لئے وہ بلاشبہ حد کی تعریف میں آتی ہیں اور جن کی سزا مقرر ومتعین نہیں ہے اور آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں دی ہیں یا دینے کا حکم دیا ہے، وہ تعزیر ہیں۔

الفرق بین الحدود و التعزیر من وجوہ احد ھما ان الحد مقدر والتعزیر مفوض الی رای الامام و الثانی ان الحدیندر بالشبھات و التعزیر یجب مع الشبھات و الثالث ان الحدلا یجب علی الصبی والتعزیر شرع له و الرابع ان الحد یطلق علی الذمی و ان کان مقدراً و التعزیر له یطلق علیه و انما ھو عقوبة لان التعزیر شرع للتطھیر و الکافرلیس من اھل التطھیر. [1]

ترجمہ: حدود اور تعزیرات میں چند وجوہ سے فرق ہے۔

اول۔ یہ کہ حد مقررہ سزا ہے اور تعزیر غیر مقررہ، جو امام کی رائے پر موقوف ہے۔

دوم۔ یہ کہ حد شبہ سے ساقط ہوجاتی ہے اور تعزیر شبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

سوئم۔ حد بچوں پر واجب نہیں ہوتی اور تعزیر بچوں پر بھی جائز ہے۔ [2]

---

[1] خزانة الروایه بحوالہ مولانا سلامت علی خاں: کتاب الاختیار، اسلامی قانون فوجداری، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ص ۴ [2] حوالہ ایضاً

آئی ہے اسے تعزیر کہتے ہیں اور کفار کیلئے اس غیر معین سزا کا نام عقوبت ہے، تعزیر نہیں، کیوں کہ تعزیر گناہوں سے پاک کرنے کیلئے ہے اور کفار اہل طہارت نہیں۔ایک اصول یہ بھی ہے کہ

التعزير لا يسقط بالتوبة كالحد. [1]

ترجمہ۔ تعزیر توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی، جس طرح کہ حد توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔

حد	تعزیر
۱۔حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی سزا بھی منجانب ذات باری تعالیٰ مقرر ہے۔	۱۔تعزیر اللہ کا حق نہیں ہے اور اس کی سزا قاضی یا حاکم کی صوابدید پر رکھی گئی ہے۔
۲۔حد شارع کی طرف سے متعین سزا ہے۔	۲۔تعزیر غیر مقررہ سزا ہے، جو حق تعالیٰ اور حق انسانی دونوں کیلئے ہوسکتی ہے۔
۳۔حد نا قابل معافی اور نا قابل مصالحت جرم ہے۔	۳۔تعزیر میں معافی، مصالحت اور سفارش کی گنجائش ہے۔
۴۔حد تمام لوگوں پر یکساں نافذ العمل ہوتی ہے۔	۴۔تعزیر لوگوں کے مزاج اور حالات کے مطابق مختلف ہوسکتی ہے۔
۵۔حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔	۵۔تعزیر شبہ کے ساتھ بھی قائم رہتی ہے۔
۶۔حد نابالغ بچے اور مجنوں پر نافذ نہیں ہوتی۔	۶۔تعزیر نابالغ بچے پر بھی تادیباً ہوسکتی ہے۔
۷۔اقرار سے رجوع، حد میں موثر ہے۔	۷۔تعزیر میں رجوع موثر نہیں ہے۔
۸۔قابل حد جرائم کی چند شرائط ہیں۔	۸۔تعزیری جرائم میں ایسی شرائط نافذ نہیں ہیں۔
۹۔نفاذِ حد میں اصل سزا سے زائد نقصان قابل مواخذہ نہیں۔	۹۔نفاذ تعزیر میں اصل سزا سے زائد نقصان قابل مواخذہ ہے۔
۱۰۔حد کی متعین سزا مسلمان اور کافر دونوں کیلئے عام ہے۔	۱۰۔مسلمان کیلئے غیر متعین تعزیر اور کافر کیلئے غیر معین سزا عقوبت کہلائے گی

---

[1] المصری ابن نجیم، زین الدین علامہ: الاشباہ و النظائر بحوالہ مولانا سلامت علی خاں: اسلامی قانون فوجداری مکتبہ امدادیہ ملتان، ص۔۳

...ان کے مطابق جزاو سزا کا عقیدہ بہت پرانا ہے۔قدیم مصری تہذیب میں جب دیوی اور دیوتاؤں کی پرشش کی جاتی تھی، اس وقت بھی حسن اخلاق کی اقدار، آج کی اقدار سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھیں۔

" کتاب الموتیٰ " جو ایک انگریز مصنف گلبرٹ مرلے کی کتاب کا ترجمہ ہے، جسے استاد عبدالقادر حمزہ مرحوم نے لکھا ہے، اس میں ایک مردے نے "اوسیرس" دیوتا سے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے جو خطاب کیا ہے، وہ اخلاقی حسن و قبیح کی حدود سے متعلق ایک بہترین ترجمانی ہے۔ [۱]

یونانی عقیدہ بھی ثواب و عذاب سے خالی نہیں۔ افلاطون کہتا ہے۔ جب مردے قاضی کی عدالت میں پیش ہونگے، تو وہ انہیں اپنے پاس بلا کر جانچ پڑتال کرے گا۔ اگر اسے شر وفساد میں ملوث پائے گا، تو قید خانہ بھیج دے گا، تاکہ وہاں اسے ابدی سزا ملے، جس کا وہ از روئے انصاف مستحق ہے۔

اسلام سے قبل حضرت عبدالمطلب، جد امجد جناب رسالت مآب ﷺ سے جو حکیمانہ اقوال منقول ہیں، ان سے بھی وقتی قانون کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے نذر کی تکمیل، محرم سے عقد کی ممانعت، چور کا ہاتھ کاٹنا، اولاد کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت، شراب وزنا کی حرمت اور نفاذِ حد، طواف بیت اللہ کی عریاں حالت میں ممانعت اور حرام مہینوں کی عزت و احترام قائم رکھنے کے احکامات نافذ کر رکھے تھے۔ قتلِ نفس پر خون بہا و دیت کی قیمت سو اونٹ بھی آپ کے عہد میں مقرر ہوئی۔ جسے اسلام نے قائم رکھا۔ قبل ازیں دیت دس اونٹ مقرر تھی۔

اسلام میں میزانِ عدل کا تصور، محاسبہ نفسِ انسانی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ [۲]

ترجمہ: اور جس نے ذرہ برابر نیکی کی اسے (بروز قیامت) دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی تو اسے بھی دیکھ لے گا۔

---

۱ محمد اسلم چودھری ایڈووکیٹ: اسلامی احکام حدود و تعزیرات، کوثر برادرز لاہور، ۱۴۱۴ھ، ص۔ ۵

۲ زلزال ۹۹:۸

۳ النساء ۴:۱۴

تب تک اصلاحِ معاشرہ نہیں ہو سکی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(ج) وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ط [1] اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگتے ہیں وہی ظالم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومت کو اولین فریضہ یہ سونپا گیا کہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد لوگ صلوٰۃ و زکوٰۃ کے نظام اور اس کے نفاذ کو ممکن بنائیں۔ معروفات کو رواج دیں، مگر جو سرکش معروفات کو منکرات میں بدلنے کی کوشش کریں اور فطری تقاضوں کے برعکس حیوانیت پر اتر آنے کی کوشش کریں، انہیں آہنی ہاتھوں سے سیدھا کیا جائے اور حدود و تعزیرات کا کوڑا حرکت میں لایا جائے۔ چنانچہ قرآن پاک نے الٰہی ضابطوں کی اہمیت جتلاتے ہوئے فرمایا:

(د) تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ط [2] یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں پس ان سے تجاوز نہ کرو سورہ حدید میں نیک فطرت انسانوں کیلئے انبیاء و رسل آیاتِ بینات کتاب و وحی اور میزانِ عدل کا ذکر کیا لیکن بدطینت اور جرائم پیشہ انسان نما شیطانوں کا یہ علاج بتایا۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ [3] اور ہم نے لوہا نازل کیا جس سے مجرموں کیلئے حرب و ضرب کا سامان تیار ہوتا ہے۔

انصاف کا یہی تقاضا ہے کہ لوگ اگر وحی ربانی کی ٹھنڈی اور میٹھی زبان کو نہ سمجھیں تو انہیں ڈنڈے کی زبان سے سمجھایا جائے مثل مشہور ہے کہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے"۔

علامہ اقبال علیہ رحمہ نے شاید ایسے ہی لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر　　　مردِ ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

---

[1] البقرہ ۲:۲۲۹

[2] البقرہ ۲:۲۲۹

[3] الحدید ۵۷:۲۵

انسان [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس میں [illegible] ودیعت کردی ہیں تاکہ لطیف جذبات اور پاکیزہ خیالات کے سبب اعمال صالحہ کی طرف راغب ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں بہیمیت بھی ہے۔ جس سے وہ اپنے سفلی جذبات کے ذریعے فسق و فجور اور اعمالِ بد کا رشکار ہو جاتا ہے۔

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰاهَاOفَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَاOقَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَاO وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاO [1]

ترجمہ: اور قسم ہے انسانی جان کی اور اس (ذات) کی جس نے اسے ٹھیک بنایا۔ پھر اس کو اس کی بدکرداری اور پرہیز گاری سے آگاہ کیا بے شک وہ شخص مراد کو پہنچا۔ جس نے اس نفس کو پاک رکھا اور وہ شخص نامراد ہوا، جس نے اسے گناہوں میں ملوث کر دیا۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ کی روشنی میں، انسانی ذہن کے اندر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسانی وجود میں دو متضاد قسم کی خاصیتیں پیدا کرنے کا مقصود کیا ہے؟ اس کا جواب خود اللہ کریم اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً. [2]

ترجمہ: اس (ذات) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے؟

غرضیکہ خیر و شر اور نیکی و بدی کی دو باہم مخالف قوتوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے باطن میں چھپا رکھا ہے کہ تاکہ انسان قوائے نیکی کی مدد سے بہیمی اور حیوانی قوتوں کو شکست دے کر خود کو خلافت الٰہی کا اہل ثابت کرے۔ یہ جنگ روز ازل سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ اللہ رب العزت نے انسان کی رہبری کیلئے انبیاء و مرسلین مبعوث کئے، صحائف اور کتابیں نازل فرمائیں تاکہ انسان سیدھے راستے کے تعین میں دشواری محسوس نہ کرے۔

قرآن کریم کے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ط لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌO [3]

---

[1] الشمس ۹۱: ۷ تا ۱۰ [2] الملک ۶۷: ۲
[3] البقرہ ۲: ۲۵۶

جو طاغوت کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔ جو کبھی نہیں ٹوٹتا اور اللہ تعالیٰ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔

مذکورہ قرآنی فلسفہ حیات کی روشنی میں اس بات کو بخوبی جانچا اور پرکھا جا سکتا ہے کہ انسان بعض اوقات شیطان کے دھوکے میں آ کر ان حدود کو توڑ ڈالتا ہے جن کے تجاوز اور آگے بڑھنے سے منع کیا گیا ہے لہٰذا یہ امر انتہائی ضروری ہوا کہ انسان کو صحیح راستے پر گامزن کرنے کیلئے ایسی سزائیں مقرر کی جائیں تاکہ آئندہ وہ غیر اخلاقی اور ذلیل حرکات سے بچ سکے نیز اس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی عبرت حاصل کریں اور گناہوں کے قریب نہ جائیں۔

عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان کو جو سزائیں دی جاتی ہیں ان کی بنیاد نفرت اور عداوت پر ہے۔ جیسا کہ رومن ایمپائر میں تھا اس زمانے میں وہاں مقصود، مجرم کی اصلاح اور معاشرے کی فلاح نہیں ہوتا تھا بلکہ حکام کے جذبہء انتقام کو تسکین پہنچانے کیلئے سزائیں دی جاتی تھیں۔[1]

جب کہ اسلام میں فلسفہء سزا کی بنیاد شفقت پر ہے جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کو یا ایک استاد اپنے شاگرد کو اصلاح احوال کی خاطر سزا دیتا ہے یا ایک جراح یا سرجن فاسد مادے کو بدن سے خارج کرنے کیلئے آپریشن کرتا ہے اسی طرح سزاؤں کے ذریعے انسان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کی جاتی ہے اور اس کے وجود سے بدی اور بہمیت کا فاسد مادہ نکال دیا جاتا ہے تاکہ اس کی روح تندرست و توانا رہے، جو اس کی اصل طاقت ہے۔ کیونکہ جسم فانی ہے، جو انسان کی طبعی موت کے بعد مٹی میں مل کر خاک ہو جاتا ہے اور روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ قیامت کے دن وہ اپنے اصلی جسم سے مل کر جزاء و سزا سے دوچار ہوگی۔ یہ سارا علاج معالجہ اور سزاؤں کا گرداب اس کی تربیت کیلئے ہے۔

---

[1] وجدی، محمد فرید: دائرہ معارف القرآن، الرابع العشر عشرین، ۱۹۶۷، ص۔ ۳۷۸۔

مہربان ہے اس کے تمام احکام اور ضابطوں میں سراسر انسانوں کی خیر خواہی اور فلاح ہے۔ جس طرح اولاد کو سمجھانے، راہ راست پر لانے اور عبرت دلانے کیلئے والد کبھی کبھی اسے سزا دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض ناگزیر حالات میں ربِ قدوس کی طرف سے بھی نافرمان اور جرائم پیشہ لوگوں کی توبیخ اور دوسروں کی عبرت کیلئے سزا دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ اسلامی سزاؤں اور شرعی حدود کو وحشیانہ گردانتے ہیں نیز انہیں غیر مہذب قرار دیتے ہیں مگر وہ سزائے تازیانہ جو آج کل کی جیلوں میں جاری ہے اور جسمانی ریمانڈ میں پولیس انسانیت سوز سلوک کرتی ہے۔ ان کے نزدیک بڑی مہذب سزا ہے۔ موجودہ قانون کی رو سے تو ایک سپرنٹنڈنٹ جیل بھی قیدی کو ٹکٹکی پر لٹکا کر اس کی ننگی پیٹھ کا قیمہ کرانے کا اختیار رکھتا ہے بے قصور ملزموں کو ننگا کر کے اور باندھ کر، کہ تڑپ بھی نہ سکیں دور سے بھاگتا اور ناچتا ہوا جلاد بڑی قوت سے انہیں کوڑا مارتا ہے اور تمام ضربیں جسم کے مخصوص حصہ یعنی سرین پر لگائی جاتی ہیں اور گوشت کے ٹکڑے اڑنے لگتے ہیں۔

ایسی سزا نافذ کرنے والے لوگوں کے منہ سے نکل رہا کہ "اسلامی کوڑے" کی سزا وحشیانہ ہے حالاں کہ شرعی تازیانے کی سزا ایک مقررہ قاعدے کلیے کے تحت اور مجرم کی جسمانی حالت کے پیشِ نظر دی جاتی ہے۔ جسم کے صرف ایک ہی نہیں بلکہ مختلف حصوں پر مارا جاتا ہے کوڑا بھی متوسط درجے کا ہوتا ہے نیز منہ سر اور شرم گاہ کو مستثناء رکھا جاتا ہے مگر "کالا قانون" مجرم تو درکنار محض مشتبہ لوگوں اور سیاسی حریفوں کو ایسا ایسا عذاب دیتا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے اور اس کے اصول وضوابط بھی فطری اصولوں کے عین مطابق ہیں اس کی مقرر کردہ سزا بھی عین رحمت ہے نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے:

اَقَامَةُ حَدٍّ بِاَرْضٍ خَيْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ مَطَرُوْا ثَلَاثِيْنَ صَبَاحاً۔ [1]

ترجمہ: ایک حد کا جاری کرنا اہل زمین کیلئے تیس روز کی بارش سے زیادہ مفید ہے۔

---

[1] شیخ محمد عبداللہ علوی: سنن ابن ماجہ مع شرح مفتاح الحاجہ، سرگودھا، ۱۳۹۸ھ، ص ۱۸۵۔
کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود، حدیث نمبر ۲۵۳۸۔

چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے نہایت ہی حلیمانہ انداز میں حدود و تعزیرات کے اسرار و حکم لو لیا ہے۔

الف. وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ [1]

عقل و خرد رکھنے والو تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔

آیت مذکورہ صدر میں اس جاہلیت کی تردید کی گئی ہے، جو پہلے بھی بہت سے دماغوں میں موجود تھی اور آج پھر موجود ہے۔ جس طرح اہل جاہلیت کا ایک گروہ انتقام کے پہلو میں افراط کی طرف چلا گیا۔ اس طرح آج کا ایک طائفہ تفریط میں کھو گیا ہے اور اس نے سزائے موت کے خلاف اتنی تبلیغ کی ہے کہ بہت لوگ اسے ایک نفرت انگیز چیز سمجھنے لگے ہیں اور دنیا کے متعدد ممالک نے اسے بالکل منسوخ کر دیا ہے۔ قران مجید اس پر اہلِ عقل و دانش کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ قتل کا بدلہ لینے میں معاشرے کی زندگی مضمر ہے۔ جو سوسائٹی انسانی جان کا احترام نہ کرنے والوں کی جان کو محترم ٹھہراتی ہے وہ دراصل اپنی آستین میں سانپ پال رہی ہے اور وہ ایک قاتل کی جان کو بچا کر بہت سے بے گناہ انسانوں کی جان کو خطرے میں ڈال رہی ہے۔ اگر صحیح معنوں میں اصل مجرم کو سزا مل جائے تو بدمعاش، غنڈے، قاتل اور بدکردار لوگ مٹ جائیں اور یہ زمین امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے۔

قرآن میں حد سرقہ کا فلسفہ یہ بیان کیا گیا ہے:

جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ. [2]

یہ ان کی کارستانی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا۔

چوری ہو یا بدکاری اگر مجرم کو مناسب اور علی الاعلان سزا مل جائے تو ایک طرف جہاں باغی کو نصیحت ہو گی وہاں عوام الناس کو بھی نصیحت ملے گی۔ اس سے اسلام کے نظریہ سزا پر واضح روشنی پڑتی ہے۔ آیت مذکورہ بالا میں چور کے قطع ید کی یہ افادیت بیان کی گئی ہے کہ یہ اس کے کیے کا صلہ ہے اور اللہ کی طرف سے جرم کو روکنے والی چیز ہے۔

اسی طرح حدِ زنا کی حکمت یوں بیان کی گئی ہے:

وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ [3]

اور اس میں ہم نے صاف صاف ضابطے بیان کئے ہیں تا کہ تمہیں سبق حاصل ہو۔

---

[1] البقرہ ۲:۱۷۹ [2] المائدہ ۵:۳۸ [3] النور ۲۴:۱

اسلامی قانون فوج داری میں سزا کے تین مقاصد ہیں اول یہ کہ مجرم سے ظلم وزیادتی کا بدلہ لیا جائے اور اسے اپنے کئے کا سبق سکھایا جائے دوئم اسے اعادہ جرم سے باز رکھا جائے۔ سوئم یہ کہ اس سزا کو دوسروں کیلئے عبرت بنایا جائے۔

اسلامی نظامِ عدل میں سزا و جزاء کا تصور معاشرہ کی اصلاح سے متعلق ہے۔

حدود کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں سے بچنے کیلئے حدود کو فرض قرار دیا ہے۔

☆ خون وغیرہ سے بچنے کیلئے قصاص کو فرض قرار دیا ہے۔

☆ عقل کی حفاظت کیلئے ترکِ مے نوشی کو لازم ٹھہرایا ہے۔

☆ پاکِ بازی اور دوستی کی رعایت کیلئے چوری سے کنارا کشی کو فرض قرار دیا ہے۔

☆ نسب کی حفاظت کیلئے ترکِ زنا کو لازم ٹھہرایا ہے۔

☆ نسل بڑھانے کیلئے ترکِ لواطت کو ضروری قرار دیا ہے۔

☆ انکارِ حق پر غالب آنے کیلئے گواہی کو واجب قرار دیا ہے۔ [۱]

ابن قیمؒ کا کہنا ہے "قصاص نہ ہوتا تو جہاں برباد ہو جاتا اور لوگ ایک دوسرے پر حملہ کر کے یا انتقام لے کر مار ڈالتے۔ قصاص اس عام خرابی کو روکتا ہے۔ جاہلی دور میں عرب لوگ کہا کرتے تھے کہ (جوابی) قتل (ارتکابی) قتل کا بہترین علاج ہے اور خون ریزی کو روکنے کیلئے خون بہانا ضروری ہے۔ لیکن آخر نجاست، ناپاک چیز ہی سے کیوں صاف کی جائے اصل بات یہ ہے کہ جرم ایک نجاست ہے اور حدود و قصاص ہی اس کو پاک کرتا ہے"۔ [۲]

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فلسفۂ حدود و تعزیرات پر گفتگو کرتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ تصنیف حجة الله البالغه میں لکھا ہے۔ بعض معاصی کے ارتکاب پر شریعت نے حد مقرر کی ہے۔ یہ وہ معاصی ہیں، جن کے ارتکاب سے زمین پر فساد پھیلتا ہے، نظام تمدن میں خلل پیدا ہوتا ہے اور مسلم معاشرے کا سکون و اطمینان رخصت ہو جاتا ہے۔

۱۔ محمد اسلم چوہدری: اسلامی احکام حدود و تعزیرات، کوثر برادرز لاہور ۱۴۱۴ھ ص ۲۶۔

۲۔ مصری پارلیمان: مسودہ قانون قصاص و دیت (مشروع قانون العقوبات) مترجم و مدون محمود احمد غازی: ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ ص ۱۵۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ معاصی کچھ اس قسم کی ہوتی ہیں دو چار مرتبہ ان کے ارتکاب سے مستقل لت پڑ جاتی ہے اور پھر ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح گناہوں میں محض آخرت کے عذاب کا خوف دلانا اور نصیحت کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ لازم ہے کہ ایسی عبرت ناک سزا مقرر کی جائے کہ اس کا مرتکب آئندہ پوری زندگی اس معصیت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے اور سوسائٹی کے دیگر افراد کے لئے سامان عبرت بنا رہے اور اس کے انجام کو دیکھ کر لوگ ایسے جرائم کی طرف رغبت کی جرأت نہ کریں۔

اس کی واضح مثال زنا ہے۔ اس کا محرک صنفی خواہش کا غلبہ ہے۔ عورتوں کے حسن و جمال سے اس جذبے کو تقویت ملتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کے باعث عورت کے اہل خاندان کو سخت رسوائی اٹھانا پڑتی ہے اس کی وجہ سے کشت و خون کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ چونکہ اکثر یہ فعل فریقین کی رضا مندی سے وقوع پذیر ہوتا ہے اور اس کا محل ارتکاب عموماً کوئی پوشیدہ جگہ ہوتی ہے اس لئے اگر زنا کی سزا عبرت ناک نہ رکھی جاتی تو اس بیماری کے پھیل جانے میں ذرا بھی دیر نہ لگتی۔

اس کی دوسری مثال سرقہ (چوری) ہے چونکہ بسا اوقات انسان کو کوئی جائز ذریعہ معاش نہیں ملتا اس لئے وہ چوری کا دھندہ شروع کر لیتا ہے زنا کاری کی طرح وہ ایک بار کرنے سے اس کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ چوری کی بھی مثالی اور دردناک سزا مقرر کی جائے۔[1]

فلسفہ حدود کے تعین کے ویسے تو کئی مقاصد سامنے آتے ہیں مگر ان میں سے اہم یہ ہیں

1۔ سزا کا اتنا سخت قسم کا خوف پیدا ہو کہ کوئی شخص جرم کے ارتکاب کی جرأت نہ کر سکے۔

2۔ مجرم دوسروں کیلئے سامان عبرت بن جائے تا کہ دیگر لوگ اس بھیانک انجام کو دیکھ کر جرائم سے پرہیز کریں۔

3۔ فرد کی اصلاح مطلوب ہے کیونکہ وہ کسی معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے۔

4۔ فرد میں ایمان و تقویٰ جیسی صفات پیدا کرنا۔

5۔ عمل صالحہ کیلئے تیار کرنا۔

6۔ اخلاق نبویؐ (خصائل حسنہ) کی سی خصوصیات پیدا کرنا۔

7۔ معاشرہ کیلئے ایک مفید اور کامیاب شہری بنانا۔

8۔ مشکلات کے لمحات میں صبر و تحمل، حوصلہ اور بردباری جیسی صفات عالیہ سے مستفید کرنا۔

---

[1] دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث: حجۃ اللہ البالغہ ۱۹۷۵ مکتبہ سلفیہ لاہور، ج ۲، ص ۱۵۸

حدود شریعہ کا نفاذ انتقام یا بے رحمی کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا بلکہ حد مانع اور زجر کی حیثیت رکھتی ہے اور پوری انسانیت بلکہ کائنات کی بقاء اس میں مضمر ہے۔ اس لئے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں داخل ہے۔ نفاذ حدود کے ذریعے ریاست اسلامیہ کو ان خبائث سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ جو تباہی اور فساد کا سبب ہیں۔ زنا کی حد سے نسب اور چوری کی حد سے مال و جان محفوظ رہتا ہے۔

حد شرب سے عقل کی حفاظت مقصود ہے اور حدِ قذف سے عزت و آبرو کا بچاؤ ہے۔ [1]

اسلام میں سزائے حد سب کیلئے یکساں ہے۔ اس کا نفاذ مملکت کے ادنیٰ ترین آدمی سے لے کر ریاست کے سربراہ تک سب کیلئے یکساں ہے، امیازی سلوک کی کسی کیلئے بھی کوئی گنجائش نہیں۔ حدود کا نفاذ قبائلی، نسلی اور وطنی عصبیتوں سے بالاتر ہے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

انما هلک من کان قبلکم انهم کانو ایقیمون الحد علی الوضیع ویترکون الشریف والذی نفس محمد بیده لو ان فاطمه بنت محمد فعلت ذٰلک لقطعت یدها. [2]

ترجمہ: سابقہ اقوام اس وجہ سے ہلاک ہوگئیں کہ وہ معاشرہ کے پست طبقے پر تو حدود کا نفاذ کرتی تھیں لیکن اکابر و شرفاء کو چھوڑ دیتی تھیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ساتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

اسلامی فلسفہء حدود کو نظر عمیق سے دیکھا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ سزائیں تقاضائے فطرت کے عین مطابق ہیں۔ مثلاً شادی شدہ شخص اگر زنا کرے، تو اس کی سزا رجم ہوگی۔ ایسی خبریں روزانہ نظر سے گزرتی ہیں کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو ایک مشتبہ شخص کے ساتھ حالتِ غیر میں دیکھا اور مار ڈالا۔ یا کسی بھائی نے اپنی بہن کو آشنا کے ساتھ مشکوک حالت میں دیکھا اور ہلاک کر دیا۔

---

1. المعلم، بطرس البستانی: ترجمہ دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۵، ص ۹۵۴
2. البخاری، ابوعبد محمد بن اسماعیل (المتوفی ۲۵۶): الجامع الصحیح، کتاب الحدود، کرزن پریس دہلی، ۱۳۲۲ھ، باب اقامۃ الحدود علی الشریف والوضیع، حدیث نمبر ۶۲۸۹

ایسے واقعات کے بعد کسی کے دل میں بھی مقتولین کے بارے میں ہمدردی کے جذبات پیدا نہیں ہوتے بلکہ ہر باغیرت انسان یہی سوچتا اور کہتا ہے کہ اس نے جو کچھ بھی کیا ٹھیک ہی کیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آج، جو لوگ اسلامی سزاؤں کو غیر مہذب قرار دے رہے ہیں اگر وہ خود بھی اپنی کسی عزیزہ، بہن یا بیوی کو نامحرم کے ساتھ لیٹا ہوا دیکھیں تو ضرور موت کے گھاٹ اتار دیں اور ذرا سی بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ تعجب تو اس بات کا ہے۔ کہ اگر وہی سزا شریعت اسلامیہ زانی یا زانیہ کیلئے تجویز کرتی ہے۔ تو مخالفین ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور اسے وحشیانہ قرار دیتے ہیں۔ غضب خدا کا کہ خود تو اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں دیکھ کر قتل کرنے پر تل جائیں اور جب شریعت، چار واضح شہادتوں اور تمام قانونی تقاضے پورا کرنے کے بعد وہی فیصلہ کرے تو انہیں سزا وحشیانہ نظر آنے لگے۔

فرض کیجئے کہ زید نے اپنی بیٹی کیلئے ہزاروں روپے خرچ کر کے جہیز تیار کیا اور اس سارے سامان کو ایک کمرے میں اکٹھا کر کے مقفل کر دیا۔ ایک رات زید اسی کمرے کے دروازے کے قریب سو رہا تھا کہ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی بیٹی کے زیورات کا بکس اٹھائے جا رہا ہے زید کے سرہانے گولیوں سے بھرا ایک پستول بھی رکھا ہوا تھا اس نے پستول اٹھایا اور للکارا اگر چور بھاگنے کی کوشش کرے تو زید کیا کرے گا؟ کیا اس چور کو نیکی کا درس اور وعظ کرنے لگے گا؟ بلکہ وقت اور موقع کا تقاضا ہے کہ وہ فوراً فائر کر کے چور کے پیروں کو بے کار کر دے گا یہی کام جرم ثابت ہونے پر شریعت کرتی ہے۔ آج ہر شریف آدمی کو عدم تحفظ کی بنا پر دھڑ کا لگا رہتا ہے۔ بلکہ سینکڑوں ہزاروں افراد چوری اور ڈکیتی کا شکار ہو کر برباد ہو چکے ہیں۔ گاڑیوں میں سفر کرنا دشوار ہو چکا ہے۔ بازار غیر محفوظ ہیں نہ گھر اور مکان، ہر جگہ چور اچکوں کا راج ہے دیہاتوں کا یہ حال ہے کہ مال مویشیوں کو جتنے موٹے رسوں اور زنجیروں سے باندھ کر رکھیں۔ ذرا ادھر ادھر ہوئے رسہ گیر انہیں چرا لے جاتے ہیں۔ جب کوئی چور کسی غریب کی ساری زندگی کی کمائی اور اس کے بال بچوں کے واحد ذریعہ معاش کو ٹھکانے لگانے اور خاندان کو تباہ حال کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اگر موقع پر مالک مکان، چور کے اس عضو کو بے کار کر دیتا ہے تو اسے عین فطرت انسانی سمجھا جاتا ہے۔

خلاصہ شریعت اسلامی اور فلسفہ حدود الٰہی بھی یہی ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ کر اسے اس حد تک معذور کر دیا جائے کہ وہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کر سکے انسانی زندگی میں عدل قائم ہو اور ظلم وجور کی بیخ کنی ہو لوگوں کے جان و مال اور عزت کا تحفظ ہو، ظلم کے خلاف آواز بلند ہو، فتنے کا خاتمہ ہو خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی حدود بظاہر تو سخت نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں جرم کی سختی، اس کے ضرر اور اس کے ظلم کے مقابلے میں زیادہ سخت نہیں ہیں۔ بلکہ وہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔

باب ۔ ۲

حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء

کا
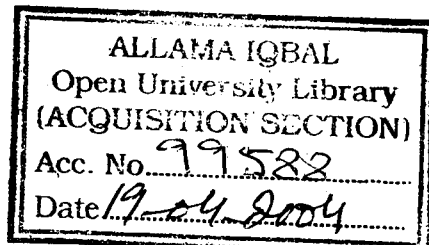
تحقیقی و تنقیدی جائزہ

(ا) حدود شرعیہ: اس وقت مولفہ مقالہ ہذا کے پیش نظر حدود آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء ہے، جس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا جارہا ہے۔ آرڈیننس ہذا میں جن حدود کو قانون کی شکل دی گئی ہے ان کی تعداد چار ہے۔

(الف) چوری (سرقہ)

(ب) زنا

(ج) قذف

(د) شراب نوشی

چوری کے باب میں اجمالی طور پر رہزنی (حرابہ) کا ذکر کیا گیا ہے گویا چوری اور ڈاکہ کو مترادف سمجھ کر محض چند سطور کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ حالانکہ حرابہ اور فَسَادفِی الْاَرْض ایک الگ اور مستقل حد ہے اور قرآن نے خصوصی طور پر اس کا ذکر کر کے اسے مستوجب حد قرار دیتے ہوئے سخت سزا مقرر کی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حدود چار یا پانچ نہیں ہیں بلکہ ان کی تعداد سات ہے جو نصوص سے ثابت ہے۔ جمہور فقہاء نے حدود کی تعداد سات ہی گنوائی ہے۔

علامہ محمد فرید وجدی نے سات جرائم کو قابل حد تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

ولم یرد فی الشرع الاسلامی الا سبعة حدود علی سبع جنایات بالنص وقد وکل ماعداه الی القاضی و تلک الحدود هی حد الردة و حد البغی و حد الزنا و حد القذف و حد السرقه و حد قطع الطریق و حد شرب الخمر . [۱]

ترجمہ: نص کے لحاظ سے اسلامی شریعت میں صرف سات جرائم شرعی حدود مقرر کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر جرائم قاضی کی مرضی پر مبنی ہیں اور وہ سات حدود یہ ہیں۔ حد ارتداد، حد بغاوت، حد زنا، حد قذف، حد سرقہ، حد رہزنی اور شراب خوری۔

---

[۱] محمد فرید وجدی: دائرہ المعارف ج ۳ طبع مصر ص ۳۷۸

کیا ہے

و جرائم الحدود هی السرقه و قطع الطريق والزنا والقذف ولشرب الخمر والردة والبغی علی خلاف فيه۔[1]

ترجمہ: جرائم حدود چوری، رہزنی، زنا، قذف، شراب نوشی، ارتد اور بغاوت ہیں البتہ بغاوت کے حد ہونے میں اختلاف ہے۔

عبدالقادر عودہ شہید نے بھی سات حدود کا ہی ذکر کیا ہے[2]

اسی طرح ایم اسلم چودھری نے اسلامی احکام حدود وتعزیرات اور شہزاد اقبال شام نے اسلام کا تصور جرم وسزا اور اسلام کا فوج داری قانون میں بھی سات حدود پر اتفاق کیا ہے۔وہ سات حدود حسب ذیل ہیں۔

(الف) زنا

(ب) قذف

(ج) شراب نوشی

(د) چوری

(ر) حرابہ (مسلح ڈکیتی)

(س) ارتداد

(ص) بغاوت

جہاں تک ان کی ترتیب کا تعلق ہے وہ اہمیت کے لحاظ سے آگے پیچھے ہو سکتی ہیں۔بعض اصحاب کے نزدیک زنا بڑا جرم ہے اور کسی نے ارتداد کو سب سے زیادہ خطرناک عقوبت قرار دیا ہے کیونکہ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے۔اسی طرح حدود آرڈیننس میں چوری سے ابتداء کی گئی ہے چوں کہ قلم حدود آرڈیننس پر اٹھایا گیا ہے۔اس لئے اس میں قائم کردہ ترتیب ہی کو مقالہ ہذا میں پیش نظر رکھا جائے گا۔

---

[1] عبدالعزیز عامر: التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ، طبع قاہرہ، ۱۳۲۸ھ ص ۱۳

[2] اسلام کا فوج داری قانون (ترجمہ پروفیسر ساجد الرحمٰن صدیقی) اسلامی پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۰ء ص ۳

مقرر کردہ ہے۔

وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ٥ [1]

ترجمہ: چور خواہ مرد ہو یا عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

فقہاء کا اس پر کامل اتفاق ہے کہ جب شرائط سرقہ پوری ہو جائیں تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ مال مسروقہ کی مالیت کے بارے میں ایک روایت ہے کہ چوتھائی دینار سے کم مال کی چوری پر حد نہیں ہے۔ [2]

(ب) **حد زنا** : ارتکاب پر اس کی بدلتی ہوئی حیثیت کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ اگر غیر محصن ہو تو اس کے لئے سو کوڑوں کی سزا ہے جسکی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ج وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ٥ [3]

ترجمہ: زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین میں ان دونوں کے ساتھ کسی قسم کی نرمی روا نہ رکھو۔ نیز ان دونوں کو سزا دیتے وقت مومنین کی ایک جماعت کو حاضر رکھو۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ کی روایت ہے جس میں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کے بارے میں آپ سے حکم دریافت کیا تو چونکہ وہ کنوارہ تھا اسے سو کوڑوں کی سزا دی اور ایک سال کی جلاوطنی، پھر آپ نے حضرت انیس سے فرمایا۔ اے انیس فلاں کی بیوی کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔ اگر وہ اعتراف زنا کرے تو اسے رجم کر دینا۔ چنانچہ حضرت انیسؓ اسی عورت کے پاس گئے۔ اس نے زنا کا اعتراف کر لیا تو انہوں نے آنحضرتؐ کے بموجب حکم اسے رجم کر دیا۔ متن حدیث ملاحظہ ہو:

یاانیس علی امرة هذا فان اعترفت فا رجمها فغدا علیها فاعترفت فرجمها [4]

---

[1] المائدہ ۵:۳۸
[2] الشوکانی: نیل الاوطار ۷:۳۷ حوالہ اسلامی حدود از محمد متین ہاشمی سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص ۱۵۶۔
[3] النور ۲۴:۲
[4] البخاری محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، ج ۲ ص ۱۰۰۸ کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا، حدیث نمبر ۶۳۲۶

والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتو اباربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمنین جلدۃ ولاتقبلوا لھم شھادۃ ابداً واولٰئک ھم الفاسقونo [1]

ترجمہ: اور جو لوگ پاک دامن عورت پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔

آنحضرت کی حدیث ہے۔

اجتنبوا السبع الموبقات قالوا و ما ھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ واکل الربا و مال الیتیم والتولیٰ یوم الذحف و قذف المحصنٰت للمومنات الغافلات (متفق علیہ) [2]

ترجمہ: حضرت محمد مصطفیؐ نے ارشاد فرمایا۔

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا۔ صحابہ نے دریافت کیا وہ کون کون سی ہیں تو آپ نے فرمایا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

۲۔ جادو کرنا

۳۔ قابل احترام جان کو ناحق مارنا

۴۔ سود کھانا

۵۔ یتیم کا مال (ناحق) کھانا

۶۔ جہاد کے دن میدان چھوڑ کر بھاگ جانا

۷۔ پاک دامن، ایمان دار اور برے کاموں سے بے خبر عورتوں پر (زنا) کی تہمت لگانا۔

واقعہ افک کے مجرموں پر حد قذف نافذ کی گئی جن میں حضرت حسان بن ثابتؓ بھی شامل تھے۔

(د) حد شراب نوشی: اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود کوئی مسلمان شراب نوشی کا مرتکب ہو تو چالیس اور بعض صورتوں میں اسی کوڑوں کی سزا مقرر ہے۔

---

[1] النور ۲۴:۴

[2] سید محمد متین ہاشمی: اسلامی حدود، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۷۳۔

ترجمہ: یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے اجتناب کرو۔ امید ہے کہ تم فلاح پاؤں گے۔

حرمتِ شراب تو قرآن سے ثابت ہوئی اور اس کی سزا سنت سے ثابت ہے۔ رسول اللہ کا فرمان ہے۔

"جو شخص شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر دوبارہ پیئے تو پھر مارو"

اس طرح حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مے نوشی پر چالیس کوڑوں کی سزا جاری فرمائی۔ حضرت عمر کے عہد میں صحابہ کے اجماع سے اور خصوصاً حضرت علی کی تاویل وتعبیر سے یہ سزا اسی کوڑے مقرر کردی گئی۔ جمہور فقہاء سوائے حضرت امام شافعی کے اسی کوڑوں پر اتفاق ہے۔ [۲]

(د) **حد رہزنی:** قرآن میں اس جرم کیلئے محاربہ کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کلام اللہ کے اصل الفاظ پیش نظر رکھ کر مفہوم اخذ کیا جائے۔ فرمایا:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ [۳]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا وہ جلاوطن کردیئے جائیں دنیا میں تو یہ ان کی کارستانی کا بدلہ ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

ریاست کے امن وسکون کو برقرار رکھنا بھی حکومت کی ایک بامقصد ذمہ داری ہے اس میں خلل ڈالنا مقررہ حد کو عبور کرنے کے مترادف ہے۔ جس کیلئے قتل، سولی، ہاتھ پاؤں کاٹنا اور جلاوطنی جیسی سزائیں، موقع کی مناسبت سے مقرر ہیں۔ دورِ جدید میں دشت گردی جیسے جرائم اس کی زد میں آسکتے ہیں۔ تخریب کاری بھی حرابہ ہی کی ایک صورت ہے۔

۱۔ المائدہ ۵:۹۰
۲۔ محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنا، حدیث نمبر ۳۳۱۰
۳۔ المائدہ ۵:۳۳

ہے۔قرآن کریم میں مرتد کی اخروی سزا کا ذکر ہے اور قانونی مسئولیت حدیثِ رسول سے ثابت ہے ارتداد کے احکام دونوں نصوص سے ثابت ہیں۔

(ا) قرآن: وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ○ [1]

ترجمہ: تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے ایسے سب لوگ جہنمی اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲) حدیث: آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔ من بدل دينه فاقتلوه [2]

(ص) **حدِ بغاوت:** حدود کی فہرست میں بغاوت آخری حد ہے اس جرم پر بھی قتل کی سزا ہے بغاوت کیلئے قرآن پاک میں "بغی" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اعتدال اور میانہ روی ترک کر کے خروج کرنا، یہ عمل انفرادی بھی ہوسکتا ہے اور اجتماعی بھی۔قرآن پاک میں باغیوں کیلئے یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ إِلٰٓى أَمْرِ اللّٰهِ ط [3]

ترجمہ: اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی (بغاوت) کرنے والے سے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔

سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۳ میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ"

---

[1] البقرہ ۲:۲۱۷

[2] الترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: الجامع، طبع کراچی ص ۲۳۰۔

[3] الحجرات ۴۹:۹

اور مستند ہونا چاہیے۔ لیکن عمیق مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسے لکھتے، ترتیب دیتے اور نظر ثانی کرتے وقت بڑی تساہل پسندی سے کام لیا گیا ہے۔ اس قانون کے موضوع اور عنوانات کا تعلق چوں کہ قرآن وسنت سے ہے اس لئے عربی متن کو نظر انداز کرنا روا نہیں۔ ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کو تو بڑے اہتمام کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس قرآن کی عربی عبارت لکھنے سے چشم پوشی کی گئی ہے۔ حالانکہ اسی کی اہمیت مسلمہ ہے کیوں کہ ترجمہ بالآخر ترجمہ ہی ہوتا ہے۔ ترجمانی کرتے وقت سوفی صد منشاء خداوندی کا اظہار ناممکن ہے۔ جو فصاحت و بلاغت متن میں ہوتی ہے وہ ترجمہ یا تشریح میں نہیں ہوتی۔ اس لئے آرڈیننس میں نصوص حدود کا ہونا ضروری تھا فقہی عبارات کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو کام چل سکتا ہے لیکن قرآن حکیم سے اغماض کسی طور پر جائز نہیں۔

بنابریں ذیل میں متذکرہ عقوبات (جنایات) کا حدود ہونا اور قرآن کی متعین کردہ سزاؤں کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ وہ دو یا تین حدود جن سے بوجوہ آرڈیننس میں تساہل برتا گیا ہے ان کی اہمیت وفرضیت بھی سامنے آسکے۔

(۳) دورِ حاضر میں حرابہ (مسلح ڈکیتی):۔ آج بغاوت وسرکشی اور ارتداد عروج پر ہے اس لئے ان تین حدود کا آرڈیننس ہذا میں شامل کیا جانا بہت ضروری ہے کیونکہ:۔

(الف) آئے دن ڈکیتی، رہزنی، اغوا برائے تاوان اور گینگ ریپ، کے واقعات سننے میں آتے ہیں اخبارات کے صفحات ایسے سانحات سے لبریز رہتے ہیں۔ بینک لوٹے جا رہے ہیں۔ دن دیہاڑے سڑکوں پر گاڑیوں کو لوٹا جا رہا ہے، ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز تک محفوظ نہیں۔ دہشت گری زوروں پر ہے بااختیار حکام اور پولیس تک کو تحفظ حاصل نہیں۔ پولیس مقابلے تو ہر روز کا کھیل ہے۔

... جا رہا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا، ورلڈ چینلز اور ڈش نے ہم سے اپنی ثقافت چھین لی ہے۔ اخلاقی وروحانی اقدار اور رویے اس قدر انحطاط پذیر ہو چکے ہیں۔ جن کے سدھار کی امید دور دور تک نظر نہیں آتی۔ اسلامیانِ پاکستان کی من مانیاں اور رسومات، عملی ارتداد کی حدود کو چھو رہی ہیں۔ بس زبان سے حق کا انکار باقی رہ گیا ہے۔

(ج) بغاوت وسرکشی کی نئی نئی اصطلاحات وجود میں آ چکی ہیں گھریلو زندگی سے لے کر قومی زندگی تک ہر شعبہ میں بغاوت کے جراثیم سرایت کر چکے ہیں۔ بنیادی حقوق کے نام پر اولاد کو والدین اور بیویوں کو ان کے شوہروں سے چھینا جا رہا ہے۔ پاکستانی لباس میں اغیار کی تنظیمیں قومی شیرازے کو تار تار کر رہی ہیں۔ حقوق واختیارات کے دل فریب نعروں نے مرکز اور صوبوں میں بدگمانی پیدا کر رکھی ہے۔ یہ سارا سامان ہماری اجتماعیت میں بغاوت کا بیج بو رہا ہے۔

ان حقائق کے پیش نظر، پس پشت ڈالی گئی مذکورہ بالا تینوں حدود کے نفاذ کی جتنی ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔

(۴) اجرائے حد: قانون ہذا کی دفعہ (۱) کی شرح میں ثبت ہے کہ چور کا پہلے جرم پر دایاں ہاتھ اور دوسری بار چوری کرنے پر اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسری بار جرمِ سرقہ ثابت ہونے پر اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا جیسا کہ حدیث رسول اللہ ﷺ میں وارد ہے اور ملا علی قاری نے شرح السنہ کے حوالہ سے اس پر اجماع ثابت کیا ہے۔

ان السارق اذا سرق اول مرہ تقطع یدہ الیمنیٰ ثم اذا سرق ثانیا تقطع رجلہ الیسریٰ [1]

ترجمہ: کہ چور جب پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے اور جب دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔ [2]

اس سے آگے لکھا ہے کہ تیسری بار چوری کرنے پر اسے (چور کو) طویل سزائے قید دی جائے گی۔ یہ عبارت بھی مبہم ہے آخر کتنی طویل قید؟ اس کی حد تو ہونی چاہئے۔ صورت حال یوں ہے کہ تیسری دفعہ چوری کرنے پر اس چور کو توبہ کرنے تک قید میں رکھا جائے۔ خواہ وہ قلیل مدت میں توبہ کرے یا طویل میں، ہوسکتا ہے کہ مرتے دم تک توبہ نہ کرے۔

---

[1] علی قاری ملا: المرقاۃ، طبع ملتان، ج ۷ ص ۱۶۳۔ بحوالہ ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب حد السارق، حدیث نمبر ۳۲۲۰

[2] ہاتھ گٹے اور پاؤں ٹخنے سے کاٹا جائے گا۔

(۵) قرآن میں چوری کا ذکر: دفعہ نمبر (ا) آرڈیننس کی اس دفعہ میں یہ مذکور ہے کہ قرآن پاک میں چوری کا ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے اس کے بعد سورہ مائدہ کی مشہور آیت "والسارق و السارقه" کا ترجمہ لکھا ہے اور حوالہ بھی نہیں دیا۔ چار دفعہ تو سورہ یوسف میں سرقے کا ذکر ہے۔ وہ مقامات ملاحظہ ہوں:

الف. ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ط [۱]

ترجمہ: پھر ایک پکارنے والے نے پکارا۔ اے قافلے والو! بے شک البتہ تم چور ہو۔

ب. قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ط [۲]

ترجمہ: انہوں نے کہا بخدا آپ تو بخوبی جانتے ہیں کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں۔

ج. قَالُوْا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ج. [۳]

ترجمہ: انہوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو قبل ازیں اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔

د. اِرْجِعُوْا اِلٰى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰاَبَانَا اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ج [۴]

ترجمہ: اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ بے شک تمہارے بیٹے نے چوری کی ہے۔

---

[۱] سورہ یوسف ۱۲:۷۰ [۲] سورہ یوسف ۱۲:۷۳

[۳] سورہ یوسف ۱۲:۷۷ [۴] سورہ یوسف ۱۲:۸۱

(۶) بالغ: قانون کی دفعہ (۲) تعریفات کے ضمن میں بالغ اور بلوغت کی تشریح کرتے وقت خاصا ابہام اور تضاد بیانی پیدا ہوگئی ہے۔ایک دفعہ، اٹھارہ سال کے لڑکے کو بالغ قرار دیا ہے اور دوسری دفعہ پندرہ سال کے لڑکے کو۔ دراصل بالغ اور بلوغت کے فرق کی وضاحت کرتے ہوئے یہ ابہام پیدا ہوا ہے۔ بالغ سے مراد ذہنی عمر ہے۔جس کا تعلق عقل سے ہے۔ اس کیلئے بالغ النظری کا مرکب بھی استعمال ہوتا ہے۔اس کی آخری حد پچیس سال عمر ہے اور بلوغت سے مراد جسمانی بلوغت ہے۔ جو تقریباً چودہ، پندرہ سال کی عمر میں عموماً حاصل ہو جاتی ہے۔لیکن آرڈیننس میں دونوں کیلئے اٹھارہ سال کی عمر تجویز کی گئی ہے جو درست نہیں ہے۔

(۷) چوری کا نصاب: مستوجب حد چوری کے نصاب کا ذکر آرڈیننس کی دفعہ (۵) میں ہے لیکن صفحہ نمبر ۱۲ کی شق (د) میں اسے دفعہ (۶) میں ظاہر کیا گیا ہے تصحیح کی ضرورت ہے۔ اجرائے حد کیلئے نصاب کی شرط عائد کرنے سے متعلق فقہا میں اختلاف ہے حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک صرف چوری کی بنا پر حد واجب ہے۔ خواہ نصاب پورا ہو یا نہ ہو، ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا: ترجمہ چور مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ دو۔

اس طرح موصوف مزید فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلق چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم فرمایا ہے۔لہٰذا نصاب کی شرط درست نہیں ہے۔ان کی دوسری دلیل حضور اقدس کی یہ حدیث ہے۔ "اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے کہ رسی چرا لیتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور ایک انڈے کی چوری میں اس کا ہاتھ قطع کر دیا جاتا ہے۔[1]

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک رسی اور ایک انڈا تو ایک دمڑی کی بھی مالیت نہیں رکھتے۔لہٰذا نصاب کی شرط مناسب نہیں ہے۔مگر جمہور فقہا کے نزدیک آیت کا اطلاق احادیث رسول سے مقید ہو گیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی مذکورہ روایت سے سارق کی تحقیر اور چوری سے نفرت دلانا مقصود ہے۔ [2]

دلیل میں وہ روایت پیش کی جاتی ہے۔جس کا ذکر امام احمد، امام مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے کیا ہے مزید برآں تمام صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ سرقہ کی اجرائے حد میں نصاب کا اعتبار کیا جائے۔ اگر چہ نصاب کی مالیت کے متعلق ان کی آرا مختلف ہیں۔

---

[1] الشوکانی: نیل الاوطار، ج۷، ص ۳۶/۳۷۔ [2] حوالہ ایضاً ص ج ۷، ص ۳۹

قیمت برابر یا اس سے زیادہ مالیت کی چوری ہے۔اس مقدار نصاب میں بہت سے سقم ہیں۔ [1]

(الف) نص میں مذکورہ مقدار بیان نہیں کی گئی۔

(ب) یہ وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ یہ مقدار کتنے دینار یا درہم کے برابر ہے۔

(ج) اختلافی مقدار نصاب کی صورت میں کونسی آرا مقبول ہے۔

الف۔نص (کتاب وسنت) نصوص میں سرفہرست تو قرآن عزیز ہے۔چونکہ قرآن میں حد سرقہ کے نصاب کا ذکر نہیں ہے اس لئے شریعت کے ماخذ ثانی (سنت) سے استفادہ کیا جائے گا۔

(۱) ان النبی صلی الله علیه و سلم قال لا تقطع ید السارق الافی ربع دینار. [2]

ترجمہ:رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار سے کم مالیت کی چوری میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

سوائے ابن ماجہ کے اکثر محدثین نے حضرت عائشہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

(۲) و عن عائشه قالت کان رسول الله صلی الله علیه و سلم بقطع ید ا السارق فی ربع دینار.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی مالیت کی چوری میں ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

(۳) بخاری،نسائی اور ابوداؤد میں ہے۔ "تقطع یدالسارق فی ربع دینار" [ع]

ترجمہ:چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار کی چوری میں کاٹا جائے۔

(۴) رسول اللہ نے ایک ڈھال کے چرانے میں جس کی قیمت تین درہم تھی چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔ [3]

(۵) عن ابن عمر قال قطع النبی صلی الله علیه و سلم فی مجن قیمة ثلاثة دراهم. [4]

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا،جس کی قیمت تین درہم تھی۔

---

[1] وزارت قانون وپارلیمانی امور: حدود آرڈیننس،ایڈیشن ۱۹۸۰ء،دفعہ۴،ص۳۔ [2] الشوکانی: نیل الاوطار،ج۷،ص۳۷۔ [ع] البخاری ۱۸۱۰۴۳ کتاب الحدود حدیث نمبر ۶۲۹۱

[3] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ،اسلامی اکادمی لاہور،۱۹۷۷ء،ج۲،ص۳۸۷۔ [4] ابن ماجہ،محمد بن یزید: السنن،کتاب ولحدود،ج۲،ص۲۶۲۔ باب حد السارق حدیث نمبر ۲۵۷۵

[ع] نسائی، کتاب قطع السارق، باب ذکر الاختلاف علی الزہری، حدیث نمبر ۴۸۳۰۔

ابوداؤد، کتاب الحدود، باب ما یقطع فیہ السارق، حدیث نمبر ۳۸۱۰۔

ترجمہ: حضرت ابو عبداللہ نے فرمایا کہ جب تک چوری کی مالیت ایک چوتھائی دینار تک نہ پہنچے چور کا ہاتھ نہ کاٹو۔

(۷) مال مسروقہ چوتھائی دینار سے کم ہو تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ [۱]

درج بالا روایات چوری کے نصاب کے باب میں چوتھائی دینار یا تین درہم پر دال ہیں۔ اس لئے آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نصاب سرقہ ایک چوتھائی دینار یا تین درہم یا مال مسروقہ کی اس کے مطابق وقتی قیمت ہے۔ احناف کی رائے اس کے متضاد ہے ان کے نزدیک نصاب ایک دینار یا دس درہم ہے اور اپنے موقف کے ثبوت میں یہ دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) و عن ابن عمرو ابن العاص انه علیه الصلوٰة و السلام کان لا یقطع الافی ثمن مجن و هو یومئذ بعشره دراهم۔ [۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر ابن العاص سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک ڈھال کی قیمت کی مالیت سے کم میں قطع نہیں فرماتے تھے اور اس وقت ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔

(۲) و عن ابن مسعودؓ عن النبی علیه الصلوة و السلام انه قال لا تقطع الید الافی دینار اوفی عشرة دراهم۔ [۳]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک دینار یا دس درھم کی مالیت سے کم کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

(۳) و عن ابن عباسؓ عن رسول الله علیه الصلوٰة و السلام انه قال لا تقطع السارق الا فی ثمن المجن و کان یقوم یومئذ بعشره دراهم۔ [۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ چور کا ہاتھ ایک ڈھال سے کم کی مالیت کی چوری میں نہ کاٹا جائے اور اس وقت ایک ڈھال دس درھم میں آتی تھی۔

(۵) فقہاء میں سے امام محمد بن حسن شیبانیؒ اور سفیان ثوریؒ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ دس درھم سے کم کی مالیت کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔

---

[۱] ڈاکٹر علی رضا سید، حدود و تعزیرات، وقاص و دیت (فقہ جعفری)، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ص ۱۶۱ بحوالہ بخاری، کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود حدیث نمبر ۶۲۹۱

[۲] مولانا سید محمد متین ہاشمی: اسلامی حدود، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۶ء ص ۱۵۸۔ [۳] ایضاً [۴] ایضاً

[۳] ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی کم تقطع ید السارق، حدیث نمبر ۳۳۶۶۔

(i) عن حنظلة قال سمعت عبد الله بن عمر يقول رسول الله فی مجن قيمة خمس دراهم .[1]

ترجمہ: حضرت حنظلہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا انہوں نے فرمایا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈھال کی مالیت پر ہاتھ کاٹا اور اس کی قیمت پانچ درہم تھی۔

عن عبد الله الدناج قال لا تقطع الخمس الا فی الخمس

(ii) عن عبداللہ دناج نے فرمایا کہ پانچ کے بدلے پانچ کاٹو

(iii) عن عروه بن زبير يقول كانت عائشه تحدث عن النبی انه قال لا قطع اليد الافی المجن او ثمنه وزعم ان عروه قال المجن اربع دراهم[2]

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور اقدس سے روایت کیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ڈھال یا اس کی قیمت سے کم پر ہاتھ نہ کاٹو اور ڈھال کی قیمت چار درہم تھی۔

موازنہ: مذکورہ بالا روایتوں میں سے حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ کی روایتوں کے علاوہ سب روایتوں میں مجن (ڈھال) کی چوری پر قطع ید کا ذکر ہے۔ مجن کی قیمت ہر ایک روایت میں دوسری سے مختلف ہے کسی میں ربع دینار، کسی میں نصف دینار (۵ درہم) کسی میں تین درہم اور کسی میں ایک دینار یا دس درہم ہے۔

حضرت عائشہ کی روایت میں ربع دینار یا اس سے زیادہ پر قطع ید ہے۔ مجن کا ذکر نہیں عبداللہ وناج کی روایت میں پانچ کے عوض میں پانچ کاٹنے کا ذکر ہے۔ پہلے پانچ سے مراد پانچ انگلیاں ہیں مگر دوسرے پانچ واضح نہیں کہ پانچ درہم ہیں یا دینار اس کے علاوہ فقہ جعفریہ کی روایت میں ربع دینار پر قطع ید ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں پانچ دینار پر قطع ید ہے مگر ایک تیسری روایت میں ربع دینار اور اس سے کم پر قطع ید ہے۔[3]

عبادلہ ثلاثہ (عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم) قطع ید میں مجن کی قیمت ایک دینار یا دس درہم بتاتے ہیں۔ ان روایتوں کی بنا پر احناف کے نزدیک دس درہم سے کم کی چوری پر قطع ید نہین ہے۔

آئمہ ثلاثہ (امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم) کے نزدیک ربع دینار یا تین درہم ہے۔ ان کا ماخذ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر کی روایتیں ہیں۔[4]

۱۔ النسائی، احمد بن شعیب: السنن کتاب الحدود، ج ۲، ص ۲۵۴۔۲۵۶ ۲۔ حوالہ ایضاً ص ۲۵۶ ۳۔ حوالہ ایضاً ۴۔ حوالہ ایضاً

باب ذکر اختلاف الی بکر بن محمد و عبداللہ بن الی بکر، حدیث نمبر ۴۸۵۳۔

باب القدر الذی اذا سرقۃ السارق قطعت یدہ، حدیث نمبر ۴۸۲۲۔

ہے۔ اس میں ایک رسی یا انڈے کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا ذکر ہے۔ فقہ جعفریہ میں بھی فتویٰ ربع دینار پر ہاتھ کاٹنے کا ہے۔

احناف نے دس درہم کے علاوہ باقی تمام اخبار و آثار پر سند و متن دونوں طریقوں سے نقد کیا ہے اور ان کو مضطرب اور ضعیف قرار دیا ہے۔

امام طحاوی حنفی حضرت عائشہؓ کی روایت پر جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے لئے کوئی حجت نہیں اس لئے کہ حضرت عائشہ نے مجن کا نام تو لیا ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کاٹا ہے مگر مجن (ڈھال) کی قیمت انہوں نے خود مقرر کی ہے جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر روایتوں میں اس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم مقرر کی ہے جو زیادہ مناسب ہے۔ چونکہ انسان کی قدر و قیمت جتنی زیادہ ہو اتنی اچھی ہے۔

مزید یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت دوسرے طریقوں سے مرسل ہے جو خود شوافع کے نزدیک قابل حجت نہیں ہے۔ اس کے جواب میں احناف کی روایتوں کے متن و سند دونوں پر ابن حجر عسقلانی شافعی پوری طاقت اور تفصیل سے تنقید کرتے ہوئے اس کو مضطرب، ضعیف اور مدلس قرار دیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا اخبار میں نہ تو مجن کی قیمت کا واضح تعین ہوا ہے اور نہ ہی دوسری احادیث سے نصاب سرقہ کا حتمی تعین اور تحدید ہوتی ہے کہ کونسی مقدار قطعی ہے۔ مزید یہ کہ جانبین ایک دوسرے کی روایتوں میں سے کسی کو بھی صحیح نہیں سمجھتے۔ تاہم ربع دینار یا تین درہم کی روایتوں میں ایک وزن نظر آتا ہے۔ کیوں کہ ڈھال کی قیمت کوئی معیار نہیں ہے۔ جبکہ سونا اور چاندی یا اس کی قیمت ایک معیار ہے۔ زکوٰۃ کے نصاب میں بھی ان ہی دو چیزوں پر انحصار کیا گیا ہے۔

خلاصہ : قرآن پاک سے چور کی سزا صریحاً ثابت ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹو، چوری تھوڑی چیز کی ہو یا زیادہ چیز کی، قرآن کریم اسے ظلم اور **فساد فی الارض** قرار دیتا ہے۔ اگر تھوڑی چیز کی بھی چوری معاشرے میں فساد اور تخریب کا سبب ہو۔ جیسا کہ آج کل ہے تو بھی اس کی سزا قطع ید ہونی چاہیے۔

حدود آرڈیننس کے محرکین اگر ایک دینار یا دس درہم کو قطع ید کی بنیاد سمجھتے ہیں تو قانون میں دس درہم درج ہونا چاہیے نہ کہ ڈیسی مل اور گرام یا پھر ڈھال کو معیار سرقہ بنائیں اور ڈھال کی جو قیمت دور حاضر میں ہے تخمینہ لگانے کے بعد اسے لکھا جائے۔

پرندہ، کتا، سور، مٹی، آلات موسیقی اور جلد تلف ہونے والی اشیاء خوردنی ہیں۔

آرڈیننس کی اس دفعہ میں صرف آٹھ ایسی اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے جن کی چوری پر حد واجب نہیں خواہ ان کا نصاب قطع ید کیلئے پورا ہو۔

حالانکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک چونتیس (۳۴) اشیاء ہیں جو خواہ محروز ہوں یا غیر محروز ان کی چوری پر قطع ید نہیں ہے۔[۱] ان میں سے بارہ اشیاء ایسی ہیں جن کے بارے میں شیخین (امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) متفق ہیں کہ ان کی چوری پر قطع ید نہیں ہے۔ دیگر اشیاء مختلف فیہ ہیں۔ لہٰذا ان چار اشیاء کو تو بالاتفاق مندرجہ بالا فہرست میں شامل ہونا چاہیے جو کہ حد سے مستثنیٰ ہیں۔ نابالغ لڑکا جو چل اور بول سکتا ہو، لال مٹی، بالغ غلام، صلیب (+)

(۱۰) مستوجب حد اشیاء: زیر بحث قانون کی مختلف دفعات میں نقدی، سونا، چاندی، مال اور مویشیوں کی چوری پر تو نفاذ حد یا تعزیر کا ذکر ہے لیکن بعض اشیاء اور امور ایسے ہیں، جن سے قانون خاموش ہے حالانکہ وہ خاصی اہمیت کی حامل ہیں۔ مثلاً الف۔ جیب تراشی

ب۔ کفن چوری

ج۔ بچوں کی چوری (چھوٹے بچے اٹھا اور چھپا کر لے جانا)

د۔ اغوا برائے تاوان

(۱۱) چوری مستوجب تعزیر کی سزا: (دفعہ نمبر ۱۴) جو کوئی چوری مستوجب تعزیر کا مرتکب ہو۔ اسے تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کے قانون نمبر ۴۵ کے مطابق، چوری کے جرم کی مقرر کردہ سزا دی جائے گی۔

یہ دفعہ انتہائی مبہم اور شکوک پر مبنی ہے اگر ملازم پر چوری ثابت ہو جاتی ہے تو اس پر نفاذ حد ہوگی اور اگر ثابت نہیں ہوتی تو تعزیر بے معنی ہے۔ چوری کے ثابت شدہ جرم کی سزا تو حد ہے جو قطع ید ہوگی نہ کہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ اس لئے تعزیرات پاکستان کا قانون نمبر ۱۸۶۰ء بے محل ہے۔

---

[۱] المرغینانی، علی بن ابی بکر: الہدایہ، کتاب السرقہ، ص ۳۹ تا ۴۳۔
السرخسی: المبسوط، کتاب السرقہ، ج ۱، ص ۱۳۶ تا آخر۔
فتاوٰی عالمگیری، کتاب السرقہ، ص ۱۳۶۔۱۳۷۔ الشافعی، محمد بن ادریس: کتاب الام، السرقہ، ج ۲، بحث حرز۔

کا صدارت کنندہ افسر (سیشن جج یا وفاقی شرعی عدالت کا جج) مسلمان ہوگا۔ لیکن اگر ملزم غیر مسلم ہے تو عدالت کا صدارت کنندہ افسر بھی غیر مسلم ہو سکتا ہے۔

دفعہ ہذا کے آخر میں جو استثناء ہے یہ محل نظر ہے۔ جب کوئی مقدمہ حدود آرڈیننس کے تحت درج ہوگا تو ظاہر بات ہے کہ اس کی سماعت اور فیصلہ بھی شریعت کے مطابق ہوگا۔ شریعت کے تمام تر اصول وفروع تو مسلمان جج کو معلوم ہو سکتے ہیں نہ کہ غیر مسلم کو۔ یا تو غیر مسلموں کے مقدمامت کی سماعت کسی دوسرے قانون کے تحت ہو یا پھر ان کیلئے الگ عدالتیں ہوں ہو کوئی اپنی اپنی مذہبی عدالت میں بطور مدعی یا مدعا علیہ پیش ہو۔ لیکن قانون ہذا میں اس قسم کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جتنا عدل وانصاف کسی کو اسلام دے سکتا ہے کوئی اور مذہب یا قانون نہیں دے سکتا۔ عہد نبوی ﷺ میں یہودی بھی اس بات کی تڑپ رکھتے تھے کہ ہمارے مقدمات اور تنازعات کے فیصلے آنحضرت ﷺ کی عدالت سے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے قرآن کا یہ حکم تمام مسلمان قاضیوں کیلئے ہے۔ اِعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (عدل کرو خواہ تمہارے رشتہ دار ہی کے خلاف کیوں نہ ہو) اس طرح فرمایا اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (اگر آپ ان کا فیصلہ کریں تو عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کریں) لہٰذا یہ استثناء ختم ہونا چاہئے۔

(۱۳) استثناء: قانون کی دفعہ (۲۶) کی رو سے ایسے مقدمات جو اس آرڈیننس کے نفاذ سے قبل زیر سماعت تھے یا دائر ہو چکے تھے ان پر اس قانون کا اطلاق نہیں ہوگا۔ یہ بھی درست نہیں کیونکہ شرعی قانون کے نفاذ کے بعد یہ گنجائش ہی نہیں رہتی کہ کسی مقدمہ کا فیصلہ کسی اور قانون یا ضابطے کے تحت ہو۔ کوئی مدعی یا مدعا علیہ مسلمان یہ برداشت بھی نہیں کرتا کہ جب باران رحمت برسنا شروع ہو جائے تو وہ اس سے محروم رہ جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے:

فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ.[1]

ترجمہ: پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی اور وہ باز آ گیا پس واسطے اس کے ہے جو کچھ پہلے ہو چکا۔ حکام اور عوام دونوں کو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس نعمت (نظام اسلام) کو اپنے سینوں سے لگا لینا چاہئے کسی قسم کی انتظار نہیں ہونی چاہیے فوری عمل درآمد کی ضرورت ہے اس جرم سے متعلقہ سب مقدمات کا فیصلہ اسی قانون کے تحت ہونا چاہئے خواہ وہ جس عدالت میں بھی زیر سماعت ہوں۔

---

[1] البقرہ ۲:۲۷۵

آرڈیننس کے دوسرے باب کا تعلق حدزنا سے متعلق ہے اس حصے میں موجود خامیوں کی ذیل میں نشان دہی کی جاتی ہے۔

(۱۴) وہ صورتیں جن میں حد کا نفاذ نہیں: زیر دفعہ نمبر 9۔نفاذ حد سے قبل زانی کا اقرار جرم سے انحراف اور کسی گواہ کا فرار وانکار۔

اس قانون میں عدم نفاذ حد کی صرف دو صورتیں مذکور ہیں جن کے وقوع سے مجرم پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ بلکہ مقدمہ کی دوبارہ سماعت ممکن ہے یا تعزیر عائد کی جائے۔[۱]

الف۔ مجرم کا اقرار سے انحراف

ب۔ گواہوں میں سے کسی کا انکار

مذکورہ بالا دو صورتوں کے علاوہ بھی چند صورتیں ایسی ہیں۔جن کے باعث مقدمہ زنا کی حد ساقط ہو جاتی ہے۔مثلاً

الف۔ اگر زنا کے موقع پر کوئی گواہ نہ ہو۔ایک فریق انکار کرے اور دوسرا اقرار کرے۔

ب۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرتا ہوا پکڑا جائے اور دونوں کہیں کہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے

ج۔ غیر عمداً اور زنا خطا پر بھی حد جاری نہیں ہوگی۔

د۔ دارالحرب میں ارتکاب زنا پر حد جاری نہیں ہوگی۔

ر۔ ایسے نکاحوں کے بعد مباشرت کرنے پر بھی حد نہیں جاری ہوگی۔جن کی حلت وحرمت میں اختلاف ہے۔مثلاً نکاح متعہ،نکاح حلالہ،نکاح بغیر اجازت ولی،نکاح بغیر شہود وغیرہ۔

س۔ زنا بالجبر میں عورت پر حد جاری نہیں ہوگی۔

(۱۵) غیر فطری ہوس کا ہدف بنانا۔ دفعہ نمبر ۱۲

اس دفعہ میں غیر فطری ہوس یا غیر فطری فعل کی وضاحت نہیں کی گئی۔ویسے تو بغیر نکاح کے کسی عورت سے وطی کرنا بھی غیر فطری فعل ہے کیوں کہ فطرت ایسے عمل کی اجازت نہیں دیتی۔دفعہ ہذا میں دوسرا ابہام یہ ہے کہ یہاں مظلوم یا ہدف کو شخص کہہ کر لکھا گیا ہے۔اگر شخص سے مراد "صاحب شخصیت" ہے تو اس کا اطلاق مرد اور عورت دونوں پر ہو سکتا ہے اس کے برعکس اگر شخص سے مراد مرد ہے تو اس کے ساتھ غیر فطری فعل لواطت کہلائے گا۔بہر صورت یہاں وضاحت کرنا ضروری ہے تاکہ الجھن دور ہو جائے۔

---

[۱] وزارت قانون وپارلیمانی امور: حدود آرڈیننس، ایڈیشن نومبر ۱۹۸۰ء (انگریزی) دفعہ ۹، ص ۱۴۔

(۱۶) سزائے رجم کا طریقہ

قانون کی دفعہ (۱۷) میں زنا کے (محصن) مجرم کو سنگسار کرنے کا طریقہ یہ وضع کیا گیا ہے۔

"ان گواہوں میں سے جنہوں نے مجرم کے خلاف شہادت دی تھی جو دستیاب ہوں اسے سنگسار کرنا شروع کریں گے اور جب سنگساری شروع ہو تو اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد سنگساری اور گولی چلانا روک دیا جائے گا"

محصن اور محصنہ کا عمل زنا اتنا قبیح جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا سسک سسک کر مرنا تجویز کی ہے اگر فقط جان لینا مراد ہوتی تو وہ تیر، نیزہ، خنجر اور تلوار سے بھی لی جا سکتی تھی۔ گولی کے متبادل یہ ہتھیار عہد نبوی ﷺ میں موجود تھے جن کے ساتھ بڑی عجلت سے مجرم کی جان لی جا سکتی تھی اور نہ ہی کوئی ایسا طریقہ وضع کیا گیا کہ مجرم پر دس بیس کنکریاں پھینکو اور پھر ایک آدمی اسکا سر قلم کر دے اس کے بعد کنکر اور تلوار روک لی جائے۔

رجم کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں میں اعلان کر دیا جائے جس میں دن، تاریخ، وقت اور مقام بتا دیا جائے کہ فلاں شخص کو رجم (سنگسار) کیا جائے گا اس کے مجرم کو کھلے میدان میں لے جایا جائے کیونکہ رجم کے وقت حضرت ماعز اسلمی کو میدان میں لے جانے کا حضور ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ [۱]

سب سے پہلے گواہوں سے (جن کی شہادت کی بنا پر زنا کا جرم ثابت ہوا) پتھر مارنے کو کہا جائے گا اس کے بعد شہر کا حاکم پتھر مارے گا اور اس کے بعد حاضرین اس کو ہلاک ہونے تک پتھر مارتے رہیں گے یہ تو اس صورت میں کہ جب جرم گواہوں کی شہادت سے ثابت ہوا۔ لیکن اگر مجرم خود اعتراف کرے اور اسے سزا رجم دینی ہو تو سب سے پہلے حاکم اسے پتھر مارے گا اور اس کے بعد دوسرے لوگ اسے مارنا شروع کریں گے۔ غامدیہ کو رجم کرتے وقت پہلا پتھر رسالت مآب ﷺ نے مارا تھا۔ اگر مجرم عورت ہو تو ایک گڑھا کھود کر اسے سینے تک زمین میں گاڑ دینا چاہئے اس کے بعد سنگسار کیا جائے۔ حاملینِ فقہ جعفریہ بھی اسی طریقہ کے قائل ہیں مزید کہتے ہیں کہ:۔

"رجم کیلئے ضروری ہے کہ پتھر چھوٹے ہوں تا کہ جس کو رجم کیا جا رہا ہے وہ جلد نہ مر جائے"۔

---

[۱] ابن الہمام: فتح القدیر ج ۴، ص ۱۲۲

بعض ایسے معاملات ہیں جن کا آرڈیننس ہذا میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ حالانکہ ان سے متعلق قانونی حکم بہت ضروری ہے چند ایک یہ ہیں۔

الف۔ محرمات کے ساتھ مباشرت

ب۔ بہائم سے وطی

ج۔ فعل قومِ لوط

د۔ عورت کی دبر میں وطی (اجنبی عورت)

ر۔ بیوی کیساتھ دبر میں وطی

س۔ گونگے مرد یا گونگی عورت کا جرم زنا

ص۔ استمنا (جلق)

ط۔ مردہ عورت کے ساتھ زنا (اجنبی)

ع۔ مردہ بیوی کے ساتھ مباشرت

ف۔ مساحقات (دو عورتوں کی آپس میں مباشرت)

ق۔ قیادت (دلالی)

درج بالا ایسے افعال ہیں جو دورِ حاضر میں بڑی کثرت سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں لہٰذا ان سے متعلق قانون سازی اور اس کا نفاذ اشد ضروری ہے خصوصاً ان کے بارے حدود آرڈیننس میں احکام ضرور ہونے چاہیں۔

حد قذف قانون ہذا میں بیس (۲۰) دفعات پر مشتمل ہے۔

(۱۸) قذف کی تعریف:

آرڈیننس ہذا کی دفعہ (۳) میں قذف کی تعریف کی گئی ہے۔ لیکن الفاظ کو کچھ ایسا گڈمڈ کر دیا گیا ہے جس سے وہ عام فہم نہیں رہے اور قاری سمجھنے سے قاصر ہے علاوہ ازیں قذف کے ارکان کا بھی ذکر نہیں کیا گیا جو کہ تین ہیں ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

الف۔ زنا کی تہمت لگانا یا نسب کا انکار کرنا۔

ب۔ مقذوف کا پاک باز ہونا۔

ج۔ بدنیتی [1]

مذکورہ ارکان کے پائے جانے پر حد لگانا واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۹) قذف کی وضاحت:

دفعہ (۳) کے ذیل میں وضاحت (۱) اور وضاحت (۲) میں ایسی تہمت کو بھی قذف میں شامل کیا گیا ہے جس سے کسی زندہ یا مردہ شخص کی شہرت کو نقصان پہنچے۔

شہرت کو نقصان پہنچانے والے اور بھی کئی امور ہیں مثلاً کسی کو شرابی، خائن یا ڈاکو کہنے سے بھی اس کی شہرت کو نقصان پہنچتا ہے جس سے اس کی شرافت اور کاروبار کو ٹھیس لگتی ہے۔ لیکن ان اتہامات پر حد نہیں ہے حد صرف بدنیتی کے ساتھ کسی پر زنا اور نسب کی تہمت لگانے سے عائد ہوتی ہے مطلق کسی کی شہرت کو نقصان پہنچانے سے نہیں۔

---

[1] سید محمد متین ہاشمی: اسلامی حدود، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۷۴۔

(۲۰) قذف مستوجب حد کا ثبوت

قانون کی دفعہ (٦) شق ج میں قذف کا ثبوت دو بالغ مسلمان مرد گواہوں پر منحصر کیا گیا ہے۔ حالانکہ ایک مرد اور دو عوروں کی شہادت بھی کافی ہے اگر دو مرد موجود نہیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی مقبول ہے۔ [۱]

(۲۱) لعان

آرڈیننس کی دفعہ (۱۴) میں شوہر کا الزام سچا ہونے پر بیوی پر حد زنا تو مذکور ہے لیکن اگر شوہر کا الزام جھوٹا ہو یا وہ خود اپنے جھوٹ کا اعتراف کر لے تو اس صورت میں اس پر حد قذف یا تفریق یا جو بھی صورت حال ہو اس سے دفعہ خاموش ہے حالانکہ یہ وضاحت ضروری ہے۔

(۲۲) شرائطِ قذف میں قانون کی خاموشی۔

قانون مذکور میں قذف کی شرائط کا بالکل ذکر نہیں ہے کہ تہمت لگانے والے کے اندر کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے تو یہ شرائط جب تک قاذِف میں نہ پائی جائیں اس پر حد عائد یا نافذ نہیں ہو سکتی۔

الف۔ عقل:۔ قاذف کا عاقل ہونا ضروری ہے مجنون یا دیوانے پر حد قذف جاری نہیں ہو سکتی۔

ب۔ بلوغ:۔ وہ بالغ ہو اگر بچہ قذف کا مرتکب ہو تو اسے تعزیر دی جا سکتی ہے مگر اس پر حد جاری نہیں کی جا سکتی۔

ج۔ آزاد ارادہ:۔ اس نے اپنے آزاد ارادے سے یہ حرکت کی ہو کسی کے جبر سے قذف کا ارتکاب کرنے والا، مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

د۔ عدم نسب:۔ قاذف مقذوف کا باپ یا دادا نہ ہو، کیوں کہ ان پر حد قذف جاری نہیں جا سکتی۔

ر۔ ناطق ہو: پانچویں اور آخری شرط یہ ہے کہ قاذف ناطق ہو، گونگا اگر اشاروں سے الزام لگائے تو وہ حدِ قذف کا مستوجب نہ ہوگا۔

---

[۱] ابن النجیم: بحر الرائق، طبع مصر، ج ۵، ص ۲۰۔

الف۔ عاقل ہو ب۔ بالغ ہو

ج۔ مسلمان ہو د۔ عفیف ہو

(۲۳) جرم قذف کا دعوی

قانون ہذا میں یہ وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ حدِ قذف کسی کے دعویٰ کے ساتھ مشروط ہے یا نہیں اگر نہیں تو حاکم یا قاضی کو کیونکہ معلوم ہوگا۔

الف۔ اگر حاکم کے سامنے قذف کا ارتکاب کیا جائے تو یہ جرم قابل دست اندازی سرکار ہے۔

ب۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس پر کاروائی کرنا، مقذوف کے مطالبے پر منحصر ہے۔

فصل پنجم۔ حدِ خمر (امتناع منشیات)

امتناع منشیات کا یہ قانون تینتیس (۳۳) دفعات پر مشتمل ہے ان میں سے قابلِ اصلاح دفعات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

(۲۴) منشی: نشہ آور چیز منشی کہلاتی ہے۔ قانون کی دفعہ (۲) تعریفات کے ضمن میں شق (ز) میں اس کا ذکر ہے اور باب کے آخر میں "جدول" میں چند حرام اور نشہ آور اشیاء کا ذکر ہے جو ممنوع ہیں۔

مثلاً الف۔ بھنگ

ب۔ چرس

ج۔ افیون

د۔ کوکا

ر۔ حشیش

اجزائے حد کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ نشہ آور مادہ مشروب (مائع) ہو۔ غیر مشروب ہونے کی صورت میں حد نہیں ہے۔ مثلاً اگر کسی نے حشیش یا دھتورا استعمال کیا تو اس پر حد نہیں ہے۔ [1]

مذکورہ فہرست میں ہیروئین، بیئر اور نشہ آور نبیذ کا ذکر نہیں ہے کیا ان اشیاء کے استعمال پر حد ہے یا تعزیر؟

(۲۵) شراب نوشی کے جرم کا ارتکاب

قانون کی دفعہ (۹) میں مستوجب حد شراب نوشی کا ثبوت صرف دو صورتوں میں ثابت کیا گیا ہے۔

الف۔ ملزم کا کسی مجاز عدالت کے روبرو مستوجب حد شراب نوشی کا اقرار۔

ب۔ کم از کم دو صادق القول گواہاں کی عدالت کے سامنے شہادت۔

---

[1] شامی، ابن عابدین: ردالمختار، طبع مصر، ۱۳۲۴ھ، ج ۳ ص ۱۷۰۔

اس کے علاوہ چند قرآئن سے بھی اثبات جرم ممکن ہوسکتا ہے۔ جن کا مذکورہ دفعہ میں ذکر نہیں ہے۔

الف۔ شراب کی بو

ب۔ حالتِ نشہ

ج۔ شراب کی قے

(۲۶) ادویاتی یا دیگر مقاصد کیلئے لائسنس

آرڈیننس ہذا کی دفعہ (۱۷) میں ادویات میں شراب کے استعمال کی غرض سے لائسنس جاری کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس میں تین نقائص ہیں۔

الف۔ دوا کے بہانے شراب پینے اور نشے کی خاطر، اس کی خرید وفروخت کے واضح امکانات ہیں۔

ب۔ طبی اعتبار سے تو شراب کے نقصانات کا حساب ہی نہیں ہے۔

کینسر، اعصابی تناؤ، سوء ہضمی، التہاب امعاء، جنون، فالج، استرخا، صرع، زوال حافظہ، زوال بصارت، دائمی نزلہ اور اس طرح کے دیگر موذی امراض مسلط ہوجاتے ہیں چنانچہ علامہ فرید وجدی رقم طراز ہیں۔

"ہمارا خیال ہے کہ انسان کو جتنا نقصان شراب نے پہنچایا ہے اتنا کسی چیز نے نہیں پہنچایا۔ پوری دنیا کے ہسپتالوں کے مریضوں کے اگر اعداد و شمار جمع کئے جائیں تو پتہ چلایا جائے کہ پاگل پن اور دیگر تباہ کن امراض کا کیا سبب تھا تو معلوم ہوگا کہ شراب نوشی ہی کی وجہ سے وہ امراض پیدا ہوئے۔ امراضِ عصبی اور امراضِ معدہ کا سبب بھی زیادہ تر شراب ہی بنتی ہے" [۱]

(ج) تیسری حقیقت یہ ہے کہ حرام اشیاء میں شفا نہیں ہے اس لئے ادویات کے بہانے شراب کی خرید وفروخت اور اس کے پرمٹ جاری کرنا روا نہیں ہے۔

---

[۱] فرید وجدی: دائرۃ المعارف، ج ۳، ص ۷۹۰۔

(۲۷) غیر مسلموں کیلئے استثناء

قانون ہذا کی دفعہ (۴) کے مطابق امتناعِ منشیات کے نفاذ سے ملکی اور غیر ملکی نا مسلموں کو مستثناء قرار دے دیا ہے کہ وہ مذہبی رسومات میں مشروط با اجازتِ مذہب شراب پی سکتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام کی طرح عیسائیت اور یہودیت میں بھی شراب خوری قطعی طور پر حرام ہے اس لئے یہود اور نصاریٰ پر تو امتناع شراب کا قانون لاگو رہنا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صرف ایسے مذاہب کے لوگوں کیلئے محدود پیمانے پر مشروط اجازت ہو کہ وہ چھپ چھپا کر اپنی مذہبی محافل میں شراب کا استعمال کر لیں مگر سر عام نہیں جن کے مذہب نے ان کو شُرب کی اجازت دی ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ لائسنس ہولڈرز دوکانداروں اور اسٹورز پر کڑی قانونی نگاہ رکھنا ضروری ہے تا کہ وہاں سے کسی مسلمان کے ہاتھ اور کسی غیر مجاز شخص تک شراب نہ پہنچ سکے۔ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۹۹ کو پاکستان اور آسٹریلیا کرکٹ ورلڈ کپ کے فائنل کے موقع پر ملک عزیز کے اندر جو شراب کی سینکڑوں بوتلیں پکڑی گئی ہیں وہ شاید ایسے ہی پرمٹ ہولڈر اداروں کے ذریعہ فروخت ہوئی ہیں۔

(۲۸) عدمِ نفاذ حد کی صورتیں

قانون کی دفعہ (۱۰) میں دو صورتوں میں حدِ شراب نوشی جاری نہیں کی جائے گی۔ (۱) حد سے قبل شرابی کا اقرار جرم سے انحراف۔ (۲) کسی گواہ کا انکار۔ حالانکہ ان صورتوں میں بھی نفاذ حد نہیں ہو گی۔

الف۔ نابالغ اور پاگل پر شراب کی حد جاری نہیں کی جائے گے۔

ب۔ گونگے پر بھی حد جاری نہیں ہو گی۔

ج۔ نابینا نے اگر نبیذ یا جیوس سمجھ کر شراب پی لی تو اس پر بھی حد عائد نہیں ہو گی۔ [۱]

---

[۱] ابن النجیم: بوالرائق، طبع مصر، ج ۵، ص ۲۶۔

(۲۹) حد شراب نوشی۔ آرڈیننس کی دفعہ (۸) میں شراب نوشی مستوجب حد میں اسی (۸۰) کوڑے تو مذکور ہیں لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنی مقدار میں شراب نوشی پر حد جاری ہوگی مزید برآں مجرم پر کس وقت یا کس حالت میں نافذ کی جائیگی؟ چنانچہ اس بارے میں حقیقت یہ ہے جس کا اظہار ضروری ہے۔

الف۔ شراب کی مقدار: اگر کوئی شخص شراب کا ایک قطرہ بھی پیئے گا تو ثابت ہونے پر اس پر حد جاری کی جائے گی۔[1]

ب۔ حد جاری کرنے کا وقت: شراب نوشی کی حد جاری کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مجرم پر نشہ اتر جانے کے بعد کی جائے کیونکہ مطلق ایذا رسانی تو مقصود نہیں بلکہ شرع کا مقصد یہ ہے کہ مجرم کو تکلیف پہنچے، اسے عبرت حاصل ہو اور اسے احساس ہو کہ شراب پینے کی وجہ سے یہ سزا ملی ہے۔ یہ مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب اس کا نشہ اتر چکا ہو اور اس پر حد جاری کی جائے۔[2]

(۳۰) شرائط لائسنس کی خلاف ورزی کی سزا

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں منشیات کے لائسنس جاری کرنا ویسے ہی معیوب ہے اور حرام چیز میں شفا بھی نہیں ہے۔ اسلئے ادویاتی مقاصد کا بہانہ اور جواز کسی طور پر درست نہیں لیکن غیر مسلموں کیلئے لائسنس لے کر جو دکان دار خلاف ورزی کرے اور مسلمانوں کو شراب فروخت کرے تو آرڈیننس میں اس کی سزا صرف ایک سال درج ہے جو بہت کم ہے اس میں نظر ثانی ہونی چاہیئے۔

---

[1] ابن تیمیہ: السیاست الشرعیہ، طبع بیروت، ص ۱۹۳

[2] ابن الھمام: شرح فتح القدیر، ج ۴، ص ۱۸۵۔

باب ۔۳

تجاویز و سفارشات

مارکیٹ میں مہیا ہیں۔ مقالہ ہذا میں ان سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ انعام الحق میاں ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ متن کے بعد شرح کا بھی بہترین اضافہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ زیادہ تر احقرہ کے پیش نظر رہا ہے۔ حدود ایک وسیع عنوان ہے، جس کی تمام جزئیات، ماٰخذِ حدیث اور فقہی آراء کا احاطہ تو محال ہے تاہم جو اصولی اور لازمی امور ہیں ان سب کا وجود تو قانون ہذا میں ضروری ہے۔ نہایت اہم اور بنیادی قسم کی باتوں سے صرفِ نظر کیا گیا ہے۔ گزشتہ باب میں ایسے امور کی نشاندہی کر دی گئی ہے، جن کا آرڈیننس میں ہونا بہت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بعض دفعات مبہم اور اجمالی ہیں ان کی وضاحت وتشریح بھی ضروری ہے۔

(۲) متنازعہ فیہ مسائل کا حل: فقہ اسلامی میں بے شمار اختلافی علمی آراء نے ایک تنوع پیدا کر دیا ہے اور یہ اختلاف کوئی بری بات نہیں ہے۔ ہر ذوق کے قاری کے لیے اس ذخیرہ میں مواد موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے شاید اسی لیے فرمایا۔ اِختِلَافُ عُلَمَاءِ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ (میری امت کے علماء حق کا اختلاف رحمت ہے) علمائے متقدمین کا اختلاف اولیٰ اور غیر اولیٰ تک محدود تھا۔ ان فقہاء کے پیروکاروں نے بھی کوئی زیادہ شدت نہ دکھائی۔ لیکن اب وہ فروعی اختلاف اصولی اختلاف بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور ہر فقہ نے ایک فرقہ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس حال میں مقتداءِ امت کو چاہیے کہ اپنے فقہ پر آنکھیں بند کر کے ڈٹنے کی بجائے اس میں لچک پیدا کریں اور جو آراءِ حدیثِ صحیح، اجماع اور صحابہ وتابعین کے زیادہ نزدیک ہیں انہیں بے چون وچراں تسلیم کرنا چاہیے۔ اس قانون میں بھی جابجا فقہ حنفی کی آراء سے زیادہ محکم آراء کے قبول کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ جنہیں اپنا کر کافی حد تک اختلافی اور متنازعہ امور کو حل کیا جا سکتا ہے۔

(۳) قانونی بے ضابطگیوں کی روک تھام: یہ اللہ تعالیٰ کی اسلامیانِ پاکستان پر خصوصی رحمت ہے کہ اس نے ہمیں ایک ایسے نظام کی طرف مائل کیا۔ جس میں کلیتہً دنیا وآخرت کی فلاح اور ہمارے تمام تر مسائل کا حل موجود ہے۔ اس پر جتنا کام ہو چکا ہے اسے استحکام ملنا چاہیے اور قدم مزید آگے اٹھنا چاہیے۔ باقی ماندہ شعبہ ہائے زندگی میں بھی اس کا نفاذ ہونا چاہیے۔ دیکھا گیا ہے کہ آرڈیننس میں جہاں معمولی رکاوٹ پڑی فوراً انگریزی قانون کی طرف لوٹنا پڑا اور وہاں ۱۸۶۰ء کے قانون کا سہارا لینا پڑا۔ اسی طرح قانون ہذا کے نفاذ کے بعد متوازی قوانین کو ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ لہٰذا اس طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

(٤) سزا کی توثیق کا حق: اس بگڑے ہوئے معاشرے کا صحیح حل اسلامی ضوابط ہی میں پنہاں ہے اس لئے قانونی پیچیدگیاں کم کر کے اسے جلد از جلد مجرم تک پہنچنا چاہیے تا کہ اس کا علاج ہو سکے۔ لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ سزا کی توثیق کا مرحلہ بعض اوقات اتنا طویل ہو جاتا ہے اور مثل اتنی نیچے چلی جاتی ہے کہ دب کر رہ جاتی ہے۔ توثیق اور سماعت اپیل میں فرق ہونا چاہیے۔ سیشن کورٹ میں بھی ڈسٹرکٹ قاضی ہوں تا کہ ایسے مقدمات وہ سماعت کریں اور ان کے فیصلہ جات کی توثیق وفاقی شرعی عدالت کرے اور اس کا فیصلہ حتمی ہو۔ سپریم کورٹ کے اپیل بینچ کو ختم کرتے ہوئے ضیاع اوقات کو بچایا جائے۔

(٥) عدالتی عملہ کی تربیت: حدود کیس کی سماعت ایڈیشنل سیشن جج صاحبان کرتے ہیں۔ اسلامی قانون سے ان کی واقفیت ضروری ہے۔ سپیشل کورسز کے ذریعے انہیں تربیت دی جائے اور آنے والی کھیپ کے لئے ایل ایل بی کے زائد از ضرورت پرچوں کے بجائے وہاں فقہ و حدیث اور قرآنی علوم کی کتب کورس میں شامل کی جائیں اسی طرح عدالت کے معاون عملہ کی بھی تہذیبی اور اخلاقی تربیت کا انتظام کیا جائے تا کہ معاشرہ تک پختہ ثمر پہنچ سکے۔

(٦) اخلاقی اقدار کا احساس: جو لوگ منہ اندھیرے عدالتوں میں پیش ہونے کیلئے جاتے ہیں اکثر ان کی واپسی شام کو ہوتی ہے۔ سارا دن وہاں اعتکاف پذیر رہنا پڑتا ہے۔ تین چار پرت کی مثل کی نقل پچاس روپے میں پڑتی ہے۔ ایسے مقدمات جن کا فیصلہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہو سکتا ہے ان کے لئے برسوں عدالتوں کا چکر کاٹنا پڑتا ہے عدالت کے عملے کا برتاؤ سائلین کے ساتھ مجرموں جیسا ہوتا ہے۔ اربابِ اختیار کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

(٧) رشوت کا انسداد: رشوت کا بازار جتنا احاطہء عدالت میں گرم ہوتا ہے شاید ہی کسی اور جگہ ہو۔ جدید اور تکنیکی طریقہ ہائے رشوت آزمائے جاتے ہیں۔ فیس کے نام پر نہتے سادہ لوح دیہاتیوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کیا جاتا ہے اور یہ مثل صادق آتی دکھائی دیتی ہے کہ ''عدالت کی ہر اینٹ پیسے مانگتی ہے''۔ صائب رائے ہے کہ اب اینٹوں کو تبدیل ہونا چاہیے۔

(٨) قانونِ شہادت کا اجراء: مقدمات دیوانی ہوں یا فوج داری ان کی صحت کا دارومدار شہادتوں پر ہوتا ہے۔ عوام الناس کو جھوٹی شہادت کی عقوبت، اور سچ کی اہمیت کا احساس نہیں ہے۔ تزکیہ الشہود پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو کر ہی کرائے کے گواہوں سے جان چھڑائی جا سکتی ہے۔

(۹) وکلاء کی اخلاقی تربیت اور اسلامی قانون سے واقفیت: وکیل ایک قانونی مشیر اور معاشرتی رفیق ہوتا ہے لیکن آج کی دنیا کا وہ ایک مہذب جیب تراش ہے۔ اسے لوگوں کی مجبوری اور سفید پوشی کا قطعاً کچھ احساس نہیں۔ فیس کے نام پر بھاری تاوان وصول کر کے کاغذ کو ہاتھ لگاتا ہے۔ سچے مقدمات کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا ثابت کرنا اپنے بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھتا ہے۔ پھر لطف کی یہ بات کہ کیس کا مطالعہ بالکل نہیں کرتا اور بیماری کی درخواست عدالت میں بھجوا کر سائل کا استحصال کرتا ہے۔ ان امراض کا حل فقط اسلامی تعلیم اور اس پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔

(۱۰) بیان حلفی میں موجود خرابیوں کو دور کرنا: ہمارے عدالتی نظام میں بیان حلفی تو ایک غیر سنجیدہ مذاق بن چکا ہے۔ وکلاء اپنی مرضی کا بیان لکھ کر بے چارے ان پڑھ دیہاتی سے نشان انگوٹھا لگوا لیتا ہے اور اوتھ کمشنر پانچ روپیہ لے کر اس کی تصدیق کر دیتا ہے۔ مہر اور دستخط ثبت ہو جاتے ہیں۔ اس پر افتاد یہ کہ جج صاحبان بھی ایسے بیانات کی حقیقت کو سمجھنے کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ حالانکہ اسلام میں قسم کی بڑی اہمیت ہے۔ بیان حلفی اوتھ کمشنر کے روبرو ہونا چاہیے اور مقدمے کی سماعت کے وقت اس کی پڑتال بھی ہونی چاہیے۔

(۱۱) عدالتی ریکارڈ کی حفاظت: عدالتوں اور محافظ خانوں میں مثلیں اور فیصلوں کا ریکارڈ اکثر گم رہتا ہے یا گم کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مثلیں بسا اوقات خرد برد اور تغیر و تبدل کا شکار بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر اس طرف کسی کا خیال نہیں۔ سب ڈویژنل کورٹس سے لے کر سپریم کورٹ آف پاکستان تک ذمہ دار افسران کا یہ اولین فریضہ ہے کہ وہ اپنے ریکارڈ کو جلنے، گم ہونے یا کرنے اور خرد برد سے محفوظ رکھنے کے انتظامات کریں۔

(۱۲) میڈیکل آفیسر کی ذمہ داریاں: فوجداری مقدمات میں ڈاکٹر مرکزی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس کی رپورٹ ایک ملزم کو بری اور بے قصور کو مجرم بنا سکتی ہے۔ اسے خوفِ خدا ہونا چاہیے تا کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو۔ حقائق کو برملا ظاہر کرے۔ تندرست کو زخمی اور زخمی کو تندرست لکھنے سے گریز کرے اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا اربابِ اختیار کا بھی کام ہے۔

(۱۳) پولیس کے رویہ کی اصلاح: پولیس فورس ایمان دار، دیانت دار اور مسلمان نفری پر مشتمل ہونی چاہیے۔ جب تک صاحبِ کردار لوگ پولیس میں نہ لائے جائیں گے۔ ہماری بے شمار شکایات جوں کی توں ہی رہیں گی اور معاشرتی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

(۱۴) جسمانی ریمانڈ: ہمارے ہاں کسی ملزم کا جسمانی ریمانڈ فقط اس لیے لیا جاتا ہے تاکہ اسے ڈرا دھمکا کر رقم حاصل کی جائے۔ حالانکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خلوت میں قائدانہ فراست کو بروئے کار لا کر بغیر مارے پیٹے ملزم سے حقائق کا انکشاف کروایا جائے۔ پولیس اکثر بے قصور لوگوں کی چمڑی ادھیڑ دیتی ہے اور جو مجرم ان کی مٹھی گرم کر دیتا ہے اسے ائیر کنڈیشن کمرے میں رکھا اور سولایا جاتا ہے۔ اس کا کھانا ہوٹل سے پولیس منگواتی ہے اور رات کو انڈین فلم بھی وی سی آر پر دکھائی جاتی ہے۔ علی الصبح اسے بے قصور قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ اختیار پولیس سے واپس لے کر احتساب کے دیانت دار عملہ کو سپرد ہونا چاہیے۔

(۱۵) غیر مسلموں کے پرمٹ: جن لوگوں کی آڑ میں ہم شراب تک رسائی حاصل کرتے ہیں ان کی حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی لادینی ملک بھارت نے اپنے ہاں شراب نوشی پر پابندی عائد کر دی ہے اور بلا اشتناءِ حکم جاری کر دیا ہے لیکن ایک نظریاتی ریاست میں بذریعہ استثناء شراب خوری کو روا رکھا جا رہا ہے آخر کیوں؟ اور کب تک؟

(۱۶) موٹیویشن: قانون کے اجراء کے بعد حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ معاشرے کو عمل درآمد کی طرف مائل کرے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس قانون کے معاشرتی، تمدنی، اخلاقی، روحانی اور اخروی فوائد سے عوام الناس کو آگاہ کرے۔ ماہرینِ قانون اور علماءِ امت کے خطبات و مواعظ کے ذریعے لوگوں کے اندر عمل کے جذبہ کو ابھارا جائے چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے حسب ذیل ذرائع سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

(الف) پرنٹ میڈیا

(ب) الیکٹرانک میڈیا

(ج) خطبات (لیکچرز)

(د) مجالس مذاکرہ

امیدِ واثق ہے کہ اگر اخلاص نیت اور عمل پیہم سے اس قانون رحمت کو کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ اس کے لامتناہی فوائد سے مسلم معاشرہ مستفید نہ ہو اور ہر طرف امن و سکون اور پاکیزہ ثقافت نظر نہ آئے۔

(۱۷) ذرائع ابلاغ کی اصلاح: میڈیا پر نشر ہونے والے انسانیت سوز اور فحش پروگراموں پر سخت پابندی ہونی چاہیے۔ ہمارے لئے مغرب کی تقلید اور ڈش کا رشک ضروری نہیں۔ ایسے ڈرامے اور فلمیں، جن میں تشدد اور

جنسی بے راہ روی پائی جائے۔ ان سے کلیۃ اجتناب ضروری ہے۔ کیونکہ نیکی اس وقت تک پنپ نہیں سکتی جب تک برائی کی بیخ کنی نہ کی جائے۔ اگر کوئی کاشت کار گندم کے کھیت کو پانی لگائے اور خوب کھاد بھی ڈالے لیکن جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے کا انتظام نہ کرے اور کیڑے مار ادویات کا استعمال نہ کرے تو فصل سے زیادہ خودرو پودے، گھاس اور جڑی بوٹیاں بڑھ جائیں گی۔ یہی کیفیت منکرات کی ہے امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر سے غفلت برتنے پر مثبت نتائج کی امید عبث ہے۔

(۱۸) **عملی نمونہ:** کوئی تحریک، انقلاب اور قانون اس وقت تک کارگر نہیں ہوسکتا جب تک اس کو نافذ کرنے والے خود عمل پیرا نہ ہوں۔ اسی لئے ضروری ہے کہ حکام بالا اور اربابِ اختیار اچھی مثال قائم کرتے ہوئے معصیات سے پرہیز کریں اور اگر کوئی چھوٹا یا بڑا، جو بھی اس آرڈیننس میں موجود جرائم کا ارتکاب کرے تو اسے قرار واقعی سزا دیں تا کہ حدود و جنایات کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

(۱۹) **سزائے موت:** جرم ثابت ہونے پر کسی قسم کی مصلحت سے کام نہ لیا جائے اور مجرم کو عبرتناک سزا دی جائے، جو دوسروں کے لئے باعثِ نصیحت ہو، جیسا کہ حدِ سرقہ کی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
"جزاء بما کسبا نکالا من اللہ. یہ ان (چور اور چورنی) کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرتناک سزا"
اگر دو چار مجرموں کو سرِ عام سزا دے دی جائے یا اُن پر نفاذِ حدود کا اہتمام ہو جائے تو باقی لوگ ڈر جائیں گے اور گناہوں سے باز رہیں گے۔

(۲۰) **بیرونی پراپیگنڈے کا مؤثر جواب:** مستشرقین اور دنیائے مغرب اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ گردانتی ہے وہ لوگ اپنے منظم پراپیگنڈا کے ذریعے حدود و تعزیرات کی تضحیک کرتے ہیں اور انہیں دقیانوسی قرار دیتے ہیں ان کا محققانہ جواب دینے کے لئے علمائے امت کو میدان میں آنا ہوگا۔ اور ہر اعتراض کا موثر انداز میں مدلل جواب دینا ہوگا۔ تا کہ سادہ لوح لوگ ان کے زہریلے پراپیگنڈا سے محفوظ رہ سکیں۔ نیز قرآن و سنت میں مذکور سزاؤں کا مذاق اڑا کر اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کا مستوجب اور آتش جہنم کا مستحق نہ بنائیں۔

(۲۱) **قرآن و سنت سے استدلال:** نفاذِ حدود آرڈیننس کو مکمل طور پر شرعی ہونا چاہیے۔ اس میں تعزیرات پاکستان کا قانون، 1860ء کا ایکٹ، پہلا اور دوسرا قانون مجریہ 1930ء وغیرہ۔ البتہ اگر کسی شرعی ضابطہ کی ترجمان یا نمائندگی کسی جدید قانون میں موجود ہے تو یہ ایک اچھی بات ہے۔ لیکن حدود آرڈیننس کے اندر احکام اسلام

(۲۲) [illegible] فوری اور عملی نفاذ۔

کاغذوں اور کتابوں میں پڑے لاوارث قوانین کو آخر کار دیمک چاٹ جاتی ہے۔ اس لئے اعلان کے ساتھ عملی نفاذ کے اقدامات ناگزیر ہیں۔ اگر جرائم کے مرتکب چند ایک افراد کو عبرت ناک سزا دے دی جائے تو جہاں وارداتوں کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا، وہاں عوام الناس بھی عبرت حاصل کریں گے اور آئندہ گناہ کے قریب بھی نہ پھٹکیں گے۔

باب ۴

ملحقات

الف۔ حدود آرڈیننس کا اجمالی خاکہ

ب۔ ضمنی قواعد برائے صوبہ جات

ج۔ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ کار

GOVERNMENT OF PAKISTAN

NISTRY OF LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Law Division)

ISLAMIC LAWS

(.... the 10th November, 1980)

THE OFFENCES AGAINST PROPERTY (ENFORCEMENT OF HUDOOD) ORDINANCE, 1979.

[1]ORDINANCE NO. VI OF 1979

[10th February, 1979]

An Ordinance to bring in conformity with the Injunctions of Islam the law relating to certain offences against property.

WHEREAS it is necessary to modify the existing law relating to certain offences against property, so as to bring it in conformity with the Injunctions of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah;

AND WHEREAS the President is satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action;

NOW, THEREFORE, in pursuance of the Proclamation of the fifth day of July, 1977, read with the Laws (Continuance in Force) Order, 1977 (C.M.L.A. Order No. 1 of 1977), and in exercise of all powers enabling him in that behalf, the President is pleased to make and promulgate the following Ordinance:—

PRELIMINARY

1.—(1) This Ordinance may be called the Offences Against Property (Enforcement of *Hudood)* Ordinance, 1979.

(2) It extends to the whole of Pakistan.

(3) It shall come into force on the twelfth day of Rabi-ul-Awwal, 1399 Hijri, that is, the tenth day of February, 1979.

2. In this Ordinance, unless there is anything repugnant in the subject or context,—

(a) "adult" means a person who has attained the age of eighteen years or puberty;

(b) "authorised medical officer" means a medical officer, howsoever designated, authorised by Government;

(c) "*hadd*" means punishment ordained by the Holy Quran or Sunnah;

---

1 This Ordinance has been applied to the Provincially Administered Tribal Areas of Baluchistan, by Baluchistan Govt. Notification No. S.O. (TA)-3 (46)/79, dated 29-4-1979, *see* Baluchistan Gazette, 1979, Ext. (Issue No. 58, dated 14-6-1979.

.. This Ordinance has been applied to the Federally Administered Tribal Areas, by S.R.O. No. 362 (I)/79, dated 23-4-1979, *see* Gaz. of P., 1979, Ext., Pt. II, p. 632.

(d) "*hirz*" means an arrangement made for the custody of property ;

Explanation 1.—Property placed in a house, whether its door is closed or not, or in an almirah or a box or other container or in the custody of a person, whether he is paid for such custody or not, is said to be in *hirz*.

Explanation 2.—If a single family is living in a house, the entire house will constitute a single *hirz*, but if two or more families are living in one house in severalty, the portion in the occupation of each family will constitute a separate *hirz*.

(e) "imprisonment for life" means imprisonment till death ;

(f) "*nisab*" means the *nisab* as laid down in section 6 ;

(g) "*tazir*" means any punishment other than *hadd* ;

and all other terms and expressions not defined in this Ordinance shall have the same meaning as in the Pakistan Penal Code, or the Code of Criminal Procedure, 1898.

3. The provisions of this Ordinance shall have effect notwithstanding anything contained in any other law for the time being in force.

4. Theft may be either theft liable to *hadd* or theft liable to *tazir*.

5. Whoever, being an adult, surreptitiously commits, from any *hirz*, theft of property of the value of the *nisab* or more, not being stolen property, knowing that it is or is likely to be of the value of the *nisab* or more, is, subject to the provisions of this Ordinance, said to commit theft liable to *hadd*.

Explanation 1.—In this section, "stolen property" does not include property which has been criminally misappropriated or in respect of which criminal breach of trust has been committed.

Explanation 2.—In this section, "surreptitiously" means that the person committing the theft commits such theft believing that the victim of theft does not know of his action. For surreptitious removal of property it is necessary that, if it is day time, which includes one hour before sunrise and two hours after sunset, surreption should continue till the completion of the offence and, if it is night, surreption need not continue after commencement of the offence.

6. The *nisab* for theft liable to *hadd* is four decimal four five seven (4.457) grams of gold, or other property of equivalent value, at the time of theft.

Explanation.—If theft is committed from the same *hirz* in more than one transaction, or from more than one *hirz*, and the value of the stolen property in each case is less than the *nisab*, it is not theft liable to *hadd*, even if the value of the property involved in all the cases adds up to, or exceeds, the *nisab*.

Illustrations

(a) A enters a house occupied by a single family and removes from various rooms property the value of which adds up to, or exceeds, the *nisab*. Such theft is liable to *hadd*, even though the value of the property removed from any of the rooms does not amount to the *nisab*. If the house is occupied by more than one family and the value of the property removed from the *hirz* of any one family is less than the *nisab*, then the theft is not liable to *hadd*, even though the value of the properties removed adds up to, or exceeds, the *nisab*.

(b) A enters a house several times and removes from the house on each occasion property the value of which does not amount to the *nisab*. Such theft is not liable to *hadd*, even though the value of the properties removed adds up to, or exceeds, the *nisab*.

7. The proof of theft liable to *hadd* shall be in one of the following forms, namely :—

(a) the accused pleads guilty of the commission of theft liable to *hadd* ; and

(b) at least two Muslim adult male witnesses, other than the victim of the theft, about whom the Court is satisfied, having regard to the requirements of *tazkiya Al-shuhood*, that they are truthful persons and abstain from major sins (*kabair*), give evidence as eye-witnesses of the occurrence :

Provided that, if the accused is a non-Muslim, the eye-witnesses may be non-Muslim :

Provided further that the statement of the victim of the theft or the person authorized by him shall be recorded before the statements of the eye-witnesses are recorded.

Explanation.—In this section, *tazkiya Al-shuhood* means the mode of inquiry adopted by a Court to satisfy itself as to the credibility of a witness.

8. Where theft liable to *hadd* is committed by more than one person and the aggregate value of the stolen property is such that, if the property is divided equally amongst such of them as have entered the *hirz*, each one of them gets a share which amounts to, or exceeds, the *nisab*, the *hadd* shall be imposed on all of them who have entered the *hirz*, whether or not each one of them has moved the stolen property or any part thereof.

9.—(1) Whoever commits theft liable to *hadd* for the first time shall be punished with amputation of his right hand from the joint of the wrist.

(2) Whoever commits theft liable to *hadd* for the second time shall be punished with amputation of his left foot up to the ankle.

(3) Whoever commits theft liable to *hadd* for the third time, or any time subsequent thereto, shall be punished with imprisonment for life.

(4) Punishment under sub-section (1) or sub-section (2) shall not be executed unless it is confirmed by the Court to which an appeal from the order of conviction lies, and, until the punishment is confirmed and executed, the convict shall be dealt with in the same manner as if sentenced to simple imprisonment.

(5) In the case of a person sentenced to imprisonment for life under sub-section (3), if the [1][Appellate Court] is satisfied that he is sincerely penitent, he may be set at liberty on such terms and conditions as the Court may deem fit to impose.

[1]Subs. by the Offences Against Property (Enforcement of *Hudood*) (Amdt.) Ordinance, 1980 (19 of 1980), s. 2, for "High Court".

(6) Amputation shall be carried out by an authorised medical officer.

(7) If, at the time of the execution of *hadd*, the authorised medical officer is of the opinion that the amputation of hand or foot may cause the death of the convict, the execution of *hadd* shall be postponed until such time as the apprehension of death ceases.

10. *Hadd* shall not be imposed in the following cases, namely :—

(a) when the offender and victim of the theft are related to each other as—

(*i*) spouses ;

(*ii*) ascendents, paternal or maternal ;

(*iii*) descendents, paternal or maternal ;

(*iv*) brothers or sisters of father or mother ; or

(*v*) brothers or sisters or their children ;

(b) when a guest has committed theft from the house of his host ;

(c) when a servant or employee has committed theft from the *hirz* of his master or employer to which he is allowed access ;

(d) when the stolen property is wild grass, fish, bird, dog, pig, intoxicant, musical instrument, or perishable foodstuffs, for the preservation of which provision does not exist ;

(e) when the offender has a share in the stolen property the value of which, after deduction of his share, is less than the *nisab* ;

(f) when a creditor steals his debtor's property the value of which, after deduction of the amount due to him, is less than the *nisab* ;

(g) when the offender has committed theft under *ikrah* or *iztirar* ;

Explanation.—In this clause,—

(*i*) "*ikrah*" means putting any person in fear of injury to the person, property or honour of that or any other person ; and

(*ii*) "*iztirar*" means a situation in which a person is in apprehension of death due to extreme hunger or thirst.

(h) when the offender, before his apprehension, has, on account of repentance, returned the stolen property to the victim and surrenders himself to the authority concerned.

11.—(1) *Hadd* shall not be enforced in the following cases, namely :—

(*a*) when theft is proved only by the confession of the convict, but he retracts his confession before the execution of *hadd* ;

(*b*) when theft is proved by testimony, but before the execution of *hadd*, any witness resiles from his testimony so as to reduce the number of eye-witnesses to less than two ;

(*c*) when, before the execution of *hadd*, the victim withdraws his allegation of theft or states that the convict had made a false confession or that any of the eye-witnesses have deposed falsely, and the number of eye-witnesses is thereby reduced to less than two ; and

(*d*) when the left hand or the left thumb or at least two fingers of the left hand or the right foot of the offender are either missing or entirely unserviceable.

(2) In the case mentioned in clause (*a*) of sub-section (1) the Court may order retrial.

(3) In a case mentioned in clause (*b*), or clause (*c*), or clause (*d*) of sub-section (1), the Court may award *tazir* on the basis of the evidence on record.

12.—(1) If the stolen property is found in the original or in an identifiable form, or in a form into or for which it may have been converted or exchanged, it shall be or caused to be returned to the victim, whether it is in the possession of, or has been recovered from, the offender or any other person.

(2) If the stolen property is lost or consumed while in the offender's possession and the *hadd* is enforced against him, the offender shall not be required to pay compensation.

13. Whoever commits theft which is not liable to *hadd*, or for which proof in either of the forms mentioned in section 7 is not available, or for which *hadd* may not be imposed or enforced under this Ordinance, shall be liable to *tazir*.

14. Whoever commits theft liable to *tazir* shall be awarded the punishment provided for the offence of theft in the Pakistan Penal Code.

15. When any one or more persons, whether equipped with arms or not, make show of force for the purpose of taking away the property of another and attack him or cause wrongful restraint or put him in fear of death or hurt, such person or persons are said to commit *haraabah*.

16. The provisions of section 7 shall apply, *mutatis mutandis*, for the proof of *haraabah*.

17.—(1) Whoever, being an adult, is guilty of *haraabah* in the course of which neither any murder has been committed nor any property has been taken away shall be punished with whipping not exceeding thirty stripes and with rigorous imprisonment until the Court is satisfied of his being sincerely penitent :

Provided that the sentence of imprisonment shall in no case be less than three years.

(2) Whoever, being an adult, is guilty of *haraabah* in the course of which no property has been taken away but hurt has been caused to any person shall in addition to the punishment provided for in sub-section (1), be punished for causing such hurt in accordance with such other law as may for the time being be applicable.

(3) Whoever, being an adult, is guilty of *haraabah* in the course of which no murder has been committed but property the value of which amounts to, or exceeds, the *nisab* has been taken away shall be punished with amputation of his right hand from the wrist and of his left foot from the ankle :

Provided that, when the offence of *haraabah* has been committed conjointly by more than one person, the punishment of amputation shall be imposed only if the value of the share of each one of them is not less than the *nisab* :

Provided further that, if the left hand or the right foot of the offender is missing or is entirely unserviceable, the punishment of amputation of the other hand or foot, as the case may be, shall not be imposed, and the offender shall be punished with rigorous imprisonment for a term which may extend to fourteen years and with whipping not exceeding thirty stripes.

(4) Whoever, being an adult, is guilty of *haraabah* in the course of which he commits murder shall be punished with death imposed as *hadd*.

(5) Punishment under sub-section (3), except that under the second proviso thereto, or under sub-section (4), shall not be executed unless it is confirmed by the Court to which an appeal from the order of conviction lies, and if the punishment be of amputation, until it is confirmed and executed, the convict shall be dealt with in the same manner as if sentenced to simple imprisonment.

(6) The provisions of sub-section (6) and sub-section (7) of section 9 shall apply to the execution of the punishment of amputation under this section.

18. The punishment of amputation or death shall not be imposed or enforced for the offence of *haraabah* in cases in which *hadd* may not be imposed for theft liable to *hadd* and the provisions of section 10 and section 11 shall apply, *mutatis mutandis*, to such cases.

19. The provision of section 12 shall apply, *mutatis mutandis*, for return of the property taken away during *haraabah*, so, however, that sub-section (2) of the said section shall have effect as if, for the word "*hadd*" therein, words "punishment of amputation or death" were substituted.

20. Whoever commits *haraabah* which is not liable to the punishment provided for in section 17, or for which proof in either of the forms mentioned in section 7 is not available, or for which punishment of amputation or death may not be imposed or enforced under this Ordinance, shall be awarded the punishment provided in the Pakistan Penal Code, for the offence of dacoity, robbery or extortion, as the case may be.

21.—(1) Whoever extends patronage, protection or assistance in any form to, or harbours any person or group of persons engaged in the theft of cattle, on the understanding that he shall receive one or more of the cattle in respect of which the offence is committed, or a share in the proceeds thereof, is said to commit "*rassagiri*" or "*patharidari*".

(2) Whoever commits "*rassagiri*" or "*patharidari*" shall be punished with rigorous imprisonment for a term which may extend to fourteen years, or with whipping not exceeding seventy

stripes, and with confiscation of all his immovable property and with fine.

22. Whoever attempts to commit an offence punishable under this Ordinance, or to cause such an offence to be committed, and in such attempt does any act towards the commission of the offence, shall, where no express provision is made by this Ordinance for the punishment of such attempt, be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to ten years.

Illustrations

(a) A makes an attempt to steal some jewels by breaking open a box, and finds after so opening the box that there is no jewel in it. He has done an act towards the commission of theft, and therefore, is guilty under this section.

(b) A makes an attempt to pick the pocket of Z by thrusting his hand into Z's pocket. A fails in the attempt in consequence of Z's having nothing in his pocket. A is guilty under this section.

23.—(1) Unless otherwise expressly provided in this Ordinance, the provisions of sections 34 to 38 of Chapter II, section 71 and section 72 of Chapter III, and section 149 of Chapter VIII of the Pakistan Penal Code, shall apply, *mutatis mutandis*, in respect of offences under this Ordinance.

(2) Whoever is guilty of the abetment of an offence liable to *hadd* under this Ordinance shall be liable to the punishment provided for such offence as *tazir*.

24.—(1) The provisions of the Code of Criminal Procedure, 1898, shall apply, *mutatis mutandis*, in respect of cases under this Ordinance:

Provided that, if it appears in evidence that the offender has committed a different offence under any other law, he may, if the Court is competent to try that offence and to award punishment therefor, be convicted and punished for that offence [:] [1]

[2][Provided further that an offence punishable under section 9 or section 17 shall be triable by a Court of Session and not by a Magistrate authorised under section 30 of the said Code and an appeal from an order under either of the said sections shall lie to the Federal Shariat Court:

1. Subs. by the Offences Against Property (Enforcement of *Hudood*) (Amdt.) Ordinance, 1980 (19 of 1980), s. 3, for the full-stop.

2. Added *ibid*.

3. Ins. by Ord. No. II of 1982, s. 2.

Provided further that a trial by a Court of Session under this Ordinance shall ordinarily be held at the headquarters of the Tehsil in which the offence is alleged to have been committed.]

(2) The provisions of the Code of Criminal Procedure, 1898, relating to the confirmation of the sentence of death shall apply, *mutatis mutandis*, to confirmation of sentences under this Ordinance.

(3) The provisions of sub-section (3) of section 391 or section 393 of the Code of Criminal Procedure, 1898, shall not apply in respect of the punishment of whipping awarded under this Ordinance.

(4) The provisions of Chapter XXIX of the Code of Criminal Procedure, 1898, shall not apply in respect of punishments awarded under section 9 or section 17 of this Ordinance.

25. The Presiding Officer of the Court by which a case is tried, or an appeal is heard, under this Ordinance shall be a Muslim :

Provided that, if the accused is a non-Muslim, the Presiding Officer may be a non-Muslim.

26. Nothing in this Ordinance shall be deemed to apply to cases pending before any Court immediately before the commencement of this Ordinance, or to offences committed before such commencement.

GENERAL,
M. ZIA-UL-HAQ.
President.

THE OFFENCE OF ZINA (ENFORCEMENT OF HUDOOD) ORDINANCE, 1979.

[1] ORDINANCE NO. VII OF 1979

[*10th February, 1979*]

An Ordinance to bring in conformity with the Injunctions of Islam the law relating to the offence of zina.

WHEREAS it is necessary to modify the existing law relating to *zina* so as to bring it in conformity with the Injunctions of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah ;

AND WHEREAS the President is satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action ;

1 This Ordinance has been applied to the Provincially Administered Tribal Areas of Baluchistan, by Baluchistan Govt. Notification No. S.O. (TA)-3 (46)/79, dated 29-4-1979, *see* Baluchistan Gazette, 1979, Ext. (Issue No. 58), dated 14-6-1979.

This Ordinance has been applied to the Federally Administered Tribal Areas, by S.R.O. No. 362 (I)/79, dated 23-4-1979, *see* Gaz. of P., 1979, Ext., Pt. II, p. 632.

NOW, THEREFORE, in pursuance of the Proclamation of the fifth day of July, 1977, read with the Laws (Continuance in Force) Order, 1977 (C.M.L.A. Order No. 1 of 1977), and in exercise of all powers enabling him in that behalf, the President is pleased to make and promulgate the following Ordinance :—

1.—(1) This Ordinance may be called the Offence of *Zina* (Enforcement of *Hudood*) Ordinance, 1979.

(2) It extends to the whole of Pakistan.

(3) It shall come into force on the twelfth day of Rabi-ul-Awwal, 1399 Hijri, that is, the tenth day of February, 1979.

2. In this Ordinance, unless there is anything repugnant in the subject or context,—

(a) "adult" means a person who has attained, being a male, the age of eighteen years or, being a female, the age of sixteen years, or has attained puberty :

(b) "*hadd*" means punishment ordained by the Holy Quran or Sunnah ;

(c) "marriage" means marriage which is not void according to the personal law of the parties, and "married" shall be construed accordingly ;

(d) "*Muhsan*" means—

(*i*) a Muslim adult man who is not insane and has had sexual inter-course with a Muslim adult woman who, at the time he had sexual intercourse with her, was married to him and was not insane ; or

(*ii*) a Muslim adult woman who is not insane and has had sexual inter-course with a Muslim adult man who, at the time she had sexual inter-course with him, was married to her and was not insane ; and

(e) "*tazir*" means any punishment other than *hadd*, and all other terms and expressions not defined in this Ordinance shall have the same meaning as in the Pakistan Penal Code, or the Code of Criminal Procedure, 1898.

3. The provisions of this Ordinance shall have effect notwithstanding anything contained in any other law for the time being in force.

4. A man and a woman are said to commit '*zina*' if they wilfully have sexual inter-course without being validly married to each other.

Explanation.—Penetration is sufficient to constitute the sexual inter-course necessary to the offence of *zina*.

5.—(1) *Zina* is *zina* liable to *hadd* if—

(*a*) it is committed by a man who is an adult and is not insane with a woman to whom he is not, and does not suspect himself to be, married ; or

(*b*) it is committed by a woman who is an adult and is not insane with a man to whom she is not, and does not suspect herself to be, married.

(2) Whoever is guilty of *zina* liable to *hadd* shall, subject to the provisions of this Ordinance,—

(*a*) if he or she is a *muhsan*, be stoned to death at public place ; or

(*b*) if he or she is not a *muhsan*, be punished, at a public place, with whipping numbering one hundred stripes.

(3) No punishment under sub-section (2) shall be executed until it has been confirmed by the Court to which an appeal from the order of conviction lies ; and if the punishment be of whipping, until it is confirmed and executed, the convict shall be dealt with in the same manner as if sentenced to simple imprisonment.

6.—(1) A person is said to commit *zina-bil-jabr* if he or she has sexual inter-course with a woman or man, as the case may be, to whom he or she is not validly married, in any of the following circumstances, namely :—

(*a*) against the will of the victim,

(*b*) without the consent of the victim,

(*c*) with the consent of the victim, when the consent has been obtained by putting the victim in fear of death or of hurt, or

(*d*) with the consent of the victim, when the offender knows that the offender is not validly married to the victim and that the consent is given because the victim believes that the offender is another person to whom the victim is or believes herself or himself to be validly married.

Explanation.—Penetration is sufficient to constitute the sexual inter-course necessary to the offence of *zina-bil-jabr*.

(2) *Zina-bil-jabr* is *zina-bil-jabr* liable to *hadd* if it is committed in the circumstances specified in sub-section (1) of section 5.

(3) Whoever is guilty of *zina-bil-jabr* liable to *hadd* shall subject to the provisions of this Ordinance,—

(*a*) if he or she is a *muhsan*, be stoned to death at a public place : or

(*b*) if he or she is not *muhsan*, be punished with whipping numbering one hundred stripes, at a public place, and with such other punishment, including the sentence of death, as the Court may deem fit having regard to the circumstances of the case.

(4) No punishment under sub-section (3) shall be executed until it has been confirmed by the Court to which an appeal from the order of conviction lies ; and if the punishment be of whipping, until it is confirmed and executed, the convict shall be dealt with in the same manner as if sentenced to simple imprisonment.

7. A person guilty of *zina* or *zina-bil-jabr* shall, if he is not an adult, be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to five years, or with fine, or with both, and may also be awarded the punishment of whipping not exceeding thirty stripes :

Provided that, in the case of *zina-bil-jabr*, if the offender is not under the age of fifteen years, the punishment of whipping shall be awarded with or without any other punishment.

8. Proof of *zina* or *zina-bil-jabr* liable to *hadd* shall be in one of the following forms, namely :—

(a) the accused makes before a Court of competent jurisdiction a confession of the commission of the offence ; or

(b) at least four Muslim adult male witnesses, about whom the Court is satisfied, having regard to the requirements of *tazkiyah al-shuhood*, that they are truthful persons and abstain from major sins (*kabair*), give evidence as eye-witnesses of the act of penetration necessary to the offence :

Provided that, if the accused is a non-Muslim, the eye-witnesses may be non-Muslims.

Explanation.—In this section "*tazkiyah al-shuhood*" means the mode of inquiry adopted by a Court to satisfy itself as to the credibility of a witness.

9.—(1) In a case in which the offence of *zina* or *zina-bil-jabr* is proved only by the confession of the convict, *hadd*, or such part of it as is yet to be enforced, shall not be enforced if the convict retracts his confession before the *hadd* or such part is enforced.

(2) In a case in which the offence of *zina* or *zina-bil-jabr* is proved only be testimony, *hadd*, or such part of it as is yet to be enforced, shall not be enforced if any witness resiles from his testimony before *hadd* or such part is enforced, so as to reduce the number of eye-witnesses to less than four.

(3) In the case mentioned in sub-section (1), the Court may order retrial.

(4) In the case mentioned in sub-section (2), the Court may award *tazir* on the basis of the evidence on record.

10.—(1) Subject to the provisions of section 7, whoever commits *zina* or *zina-bil-jabr* which is not liable to *hadd*, or for which proof in either of the forms mentioned in section 8 is not available and the punishment of *qazf* liable to *hadd* has not been awarded to the complainant, or for which *hadd* may not be enforced under this Ordinance, shall be liable to *tazir*.

(2) Whoever commits *zina* liable to *tazir* shall be punished with rigorous imprisonment for a term which [1][~~shall not be less than four years nor more than~~] may extend to ten years and with whipping numbering thirty stripes, and shall also be liable to fine.

(3) Whoever commits *zina-bil-jabr* liable to *tazir* shall be punished with imprisonment for a term which ~~may extend to~~ twenty-five years and shall also be awarded the punishment of whipping numbering thirty stripes.

11. Whoever kidnaps or abducts any woman with intent that she may be compelled, or knowing it to be likely that she will be compelled, to marry any person against her will, or in order that she may be forced or seduced to illicit inter-course, or knowing it to be likely that she will be forced or seduced to illicit inter-course, shall be punished with imprisonment for life and with whipping not exceeding thirty stripes, and shall also be liable to fine; and whoever by means of criminal intimidation as defined in the Pakistan Penal Code, or of abuse of authority or any other method of compulsion, induces any woman to go from any place with intent that she may be, or knowing that it is likely that she will be, forced or seduced to illicit inter-course with another person shall also be punishable as aforesaid.

[1] Subs. by the Criminal Laws (Amdt.) Ordinance, 1980 (3 of 1980), s. 14, for "may extend to".

12. Whoever kidnaps or abducts any person in order that such person may be subjected, or may be so disposed of as to be put in danger of being subjected, to the unnatural lust of any person, or knowing it to be likely that such person will be so subjected or disposed of, shall be punished with death or rigorous imprisonment for a term which may extend to twenty-five years, and shall also be liable to fine, and, if the punishment be one of imprisonment, shall also be awarded the punishment of whipping not exceeding thirty stripes.

13. Whoever sells, lets to hire, or otherwise disposes of any person with intent that such person shall at any time be employed or used for the purpose of prostitution or illicit inter-course with any person or for any unlawful and immoral purpose, or knowing it to be likely that such person will at any time be employed or used for any such purpose, shall be punished with imprisonment for life and with whipping not exceeding thirty stripes, and shall also be liable to fine.

Explanations.—(a) When a female is sold, let for hire, or otherwise disposed of to a prostitute or to any person who keeps or manages a brothel, the person so disposing of such female shall, until the contrary is proved, be presumed to have disposed of her with the intent that she shall be used for the purpose of prostitution.

(b) For the purposes of this section and section 14, "illicit inter-course" means sexual inter-course between persons not united by marriage.

14. Whoever buys, hires or otherwise obtains possession of any person with intent that such person shall at any time be employed or used for the purpose of prostitution or illicit inter-course with any person or for any unlawful and immoral purpose, or knowing it to be likely that such person will at any time be employed or used for any such purpose, shall be punished with imprisonment for life and with whipping not exceeding thirty stripes, and shall also be liable to fine.

(6) In the Code, section 561 shall stand repealed.

21. The Presiding Officer of the Court by which a case is tried, or an appeal is heard, under this Ordinance shall be a Muslim :

Provided that, if the accused is a non-Muslim, the Presiding Officer may be a non-Muslim.

22. Nothing in this Ordinance shall be deemed to apply to the cases pending before any Court immediately before the commencement of this Ordinance, or to offences committed before such commencement.

GENERAL,
M. ZIA-UL-HAQ,
President.

THE OFFENCE OF QAZF (ENFORCEMENT OF HADD) ORDINANCE, 1979

[1] ORDINANCE NO. VIII OF 1979
[*10th February, 1979*]

An Ordinance to bring in conformity with the Injunctions of Islam the law relating to the offence of qazf.

WHEREAS it is necessary to modify the existing law relating to *qazf* so as to bring it in conformity with the Injunctions of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah ;

AND WHEREAS the President is satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action ;

NOW, THEREFORE, in pursuance of the Proclamation of the fifth day of July, 1977, read with the Laws (Continuance in Force) Order, 1977 (C.M.L.A. Order No. 1 of 1977), and in exercise of all powers enabling him in that behalf, the President is pleased to make and promulgate the following Ordinance :—

1.—(1) This Ordinance may be called the Offence of *Qazf* (Enforcement of *Hadd*) Ordinance, 1979.

(2) It extends to the whole of Pakistan.

(3) It shall come into force on the twelfth day of Rabi-ul-Awwal, 1399 Hijri, that is, the tenth day of February, 1979.

---

1 This Ordinance has been applied to the Provincially Administered Tribal Areas of Baluchistan, by Baluchistan Govt. Notification No. S.O. (TA)-3 (46/79, dated 29-4-1979, *see* Baluchistan Gazette, 1979, Ext. (Issue No. 58), dated 14-6-1979.

This Ordinance has been applied to the Federally Administered Tribal Areas, by S.R.O. No. 362(I)/79, dated 23-4-1979, *see* Gaz. of P., 1979, Ext., Pt. II, p. 632.

2. In this Ordinance, unless there is anything repugnant in the subject or context,—

(a) "*adult*", "*hadd*", "*tazir*", "*zina*" and "*zina-bil-jabr*" have the same meaning as in the Offence of *Zina* (Enforcement of *Hudood*) Ordinance, 1979 ; and

(b) all other terms and expressions not defined in this Ordinance shall have the same meaning as in the Pakistan Penal Code or the Code of Criminal Procedure, 1898.

3. Whoever by words either spoken or intended to be read, or by signs or by visible representations, makes or publishes an imputation of *zina* concerning any person intending to harm, or knowing or having reason to believe that such imputation will harm, the reputation, or hurt the feelings, of such person, is said, except in the cases hereinafter excepted, to commit *qazf*.

Explanation 1.—It may amount to *qazf* to impute *zina* to a deceased person, if the imputation would harm the reputation, or hurt the feelings, of that person if living, and is hurtful to the feelings of his family or other near relatives.

Explanation 2.—An imputation in the form of an alternative or expressed ironically, may amount to *qazf*.

First Exception (Imputation of truth which public good requires to be made or published).—It is not *qazf* to impute *zina* to any person if the imputation be true and made or published for the public good. Whether or not it is for the public good, is a question of fact.

Second Exception (Accusation preferred in good faith to authorised person).—Save in the cases hereinafter mentioned, it is not *qazf* to prefer in good faith an accusation of *zina* against any person to any of those who have lawful authority over that person with respect to the subject-matter of accusation.

(a) A complainant makes an accusation of *zina* against another person in a Court, but fails to produce four witnesses in support thereof before the Court.

(b) According to the finding of the Court, a witness has given false evidence of the commission of *zina* or *zina-bil-jabr*.

(c) According to the finding of the Court, complainant has made a false accusation of *zina-bil-jabr*.

Explanation.—Any prostitute or any person keeping or managing a brothel, who buys, hires or otherwise obtains possession of a female shall, until the contrary is proved, be presumed to have obtained possession of such female with the intent that she shall be used for the purpose of prostitution.

15. Every man who by deceit causes any woman who is not lawfully married to him to believe that she is lawfully married to him and to cohabit with him in that belief, shall be punished with rigorous imprisonment for a term which may extend to twenty-five years and with whipping not exceeding thirty stripes, and shall also be liable to fine.

16. Whoever takes or entices away any woman with intent that she may have illicit inter-course with any person, or conceals or detains with that intent any woman, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to seven years and with whipping not exceeding thirty stripes, and shall also be liable to fine.

17. The punishment of stoning to death awarded under section 5 or section 6 shall be executed in the following manner, namely :—

Such of the witnesses who deposed against the convict as may be available shall start stoning him and, while stoning is being carried on, he may be shot dead, whereupon stoning and shooting shall be stopped.

18. Whoever attempts to commit an offence punishable under this Ordinance with imprisonment or whipping, or to cause such an offence to be committed, and in such attempt does any act towards the commission of the offence, shall be punished with imprisonment for a term which may extend to one-half of the longest term provided for that offence, or with whipping not exceeding thirty stripes, or with such fine as is provided for the offence, or with any two of, or all, the punishments.

19.—(1) Unless otherwise expressly provided in this Ordinance, the provisions of sections 34 to 38 of Chapter II, sections 63 to 72 of Chapter III and Chapters V and VA of the Pakistan Penal Code, shall apply, *mutatis mutandis*, in respect of offences under this Ordinance.

(2) Whoever is guilty of the abetment of an offence liable to *hadd* under this Ordinance shall be liable to the punishment provided for such offence as *tazir*.

(3) In the Pakistan Penal Code,—

(*a*) section 366, section 372, section 373, section 375 and section 376 of Chapter XVI and section 493, section 497 and section 498 of Chapter XX shall stand repealed ; and

(*b*) in section 367, the words and comma " or to the unnatural lust of any person, " shall be omitted.

20.—(1) The provisions of the Code of Criminal Procedure, 1898, hereafter in this section referred to as the Code, shall apply, *mutatis mutandis*, in respect of cases under this Ordinance :

Provided that, if it appears in evidence that the offender has committed a different offence under any other law, he may, if the Court is competent to try that offence and award punishment therefor, be convicted and punished for that offence [:][1]

[2][Provided further that an offence punishable under this Ordinance shall be triable by a Court of Session and not by a Magistrate authorised under section 30 of the said Code and an appeal from an order of the Court of Session shall lie to the Federal Shariat Court :

Provided further that a trial by a Court of Session under this Ordinance shall ordinarily be held at the headquarters of the Tehsil in which the offence is alleged to have been committed.].

(2) The provisions of the Code relating to the confirmation of the sentence of death shall apply, *mutatis mutandis*, to confirmation of sentences under this Ordinance.

(3) The provisions of section 198, section 199, section 199A or section 199B of the Code shall not apply to the cognizance of an offence punishable under section 15 or section 16 of this Ordinance.

(4) The provisions of sub-section (3) of section 391 or section 393 of the Code shall not apply in respect of the punishment of whipping awarded under this Ordinance.

(5) The provisions of Chapter XXIX of the Code shall not apply in respect of punishments awarded under section 5 or section 6 of this Ordinance.

1 Subs. by the Offence of *Zina* (Enforcement of *Hudood*) (Amdt.) Ordinance, 1980 (20 of 1980), s. 2, for the full-stop.

2 Added *ibid.*

4. *Qazf* may be either *qazf* liable to *hadd* or *qazf* liable to *tazir*.

5. Whoever, being an adult, intentionally and without ambiguity commits *qazf* of *zina* liable to *hadd* against a particular person who is a *muhsan* and capable of performing sexual inter-course is, subject to the provisions of this Ordinance, said to commit *qazf* liable to *hadd*.

Explanation 1.—In this section, "*muhsan*" means a sane and adult Muslim who either has had no sexual inter-course or has had such inter-course only with his or her lawfully wedded spouse.

Explanation 2.—If a person makes in respect of another person the imputation that such other person is an illegitimate child, or refuses to recognise such person to be a legitimate child, he shall be deemed to have committed *qazf* liable to *hadd* in respect of the mother of that person.

6. Proof of *qazf* liable to *hadd* shall be in one of the following forms, namely :—

(a) the accused makes before a Court of competent jurisdiction a confession of the commission of the offence ;

(b) the accused commits *qazf* in the presence of the Court ; and

(c) at least two Muslim adult male witnesses, other than the victim of the *qazf*, about whom the Court is satisfied, having regard to the requirements of *tazkiyah al-shuhood*, that they are truthful persons and abstain from major sins (*kabair*), give direct evidence of the commission of *qazf* :

Provided that, if the accused is a non-Muslim, the witnesses may be non-Muslims :

Provided further that the statement of the complainant or the person authorised by him shall be recorded before the statements of the witnesses are recorded.

7. —(1) Whoever commits *qazf* liable to *hadd* shall be punished with whipping numbering eighty stripes.

(2) After a person has been convicted for the offence of *qazf* liable to *hadd*, his evidence shall not be admissible in any Court of law.

(3) A punishment awarded under sub-section (1) shall not be executed until it has been confirmed by the Court to which an appeal from the Court awarding the punishment lies ; and, until the punishment is confirmed and executed, the convict shall, subject to the provisions of the Code of Criminal Procedure, 1898, relating to the grant of bail or suspension of sentence, be dealt with in the same manner as if sentenced to simple imprisonment.

8. No proceedings under this Ordinance shall be initiated except on a report made to the police or a complaint lodged in a Court by the following namely :—

(a) if the person in respect of whom the *qazf* has been committed be alive, that person, or any person authorised by him ; or

(b) if the person in respect of whom the *qazf* has been committed be dead, any of the ascendants or descendants of that person.

9.—(1) *Hadd* shall not be imposed for *qazf* in any of the following cases, namely :—

(*a*) when a person has committed *qazf* against any of his descendants ;

(*b*) when the person in respect of whom *qazf* has been committed and who is a complainant has died during the pendency of the proceedings ; and

(*c*) when the imputation has been proved to be true.

(2) In a case in which, before the execution of *hadd*, the complainant withdraws his allegation of *qazf*, or states that the accused had made a false confession or that any of the witnesses had deposed falsely and the number of witnesses is thereby reduced to less than two, *hadd* shall not be enforced, but the Court may order retrial or award *tazir* on the basis of the evidence on record.

10. Whoever commits *qazf* which is not liable to *hadd*, or for which proof in any of the forms mentioned in section 6 is not available, or for which *hadd* may not be imposed or enforced under section 9, is said to commit *qazf* liable to *tazir*.

11. Whoever commits *qazf* liable to *tazir* shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to two years and with whipping not exceeding forty stripes, and shall also be liable to fine.

12. Whoever prints or engraves any matter, knowing or having good reason to believe that such matter is of the nature referred to in section 3, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to two years, or with whipping not exceeding thirty stripes, or with fine, or with any two of, or all, the punishments.

13. Whoever sells or offers for sale any printed or engraved substance containing matter of the nature referred to in section 3, knowing that it contains such matter, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to two years, or with whipping not exceeding thirty stripes, or with fine, or with any two of, or all, the punishments.

14.—(1) When a husband accuses before a Court his wife who is *muhsan* within the meaning of section 5, of *zina* and the wife does not accept the accusation as true, the following procedure of *lian* shall apply, namely:—

(*a*) the husband shall say upon oath before the Court: "I swear by Allah the Almighty and say I am surely truthful in my accusation of *zina* against my wife (name of wife)" and, after he has said so four times, he shall say: "Allah's curse be upon me if I am a liar in my accusation of *zina* against my wife (name of wife)"; and

(*b*) the wife shall, in reply to the husband's statement made in accordance with clause (*a*), say upon oath before the Court: "I swear by Allah the Almighty that my husband is surely a liar in his accusation of *zina* against me"; and, after she has said so four times, she shall say: "Allah's wrath be upon me if he is truthful in his accusation of *zina* against me.".

(2) When the procedure specified in sub-section (1) has been completed, the Court shall pass an order dissolving the marriage between the husband and wife, which shall operate as a decree for dissolution of marriage and no appeal shall lie against it.

(3) Where the husband or the wife refuses to go through the procedure specified in sub-section (1), he or, as the case may be, she shall be imprisoned until—

(*a*) in the case of the husband, he has agreed to go through the aforesaid procedure; or

(*b*) in the case of the wife, she has either agreed to go through the aforesaid procedure or accepted the husband's accusation as true.

(4) A wife who has accepted the husband's accusation as true shall be awarded the punishment for the offence of *zina* liable to *hadd* under the Offence of *Zina* (Enforcement of *Hudood*) Ordinance, 1979.

15. Whoever attempts to commit an offence punishable under this Ordinance or to cause such an offence to be committed, and in such attempt does any act towards the commission of the offence, shall be punished with imprisonment for a term which may extend to one-half of the longest term provided for the offence, or with such whipping or fine as is provided for the offence, or with any two of, or all, the punishments.

16.—(1) Unless otherwise expressly provided in this Ordinance, the provisions of sections 34 to 38 of Chapter II, sections 63 to 72 of Chapter III and Chapters V and VA of the Pakistan Penal Code, shall apply *mutatis mutandis*, in respect of offences under this Ordinance.

(2) Whoever is guilty of the abetment of an offence liable to *hadd* under this Ordinance shall be liable to the punishment provided for such offence as *tazir*.

17.—(1) Unless otherwise expressly provided in this Ordinance, the provisions of the Code of Criminal Procedure, 1898, hereinafter referred to as the said Code, shall apply, *mutatis mutandis*, in respect of cases under this Ordinance:

Provided that, if it appears in evidence that the offender has committed a different offence under any other law, he may, if the Court is competent to try that offence and award punishment therefor, be convicted and punished for that offence [:] [1]

[2] [Provided further that an offence punishable under section 7 or sub-section (4) of section 14, shall be triable by, and proceedings under sub-sections (1) and (2) of the latter section shall be held before, a Court of Session and not by or before a Magistrate authorised under section 30 of the said Code and an appeal from an order of the Court of Session shall lie to the Federal Shariat Court:

[1] Subs. by the Offence of *Qazf* (Enforcement of *Hadd*) (Amendment) Ordinance, 1980 (21 of 1980), s. 2, for the full-stop.

[2] Added *ibid*.

Provided further that a trial by, or proceeding before, the Court of Session under this Ordinance shall ordinarily be held at the headquarters of the Tehsil in which the offence is alleged to have been committed or, as the case may be, the husband who has made the accusation ordinarily resides.].

(2) The provisions of the said Code relating to the confirmation of the sentence of death shall apply, *mutatis mutandis*, to the confirmation of a sentence under this Ordinance.

(3) The provisions of sub-section (3) of section 391 or section 393 of the said Code shall not apply in respect of the punishment of whipping awarded under this Ordinance.

(4) The provisions of Chapter XXIX of the said Code shall not apply in respect of a punishment awarded under section 7 of this Ordinance.

18. The Presiding Officer, of the Court by which a case is tried, or an appeal is heard, under this Ordinance, shall be a Muslim.

19. The provisions of this Ordinance shall have effect notwithstanding anything contained in any other law for the time being in force.

20. Nothing in this Ordinance shall be deemed to apply to cases pending before any Court immediately before the commencement of this Ordinance, or to offence committed before such commencement.

GENERAL,
M. ZIA-UL-HAQ,
President.

THE EXECUTION OF THE PUNISHMENT OF WHIPPING ORDINANCE, 1979

[1] ORDINANCE NO. IX OF 1979

[10th February, 1979]

An Ordinance to make provision relating to the execution of the punishment of whipping.

WHEREAS it is expedient to make provision relating to the execution of the punishment of whipping;

AND WHEREAS the President is satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action;

NOW, THEREFORE, in pursuance of the Proclamation of the fifth day of July, 1977, read with the Laws (Continuance in Force) Order, 1977 (C.M.L.A. Order No. 1 of 1977), and in exercise of all powers enabling him in that behalf, the President is pleased to make and promulgate the following Ordinance:—

1.—(1) This Ordinance may be called the Execution of the Punishment of Whipping Ordinance, 1979.

(2) It extends to the whole of Pakistan.

(3) It applies to the execution of the punishment of whipping imposed under any law for the time being in force.

(4) It shall come into force on the twelfth day of Rabi-ul-Awwal, 1399 Hijri, that is, the tenth day of February, 1979.

2. In this Ordinance, unless there is anything repugnant in the subject or context, "authorised medical officer" means a medical officer, howsoever designated, authorised by Government.

3. The provisions of this Ordinance shall have effect notwithstanding anything contained in any other law for the time being in force.

4. The whip, excluding its handle, shall be of one single piece only and preferably be made of leather, or a cane or a branch of a tree, having no knob or joint on it, and its length and thickness shall not exceed 1.22 meters and 1.25 cm. respectively.

5. The following provisions shall apply to the execution of the punishment of whipping, namely:—

(a) before the execution of the punishment commences, the convict shall be medically examined by the authorised medical officer so as to ensure that the execution of the punishment will not cause the death of the convict;

(b) if the convict is too old or too weak, having regard to the sentence of whipping awarded, the number of stripes shall be applied in such manner and with such

---

[1] This Ordinance has been applied to the Provincially Administered Tribal Areas of Baluchitan, by Baluchistan Govt. Notification No. S.O. (TA 3 (46)/79, dated 29-4-1979, *see* Baluchistan Gazette, 1979, Ext. (Issue No. 58), dated 14-6-1979.

This Ordinance has been applied to the Federally Administered Tribal Areas, by S.R.O. No. 362 (I)/79, dated 23-4-1979, *see* Gaz. of P., 1979, Ext., pt. II, p. 632.

intervals that the execution of the punishment does not cause his death ;

(c) if the convict is ill, the execution of the punishment shall be postponed until the convict is certified by the authorised medical officer to be physically fit to undergo the punishment ;

(d) if the convict is a woman who is pregnant, the execution of the punishment shall be postponed until the expiration of a period of two months after the birth of the child or miscarriage, as the case may be ;

(e) if, at the time of the execution of the punishment, the weather is too cold or too hot, the execution shall be postponed until the weather has become normal ;

(f) the punishment shall be executed in the presence of the authorised medical officer at such public place as the Court may direct or the Provincial Government may appoint for the purpose ;

(g) the person appointed to execute the punishment shall be impartial and of mature understanding.

(h) he shall apply the whip with moderate force without raising his hand above his head so as not to lacerate the skin of the convict ;

(i) after he has applied a stripe, he shall raise the whip aloft and shall not full it off ;

(j) the stripes shall be spread over the body of the convict, so, however, that the stripes shall not be applied on the head, face, stomach or chest or the delicate parts of the body of the convict ;

(k) such clothes of the convict shall be left on the body of the convict as are required by the Injunctions of Islam to be put on ;

(l) the stripes shall be applied, in the case of a male, while he is standing and, in the case of a female, while she is sitting ; and

(m) if, after the execution of the punishment has commenced, the authorised medical officer is of the opinion that there is apprehension of the death of the convict, the execution of the punishment shall be postponed until the authorised medical officer certifies him physically fit to undergo the remainder of the punishment.

6.—(1) In the case of a convict to whom only the punishment of whipping has been awarded, he shall, until the execution of the punishment is completed, be dealt with as if sentenced to simple imprisonment.

(2) If, in the opinion of the authorised medical officer, a convict cannot, because of old age, ill health or for any other reason, undergo the whole or any part of the punishment of whipping, the case shall be referred to the Court which may order the execution of the punishment in such manner as it may deem fit.

7. The Provincial Government may, by notification in the official Gazette, make rules for the purposes of carrying into effect the provisions of this Ordinance.

GENERAL,
M. ZIA-UL-HAQ,
President.

ب۔ ضمنی قواعد برائے صوبہ جات

کوڑوں کی سزا کی تعمیل

کا آرڈیننس بابت 1979

کوڑوں کی سزا کی تعمیل کی نسبت اہتمام کرنے کیلئے آرڈیننس 9 فروری 1979 چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ کوڑوں کی سزا کی تعمیل کی بابت اہتمام کیا جائے اور چونکہ صدر مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بناء پر فوری کاروائی کرنی ضروری ہے

لہذا اب 5 جولائی 1977 کے اعلان معہ خواندگی قوانین (تسلسل نفاذ) کا فرمان بابت 1977 چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا فرمان نمبر 1 بابت 1977 کے بموجب اوران تمام اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے جو اس سلسلہ میں انہیں مجاز کرتے ہیں صدر بخوشی حسب ذیل آرڈیننس وضع کرتے اور جاری کرتے ہیں

شرح

معاشرے سے فتنہ فساد کے خاتمہ کیلئے مصلحت عامہ کا تقاضا ہے کہ مجرم کو جرم کے ارتکاب پر سزا دی جائے کیونکہ مجرم معاشرے کے فرد یا افراد کو اذیت کا باعث ہوتا ہے اس لئے مجرم کو سزا دیکر اسے بھی اذیت پہنچائی جاتی ہے علامہ الماوردی کے نزدیک جرم وہ ہے جو شرعاً ممنوع ہو جس کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہو اور اس کے ارتکاب پر حد یا تعزیر مقرر ہو۔

جرم کی نوعیت کے مطابق مجرم کو یہ سزائیں دی جاسکتی ہیں

(i) سنگسار کرنا، سزائے موت

(ii) عضو قطع کرنا

(iii) قید کرنا

(iv) کوڑے لگانا

کوڑے لگانے کی سزا مندرجہ ذیل جرائم کے ارتکاب پر دی جاتی ہے

1۔امتناع منشیات کے فرمان 1979 کی دفعہ 8 کے تحت شراب نوشی پر (80) کوڑوں کی سزادی جاتی ہے۔

2۔امتناع منشیات کے فرمان 1979 کی دفعہ (11) کے تحت شراب نوشی مستوجب تعزیر میں مجرم کو تیس کوڑوں تک کی سزادی جاتی ہے

3۔ جرائم برخلاف املاک (نفاذ حدود) کے آرڈیننس 1979 دفعہ 17 کی ضمن (1) اور (2) کے تحت مجرم کو تیس کوڑوں تک کی سزادی جاسکتی ہے۔

4۔جرم زنا (نفاذ حدود) کے آرڈیننس 1979 کی دفعہ 5 اور 6 کے تحت مجرم کو غیر محصن ہونے کی صورت میں سو کوڑے لگانے کی سزادی جاتی ہے۔

5۔جرم زنا (نفاذ حدود) کے آرڈیننس 1979 کی دفعہ (2)10 اور (3)10 کے تحت مجرم کو غیر محصن ہونے کی صورت میں سو کوڑے لگانے کی سزادی جاتی ہے۔

6۔جرم زنا (نفاذ حدود) کے آرڈیننس 1979 کی دفعہ 16,15,14,13,12,11 اور 18 کے تحت مجرم کو تیس کوڑوں تک کی سزادی جاسکتی ہے۔

7۔جرم قذف (نفاذ حدود) کے آرڈیننس 1979 کی دفعہ 7 کے تحت مجرم کو اسی کوڑے لگانے کی سزادی جاتی ہے۔

8۔جرم قذف (نفاذ حدود) کے آرڈیننس 1979 کی دفعہ 11 کے تحت 40 کوڑوں تک کی سزادی جاسکتی ہے۔

9۔جرم قذف (نفاذ حدود) کے آرڈیننس 1979 کی دفعہ 13,12 کے تحت مجرم کو 30 کوڑوں تک کی سزادی جاسکتی ہے۔

جب کوڑوں کی سزا پر عمل درآمد کیا جانا ہو تو اس کیلئے جو ضابطہ یا ہدایات مقرر کی گئی ہیں ان کی تفصیل آرڈیننس ہذا میں بیان کی گئی ہیں۔

1۔ مختصر عنوان، وسعت، اطلاق اور آغاز 1۔آرڈیننس ہذا کو کوڑوں کی سزا کی تعمیل کا آرڈیننس 1979 کہا جائے گا۔

2۔یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔

3۔اس کا طلاق کسی بھی نافذ الوقت قانون کے تحت عائد کردہ کوڑوں کی سزا کی تعمیل پر ہوگا۔

4۔اس کا نفاذ 12 ربیع الاول 1399 ہجری یعنی 10 فروری 1979 سے ہوگا۔

شرح

دفعہ ہذا کے مطابق 10 فروری 1979 کے بعد کسی بھی جرم کے ارتکاب پر جو کوڑے لگانے کی سزادی جائیگی اس کی تعمیل آرڈیننس ہذا کے احکام کے مطابق کی جائے گی۔

2۔ تعریفات آرڈیننس ہذا میں، سوائے اس کے کہ کوئی امر موضوع یا سیاق وسباق کے منافی ہو مجاز میڈیکل افسر خواہ اسے کوئی بھی لقب دیا گیا ہو سے مراد ایسا میڈیکل افسر ہے جسے حکومت نے مجاز کیا ہو۔

آرڈیننس دیگر قوانین پر غالب ہوگا آرڈیننس ہذا کے احکام، کسی دیگر نافذ الوقت قانون میں درج کسی امر کے باوجود موثر ہونگے۔

4۔ کوڑے کی تصریحات کوڑا، دستے کے علاوہ، ایک اکہرے ٹکڑے کا اور ترجیحاً چمڑے، بید یا کسی درخت کی شاخ کا بنا ہوا ہوگا جس پر کوئی گانٹھ یا جوڑ نہ ہو اور اس کی لمبائی اور موٹائی بالترتیب 1.22 میٹر اور 1.25 سے زائد نہ ہوگی۔

5۔ کوڑے لگانے کی سزا کی تعمیل کی شرائط اور طریقہ درج ذیل احکام کوڑے لگانے کی دی گئی سزا کی تعمیل پر اطلاق پذیر ہونگے یعنی کہ

(الف) سزا پر عمل درآمد شروع ہونے سے قبل، مجاز میڈیکل افسر، سزایاب کا طبی معائنہ کریگا، تا کہ اس کا یقین کرے کہ سزا کی تعمیل سے سزایاب کی موت تو واقع نہ ہو جائے گی۔

(ب) اگر کوڑے لگانے کی دی گئی سزا کی مناسبت سے، سزایاب بہت بوڑھا بہت کمزور ہو، تو اتنے کوڑے ایسے طریقہ اور ایسے وقفوں سے لگائے جائیں گے کہ سزا کی تعمیل سے اس کی موت واقع نہ ہو جائے۔

(ج) اگر سزایاب بیمار ہو تو سزا کی تعمیل اس وقت تک ملتوی کر دی جائیگی جب تک کہ مجاز میڈیکل افسر سزایاب کے متعلق تصدیق نہ کر دے کہ وہ جسمانی طور پر سزا پانے کے قابل ہے۔

(د) اگر سزایاب کوئی حاملہ عورت ہو تو سزا کی تعمیل اس وقت تک ملتوی کر دی جائیگی جب تک کہ بچہ کی پیدائش یا اسقاط کے بعد، جیسی کہ صورت ہو، دو ماہ کی مدت نہ گذر جائے۔

(ہ) اگر سزا کی تعمیل کے وقت موسم سخت سرد یا سخت گرم ہو تو تعمیل ملتوی کر دی جائیگی حتٰی کہ موسم معمول پر آ جائے۔

(و) سزا کی تعمیل مجاز میڈیکل افسر کی موجودگی میں ایسی جائے عام پر کی جائے جس کی کہ اس مقصد کے لئے عدالت ہدایت کرے یا صوبائی حکومت مقرر کرے۔

(ز) سزا کی تعمیل کرنے کیلئے مقرر کردہ شخص غیر جانبدار اور پختہ فہم ہوگا۔

وہ اپنا ہاتھ اپنے سر سے اوپر اٹھائے بغیر، درمیانی طاقت سے اس طرح کوڑا لگائے گا کہ سزایاب کی جلد پھٹ نہ جائے۔

(ط) کوڑا لگانے کے بعد وہ کوڑا اوپر اٹھائے گا اور اسے کھینچے گا نہیں۔

(ی) کوڑے سزایاب کے جسم پر پھیلا کر لگائے جائیں گے لیکن یوں کہ کوڑے سزایاب کے سر، چہرے پیٹ یا چھاتی یا جسم کے نازک حصوں پر نہیں لگائے جائیں گے۔

(ک) سزایاب کے ایسے کپڑے سزایاب کے جسم پر رہنے دیئے جائیں گے جن کا پہننا اسلامی احکام کی زد سے ضروری ہے۔

(ل) کوڑے مرد کی صورت میں جب وہ کھڑا ہو اور عورت کی صورت میں جب وہ بیٹھی ہو تو لگائے جائینگے۔

(م) اگر سزا کی تعمیل شروع ہونے کے بعد، مجاز میڈیکل افسر کی رائے کہ سزایاب کی موت کا خدشہ ہے تو سزا کی تعمیل ملتوی کر دی جائیگی تاوقتیکہ مجاز میڈیکل افسر سزایاب کے جسمانی لحاظ سے بقیہ سزا برداشت کرنے کے قابل ہونے کی تصدیق نہ کر دے۔

شرح

دفعہ ہذا میں کوڑے لگانے کی سزا کا طریقہ بیان کیا گیا ہے اور ان صورتوں میں طریقہ کار بتایا گیا ہے جب ملزم بوڑھا اور کمزور ہو تو کوڑے کیسے لگائے جائیں گے اگر مجاز میڈیکل افسر کی رائے میں کوڑے لگانے سے موت کا خطرہ ہو تو التواء کیسے اور کب تک ہوگا مرد کو کوڑے کیسے لگائے جائیں گے اور عورت کو کیسے اگر عورت حاملہ ہو تو کب تک التواء ہوگا وغیرہ۔

آرڈیننس ہذا کے نفاذ سے قبل مجموعہ ضابطہ فوجداری میں کوڑے لگانے کے متعلق یہ احکام تھے کہ عورت کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے مرد اگر 45 سال سے زائد عمر کا ہو تو عدالت اسے کوڑے نہ لگائنے کی ہدایت کر سکتی تھی نیز کوڑے لگانے کی سزا قسطوں یا التواء ہو کر نہیں دی جا سکتی تھی۔

6۔ <u>سزا وغیرہ کی تعمیل مجرم کی تحویل</u> 1۔ ایسے سزایاب کے ساتھ جسے صرف کوڑوں کی سزا دی گئی ہو جب تک سزا کی تعمیل نہ ہو جائے ایسا سلوک کیا جائیگا گویا کہ اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

2۔ اگر مجاز میڈیکل افسر کی رائے میں کوئی سزایاب بوجہ ضعیفی، خرابی صحت یا کسی اور بنا پر کوڑوں کی پوری سزا یا اس کا کوئی حصہ برداشت نہ کر سکتا ہو تو معاملہ عدالت کو بھیجا جائیگا جو سزا کی تعمیل کیلئے ایسے طریقہ کا حکم صادر کر سکتی ہے جیسا کہ وہ مناسب سمجھے۔

7۔ <u>قواعد وضع کرنے کا اختیار</u> صوبائی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان کر کے آرڈیننس ہذا کے احکام کی بجا آوری کی اغراض کے لئے قواعد وضع کرنے کی مجاز ہوگی

پنجاب کے امتناع شراب

(نفاذ حد) کے قواعد مجریہ 1979

نمبر S.O (Excise).IV.2/79 امتناع شراب (نفاذ حد) کے فرمان مجریہ 1979 (صدر کا فرمان نمبر 4 بابت 1979) کی دفعات 21 اور 31 سے تفویض شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے پنجاب کے گورنر مندرجہ ذیل قواعد وضع کرتے ہیں؛ یعنی:

قاعدہ-1: (الف) ان قواعد کو پنجاب کے امتناع شراب (نفاذ حد) کے قواعد مجریہ 1979 کہا جائے گا۔

(ب) یہ فوری طور پر نفاذ پذیر ہونگے۔

قاعدہ 2: سوائے اس کے کہ سیاق وسباق دیگر طور پر متقاضی ہوں ان قواعد میں

(الف) فرمان سے مراد امتناع شراب (نفاذ حد) کا فرمان مجریہ 1979 (صدر کا فرمان نمبر 4 بابت 1979) ہوگا۔

(ب) مجاز میڈیکل افسر سے مراد کوئی ایسا شخص جو کسی قانون نافذ الوقت کے تحت بطور طبیب درج ہوا ہو اور وفاقی یا صوبائی حکومت یا سرکاری ادارے یا حکومت کے قائم کردہ کسی دیگر کارپوریشن کی ملازمت میں ہو۔

(ج) لائسنس میں ایسا پاس اور پرمٹ شامل ہوگا جو قواعد ہذا یا پنجاب کے قانون آب کاری (1914 کا پہلا قانون) یا ان کے تحت وضع کردہ کوئی قواعد نوٹیفکیشن یا احکام کے تحت عطا ہوا ہو۔

(د) برآمد (سوائے اس فقرہ میں پاکستان سے باہر برآمد کے) سے مراد کسٹم فرنٹیر کی بجائے دیگر طور پر صوبہ سے باہر لے جانا ہے۔

(ہ) درآمد (سوائے اس فقرہ میں پاکستان کے اندر درآمد کرنا، کے) سے مراد کسٹم فرنٹیر کی بجائے دیگر طور پر صوبہ کے اندر لانا ہے۔

(و) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن افسر سے مراد حکومت کی طرف اس طور پر تعینات کردہ افسر ہے۔

(ز) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے مراد حکومت کی طرف سے اس طور پر تعینات کردہ افسر ہے۔

(ح) ایکسائز کمشنر سے مراد ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا ڈائریکٹر جنرل یا حکومت کی طرف سے اس طور پر تعینات کردہ کوئی دیگر افسر ہے

(ط) ریذیڈنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب انسپکٹر سے ایسا سب انسپکٹر مراد ہے جو فی الوقت ایسے ہوٹل میں تعینات ہو جو فرمان کے تحت لائسنس یافتہ ہو۔

قاعدہ 3: (1) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اپنے علاقہ میں کلکٹر کے تمام یا کوئی اختیارات یا فرائض استعمال کرے گا یا بجا لائے گا۔

(2) ایکسائز ٹیکسیشن افسر اپنی تعیناتی کے ضلع کے اندر فرمان کے تحت افسر امتناع کے اختیارات استعمال کرے گا

شرح

قاعدہ ہذا کے مطابق ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو اپنے علاقہ میں کلکٹر کے تمام اختیارات تفویض کر دیئے گئے ہیں نیز وہ کلکٹر کے فرائض بھی سرانجام دیگا اسی طرح ایکسائز ٹیکسیشن افسر کو اپنی تعیناتی کے ضلع کے اندر افسر امتناع Prohibition Officer کے تمام اختیارات دیئے گئے ہیں۔

قاعدہ 4: (1) کلکٹر اور ڈسٹرکٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن افسر کی نگرانی کے تابع ایکسائز و ٹیکسیشن کے تمام انسپکٹر اور سب انسپکٹر اپنے اپنے حلقہ میں افسر امتناع کے اختیارات فرمان کی دفعہ 22 کے تحت اختیارات کے علاوہ استعمال کریں گے۔

(2) ایکسائز اور ٹیکسیشن کے تمام کانسٹیبل، کلکٹر یا افسر امتناع کی معاونت کرنے کیلئے جن کے تحت فرمان کے مقاصد کیلئے وہ فی الوقت کام کر رہے ہیں زیر دفعہ 21 تعینات کردہ افسران تصور ہوں گے۔

3۔ ضمنی قواعد (1) اور (2) میں محولہ فرمان کے تحت گرفتاری، حراست، ضبطی یا دیگر فرائض کے افسران کے اختیارات بطور ایکسائز افسران قواعد کے قاعدہ (3) کے معنوں میں جو پنجاب گورنمنٹ نوٹیفکیشن نمبر 5708-E-R-S مورخہ 27 اکتوبر 1932 جو کہ پنجاب ایکسائز کے اختیارات اور اپیل کے احکام کہلاتے ہیں کے تحت مشتہر کئے گئے ان کے اپنے اپنے اختیار کے مطابق ضروری ردوبدل کے ساتھ درجہ دار یا محدود قائم رہیں گے۔

4۔ فرمان کے تحت کسی قابل دست اندازی جرم کی تحقیقات کرتے وقت افسر امتناع مجموعہ ضابطہ فوجداری کے باب 14 کے تحت پولیس افسر کے اختیارات استعمال کرے گا۔

قاعدہ 5: فرمان کی دفعہ 12 کے مقاصد کیلئے طبیب (میڈیکل پریکٹیشنر) نزدیک ترین مجاز میڈیکل افسر ہو گا جو مقدمہ کے

حالات کے مطابق بآسانی دستیاب ہو وہ مجاز ہوگا کہ اس شخص کے جو فرمان کی دفعہ (i) 12 کے تحت اس کے سپرد کیا گیا سانس یا خون کے بہاؤ یا پیٹ میں کسی نشئی کی شے کی موجودگی کی نسبت معائنہ کرے اگر میڈیکل افسر مجاز منشی کا استعمال یا اس کا اثر کسی دیگر علامت سے جیسے کہ نشہ ٹوٹنے کے اثرات، متلی، سر درد، درد معدہ، پیاس، عمومی پیدا شدہ بے کیفی، ماہقی، جسمانی یا دماغی نا اہلیت یا غنودگی کی زیادت، رال ٹپکنا، منہ کی خشکی یا نشہ استعمال کرنے کے دیگر اثرات مابعد، سے قیاس کر سکتا ہو تو وہ متذکرہ بالا معائنہ ترک کر سکتا ہے۔

شرح

فرمان کی دفعہ 2: کے مطابق جب کسی پولیس افسر کو کسی شخص پر شبہ ہو کہ اس نے نشہ آور شے استعمال کی ہے تو وہ اسے ڈاکٹر: کے پاس لے جا کر اس کا معائنہ کرائے گا اور ڈاکٹر اگر تصدیق کر دے کہ اس شخص نے شراب پی رکھی ہے تو پولیس افسر اس شخص کو گرفتار کر کے قانونی کاروائی کریگا قاعدہ ہذا کے احکام کے مطابق پولیس افسر ایسے شخص کو معائنہ کے لئے قریب ترین میڈیکل پریکٹیشنرز (طبیب ڈاکٹر) کے پاس لے جائیگا جو بھی ان حالات میں قریب ترین دستیاب ہو ڈاکٹر اس شخص کے سانس، خون یا پیٹ کسی منشی شے ہونے کی نسبت معائنہ کر کے سرٹیفکیٹ دے گا۔

قاعدہ 6: جب کسی شخص کو کوئی افسر مجاز گرفتار کرے اگر وہ افسر امتناع Prohibition Officer نہ ہو تو وہ علاقہ کے افسر امتناع کے پاس آئے بمعہ ایک رپورٹ جس میں اس کی گرفتاری سے متعلقہ واقعات درج ہوں بھجوائے گا اور اگر اس کے سامنے پیش کردہ مواد اور حقائق کی بنیاد پر اس کی تسلی ہو جائے کہ ملزم کے خلاف بادی النظر میں مقدمہ بنتا معلوم ہوتا ہے اور ملزم کو ضمانت پر رہا نہیں کیا جاتا تو اسے حراست میں رکھے جانے اور رسمی طور پر مقدمہ درج کرنے کے لئے اس علاقہ کے تھانہ میں بھیجا جائیگا جہاں جرم کا ارتکاب ہوا۔

قاعدہ 7: کسی شخص کو جس پر فرمان کے تحت کسی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو یا شبہ کیا گیا ہو اس سے زیادہ طویل مدت کیلئے حراست میں نہ رکھا جائیگا جتنا کہ حالات مقدمہ میں مناسب ہو اور مجسٹریٹ کے خاص حکم کی عدم موجودگی میں چاہے اسے کسی مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل ہو یا نہ اس وقت کے علاوہ جو ایسے شخص کو اس جگہ تک جہاں افسر امتناع کا دفتر واقع ہے اور وہاں سے اس عدالت تک سفر کرنے کے لئے ضروری ہو جسے مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل ہو 4 گھنٹہ سے تجاوز نہ کریگا۔

شرح

قاعدہ ہذا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 61 سے مطابقت رکھتا ہے دفعہ 61 میں حکم دیا گیا ہے کہ کوئی پولیس افسر کسی شخص کو بلا وارنٹ اپنی حراست میں 24 گھنٹہ سے زیادہ عرصہ کے لئے نہیں رکھے گا سوائے اس کے کہ مجسٹریٹ نے اس کے بارے میں دفعہ 167 کے تحت دیگر حکم دیا ہو اور اس 24 گھنٹہ سے عدالت تک لیجانے کا وقت خارج از شمار کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح قاعدہ ہذا میں یہ محکوم کیا گیا ہے جب کسی شخص کو کسی جرم کے ارتکاب یا ارتکاب کرنے کے شبہ میں حراست میں لیا جائے تو اگر گرفتار کرنے والا خود افسر امتناع نہیں ہے تو اس ملزم کو 24 گھنٹہ کے اندر امتناع کرنے والے افسر کے پاس لے جا کر اس عدالت تک پہنچایا جائیگا جس کو مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل ہو البتہ 24 گھنٹہ میں وہ وقت شمار نہ ہوگا جو ملزم کو اول افسر امتناع کے پاس اور پھر وہاں سے عدالت کے پاس لے جانے میں لگا ہو قاعدہ ہذا کا مقصد یہ ہے کہ ملزم کو بلا تاخیر عدالت مجاز کے روبرو پیش کر دیا جائے۔

قاعدہ 8: تھانہ کا انچارج افسر مجسٹریٹ یا افسر امتناع کے احکام ہونے تک فرمان کے تحت قبضہ میں لی گئی تمام اشیاء جو اس کے حوالہ کی گئی ہوں حفاظت سے رکھے گا اور افسر امتناع کو ایسی اشیاء پر اپنی مہر لگانے اور ان سے نمونے لینے دیگا۔

شرح

جب کوئی ملزم گرفتار کیا جاتا ہے تو اس کے قبضہ سے جو اشیاء برآمد ہوتی ہیں انہیں تھانے کا انچارج افسر فہرست بنا کر اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے اور مقدمہ کی سماعت کے ختم ہونے تک اور مجسٹریٹ کے حکم حاصل کرنے تک ان اشیاء کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

افسر امتناع ان اشیاء میں سے کسی کا نمونہ لیکر تجزیہ کیلئے بھیجنا چاہے اور ان اشیاء پر اپنی مہر لگانا چاہے تو تھانے کا انچارج افسر اس بارے میں اس سے تعاون کریگا۔ مہر لگانے کا مقصد یہ ہے کہ ان اشیاء کو تبدیل نہ کیا جا سکے اور ملزم پر دیگر اشیاء کے قابض ہونے کا الزام نہ لگایا جا سکے اور جو نمونے حاصل کئے ہوں ان کے تجزیہ سے معلوم ہو سکے کہ آیا قبضہ میں لی گئی اشیاء نشہ آور سیال ہیں یا نہیں۔

قاعدہ 9: کسی ایسے حکم کے تابع جو مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 517 کے تحت صادر کیا گیا ہو ہر شے جس کی ضبطی کا حکم عدالت نے فرمان کی دفعات 14 اور (i)15 کے تحت دیا ہو اس علاقہ کے کلکٹر کے حوالہ کی جائیگی جس میں ایسی عدالت واقع ہو۔

شرح

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 517 ارتکاب کردہ جرم سے متعلقہ کے تصفیہ کی نسبت ہے اس کے مطابق جب مقدمہ کا فیصل ہو جائے تو عدالت اس جرم سے متعلقہ اشیاء وغیرہ کے متعلق بھی حکم صادر کرے گی کہ ان کا تصفیہ کیسے ہو یعنی ان کو تلف کر دیا جائے ضبط کر کے فروخت کیا جائے یا کسی حقدار کو دیدی جائیں فرمان کی دفعہ 14 قابل ضبطی اشیاء کے متعلق ہے اس دفعہ کے مطابق فرمان کے تحت کسی مقدمہ کے فیصلہ ہونے پر جرم سے متعلقہ اشیاء نشہ آور شے، بھٹی۔ اوزار و آلات و برتن وغیرہ ضبط کر لئے جائیں گیا س کے علاوہ ان اشیاء کو لیجانے والی گاڑیاں، کشتیاں، جانور وغیرہ بھی قبال ضبطی ہونگے دفعہ (i) 15 کے مطابق اگر ملزم کو بری بھی کر دیا جائے تو بھی جرم سے متعلقہ سامان و گاڑیاں وغیرہ ضبط کر لی جائیں گی۔ جب ضبطی کا حکم صادر کیا جائے تو ضبط شدہ اشیاء، سامان، گاڑیاں وغیرہ اس علاقہ کے کلکٹر کے حوالہ کر دی جائیں گی جس کی حدود میں حکم دینے والی عدالت واقع ہو۔

قاعدہ 10: تمام اشیاء جو قواعد ماقبل کے تحت، کلکٹر کے حوالہ کی گئی ہوں یا اس نے فرمان کی دفعہ (2)15 کے تحت ضبط کی ہوں کا تصفیہ حسب ذیل کیا جائیگا۔

(الف) کوئی منشی شے کلکٹر کے حکم کے تحت، یا تلف کی جائے گی یا فروخت کی جائے گی اس کی تلفی کی صورت میں یہ افسر امتناع کی موجودگی میں کی جائیگی۔

(ب) قواعد کے مطابق کلکٹر کے حوالی کی جانے والی دیگر تمام اشیاء اس طرح فروخت کی جائیں گی جس طرح وہ ہدایت کرے۔

(2) سابقہ ضمنی قاعدہ کے تحت فروخت کردہ تمام اشیاء کی فروخت کی آمدنی محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے حق میں بڑی مد (Head YIII) صوبائی آب کاری کی ضمنی مد (Head) دیگر مدات کے تحت جمع کرائی جائیگی۔

قاعدہ 11: وہ حکام جو اپیلوں کی سماعت کرنے کے مجاز ہوں گے اپیلیں پیش کرنے کا طریقہ اور وقت اور ان پر کاروائی کا ضابطہ ضروری ردوبدل کے ساتھ وہی ہوگا جو پنجاب ایکسائز ایکٹ اور پنجاب ایکسائز (اختیارات واپیل) کے احکام جو پنجاب گورنمنٹ نوٹیفکیشن نمبر 5708-ERS مورخہ 27 اکتوبر 1932 کے تحت مشتہر کئے گئے مگر شرط یہ ہوگی کہ مذکورہ قاعدہ کے مقصد کے لئے فرمان کے تحت کوئی افسر امتناع اور کلکٹر جیسی کہ صورت ہو پنجاب ایکسائز ایکٹ اور اس میں متذکرہ حالات میں ایکسائز افسر اور کلکٹر کے مطابق تصور ہوں گے کلکٹر کے احکام کے خلاف اپیلیں ایکسائز کمشنر کو رجوع ہوگی۔

شرح

قاعدہ ہذا کے مطابق اپیلوں کی سماعت کرنے والے اپیلیں پیش کرنے اور ان پر کاروائی کا طریقہ اور وقت مناسب ردوبدل کے ستھ وہی ہوگا جو پنجاب ایکسائز ایکٹ اور پنجاب ایکسائز (اختیارات واپیل) کے احکام میں دیا گیا ہے اس قاعدہ کے مقصد کے لئے افسر امتناع اور کلکٹر پنجاب ایکسائز ایکٹ کے تحت ایکسائز افسر اور کلکٹر کے مطابق تصور ہوں گے جو حکم کلکٹر صادر کرے گا اس کے خلاف اپیل ایکسائز کمشنر کو رجوع کی جا سکے گی۔

حصہ 2

قاعدہ 12: مندرجہ ذیل شراب کے پرمٹ فارم میں وہ حاکم مجاز ان اشخاص کو عطا کرے گا جن کی تصریح ذیل میں کی گئی ہے اور فرمان کی دفعہ 17 کے تحت ذیل میں تصریح کردہ مقصد کیلئے اور ان شرائط کے تابع جو ایکسائز کمشنر نے مقرر کی ہوں لائسنس سمجھے جائیں گے۔

پرمٹ کا فارم	عطا کرنیوالا افسر	تجدید کا مجاز	کس کو عطا ہوا	مقصد
پی آر۔ا	افسر امتناع	ناقابل تجدید	پاکستان کا غیر مسلم شہری جو 21 سال سے کم عمر کا نہ ہو	برائے خرید قبضہ نقل وحمل یا منشی سیال کی ایسی مقدار کا استعمال جو اس کے مذہب سے مقرر کردہ رسم کے موقع پر یا اس کے نزدیک استعمال کی جاتی ہو جو ایک وقت میں اس مقدار سے تجاوز نہ کر یگی جو پرمٹ میں مقرر کی گئی ہے

پی آر-II	افسر امتناع	نا قابل تجدید	غیر مسلم غیر ملکی جن کے پاس جائز پاسپورٹ ہو۔	برائے خرید قبضہ نقل وحمل یا نشی سیال کی ایسی مقدار جو ایک وقت میں اس مقدار سے تجاوز نہ کریگی جو پرمٹ میں اس کی رہائش گاہ یا ہوٹل میں اس کے مقبوضہ کمرہ میں اس کے ذاتی استعمال کیلئے مقرر کی گئی ہو
	بشرطیکہ ادارے پر متعین ریذیڈنٹ سب انسپکٹر کو ان غیر ملکیوں اور سیاحوں کو جو اس ادارے میں قیام پذیر ہوں پرمٹ کی عطائیگی کیلئے افسر امتناع سمجھا جائے گا			

شرح

قاعدہ ہذا کے تحت تصریح کی گئی ہے کہ کون کون سے شراب کے پرمٹ کن فارموں میں دیئے جائیں گے پرمٹ کونسا حاکم دیگا ایس پرمٹ قابل تجدید ہونگے یا نہیں یہ پرمٹ کن اشخاص کو عطا کئے جائیں گے نیز وہ مقصد جس کے لئے یہ پرمٹ عطا کئے جائیں گے۔

پی آر-ا عطا کرنے کا اختیار افسر امتناع کو حاصل ہے اس پرمٹ کی تجدید نہیں کی جاسکتی اور پاکستان کے ان غیر مسلم شہریوں کے حق میں جاری کیا جائے گا جو 21 سال سے کم عمر نہ ہوں یہ پرمٹ شراب کی خرید کرنے اسے لے جانے اور ااستعمال کرنے کیلئے عطا کیا جاتا ہے اس پرمٹ کے تحت شراب کا استعمال غیر مسلم اپنی مذہبی رسوم کے موقع پر یا اس کے قریب کریگا اور ایک وقت میں اس مقدار سے زائد مقدار نہ خریدے گا نہ قبضہ میں رکھے گا نہ ہی استعمال کریگا جو پرمٹ میں درج ہو۔

پی آر-II: فارم میں پرمٹ غیر مسلم غیر ملکی باشندوں کع عطا کیا جائیگا یہ پرمٹ افسر امتناع جاری کرنے کا مجاز ہوگا اس کے علاوہ ادارہ کا ریذیڈنٹ سب انسپکٹر اس ادارہ میں مقیم غیر ملکیوں اور سیاحوں کو پرمٹ عطا کرنے کے مقصد کے لئے افسر امتناع تصور کیا جائیگا ایسا پرمٹ شراب کی مقررہ مقدار خریدنے، قبضہ میں رکھنے اور استعمال کرنے کے مقصد کے لئے عطا کیا جائے گا۔ اس میں پابندی یہ ہوگی کہ غیر مسل غیر ملکی شراب اپنی رہائش گاہ میں یا ہوٹل کے اس کمرہ میں استعمال کرسکے گا جو اس کے قبضہ میں ہو۔ نیز اس کی مقدار ایک وقت میں اس مقدار سے تجاوز نہ کریگی جو پرمٹ میں مقرر کی گئی ہو۔

قاعدہ 13: (1) پرمٹوں کی عطائیگی یا تجدید کے اختیارات ایکسائز کمشنر کی نگرانی کے تابع استعمال کئے جائیں گے۔

(2) افسر امتناع کے اوپر تصریح کردہ تمام یا کوئی اختیارات کلکٹر یا ایکسائز کمشنر استعمال کرسکیں گے۔

قاعدہ 14: قواعد ہذا کے تحت پرمٹ کی درخواست دہندہ کو مندرجہ ذیل تمام یا کوئی کوائف مہیا کرنے کا حکم دیا جائیگا۔

(الف) درخواست دہندہ کا پتہ

(ب) والد کا نام

(ج) عمر

(د) شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے کوائف جیسی کہ صورت ہو۔

(ہ) مذہب

(و) پیشہ یا کاروبار

(ز) یونٹوں کی تعداد جو ہر ماہ یا تصریح کردہ موقع پر درکار ہونگے۔

قاعدہ 15: پرمٹ نا قابل منتقلی ہوگا۔

قاعدہ نمبر 16: پرمٹ عطا کرنے والا حاکم پرمٹ عطا کرنے سے انکار کرسکتا ہے اس کی رائے میں درخواست کردہ پرمٹ ناجائز استعمال کا مستوجب ہوگا۔

قاعدہ 17: فارم پی آر-II میں پرمٹ ہر سال 30 جون کو ختم ہو جائیگا سوائے اس کے کہ اس میں بصورت دیگر تصریح کی گئی ہو۔

قاعدہ 18: پرمٹ کے تحت اجازت کردہ شراب کی مقدار پرمٹ میں یونٹوں میں درج کی جائے گی اور قواعد ہذا کے مقاصد کے لئے ایک یونٹ کسی قسم کی مقطر شراب (Spirit) کی چوتھائی بوتل جس میں شراب شامل ہوگی یا شراب (Wine) کی یا ادویاتی شراب کی تین بوتلیں یا جو کی شراب کی 16 بوتلیں ہوں گی

ایکسائز کمشنر مجاز ہوگا کہ وقتاً فوقتاً شراب کی ایسی زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر کرے جو ایسے ہر پرمٹ کے تحت پاس رکھی یا استعمال کی جاسکے گی اسے اختیار ہوگا کہ وہ عمومی یا خصوصی طور پر اس شراب کی مقدار میں کمی یا بیشی کرے جس کی اجازت دی جائیگی یا یہ ہدائت کرے کہ کس قسم کی شراب صارفین یا کسی درجہ صارفین کو مہیا کی جائے گی

شرح

جو پرمٹ جاری کیئے جائیں گے ان میں شراب کی مقدار یونٹوں میں درج کی جائیگی یونٹ کی بھی تشریح کی گئی ہے کہ کس قسم کی شراب کتنی مقدار میں ایک یونٹ کے مساوی ہوگی

پرمٹ پر مقرر کردہ شراب کی کمی بیشی ایکسائز کمشنر کرنے کا مجاز ہوگا اسی طرح اسے اختیار ہے کہ اس امر کی ہدایت کرے کہ کن صارفین کو کن اقسام کی شراب دی جائے گی پرمٹ پر اجازت کردہ شراب کی مقدار کی بھی کمی بیشی کرنے کا اختیار ایکسائز کمشنر کو حاصل ہے۔

قاعدہ 19 (ا) فارم پی آر-1 میں پرمٹ کی عطائیگی کی فیس 5 روپے کی شرح سے اور فارم پی آر-II میں پرمٹ کیلئے ۵ روپے ماہانہ یا اس کے جزو کے لئے جائیں گے۔

2۔قواعد ہذا کے تحت پرمٹ فیس، پرمٹ عطا کرنے والے افسر مجاز کو نقد یا بطور کورٹ فیس اسٹامپ ادا کی جاسکتی ہے پرمٹ عطا کرنے والا حاکم نقد وصول کردہ فیس کی رسید دے گا اور رقم سرکاری خزانہ میں بلا تاخیر جمع کرائی جائے گی۔

شرح

قاعدہ ہذا کے مطابق جو پرمٹ فارم پی آر-I میں غیر مسلم پاکستانی شہریوں کو منشی سیال استعمال خرید اور تحویل میں رکھنے کیلئے دیا جائیگا اس کی فیس 5 روپ وصول کی جائیگی جو پرمٹ فارم پی آر-II میں غیر مسلم غیر ملکیوں کو دیا جائے گا اس کی فیس ماہانہ 5 روپے کی شرح سے لی جائیگی پرمٹ کی فیس نقد یا کورٹ فیس ٹکٹ لگا کر ادا کی جاسکتی ہے جو فیس نقد ادا کی جائیگی اس کی رسید پرمٹ عطا کرنے والا حکم دے گا اور رقم سرکاری خزانہ میں جمع کرائے گا۔

قاعدہ 20: ایکسائز کمشنر وقتاً فوقتاً اعلان کرنے کا مجاز ہوگا کہ کونسی سیال شے منشی سیال سمجھی جائے گی اور کون سی مقطر شراب ادویات کے لئے تیار کردہ خوشبو کیلئے ایسنس عرق، رنگ، خوشبوئیں پانی ملا کر ہلکی تیار کردہ سیال جس میں شراب (الکحل) ہو کو منشی سیال نہیں سمجھا جائے گا

قاعدہ 21: قواعد ہذا کے تحت پرمٹ عطا کرنے والا حاکم اسے ان وجوہات سے جن کو وہ قلم بند کرے گا منسوخ یا معطل کر سکے گا۔

قاعدہ نمبر ۲۲ قواعد اکے تحت کسی پرمٹ کو وسیلہ کے طور پر افسر امتناع کے مقصد یا احکام سے بچنے کیلئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

قاعدہ 23: کوئی پرمٹ گیرندہ کسی طریقہ سے کسی غیر مستحسن شخص کو شراب فروخت تحفتا یا دیگر طور پر منتقل نہیں کر سکے گا نہ کسی مسلم کو منشی سیال پیش کرے گا

شرح

جس شخص کو پرمٹ دیا گیا ہو وہ ایسی شخص کو شراب فروخت کر کے یا تحفہ کے طور پر یا دیگر طریقہ سے نہیں دیگا جو خود اس کا مستحق نہ ہو یعنی وہ کسی ایسے شخص کو شراب نہ دے سکے گا جس کے حق میں پرمٹ جاری نہ کیا جاسکتا ہو مثلاً وہ 21 سال سے کم عمر کا ہے یا مسلمان ہے

قاعدہ 24: قواعد ہذا کے تحت پرمٹ گیرندہ پر لازم ہوگا کہ وہ افسر امتناع کے مطالبہ پر پرمٹ پیش کرے

حصہ 3

قاعدہ 25: مندرجہ ذیل لائسنس ان کے سامنے بیان کردہ حاکم مجاز عطا یا تجدید کرے۔

لائسنس کا فارم اور نوعیت	حاکم جو مجاز ہوگا	
	عطا کرنے کا	تجدید کرنے کا
۱۔ایل-1(L-1) منشی سیال درآمد برآمد نقل وحمل یا فروخت کیلئے صرف تاجر طبقہ کو	ایکسائز کمشنر	کلکٹر
۲۔ایل-2(L-2) منشی سیال کی پرچون فروخت کے لئے	ایضاً	ایضاً
۳۔ایل-3(L-3) منشی سیال کی بڑے پیمانہ پر تیاری کیلئے	ایضاً	ایضاً

شرح

قاعدہ ہذا میں بتایا گیا ہے کہ لائسنسوں کی تین اقسام ہیں یہ لائسنس فارم ایل-1 ایل-2 ایل-3 میں ایکسائز کمشنر عطا کرتا ہے اور ان کی تجدید کرنے کا مجاز کلکٹر ہے فارم ایل-1 میں لائسنس منشی سیال کی تاجروں کو درآمد برآمد منتقلی اور فروخت کے لئے عطا کیا جاتا ہے فارم ایل-2 میں لائسنس منشی سیال کی پرچون فروخت کیلئے جاری کیا جاتا ہے اور فارم ایل-3 میں لائسنس منشی سیال کی بڑے پیمانے پر تیاری کیلئے عطا کیا جاتا ہے۔

قاعدہ 26 لاسنسوں کے فارم شرائط اجرئیں عطا یئلی کا طریقہ معطّلی ومنسوخی حساب کتاب جو رکھے جائیں گے اور دیگر کوائف فرمان اس کے تحت وضع کردہ قواعد اور بعد ازیں متذکرہ خاص شرائط کے احکام کے تابع ضروری ردوبدل کے ساتھ وہی ہوں گے جو قواعد ہذا کے نفاذ سے قبل پنجاب کے قانون آبکاری کے تحت جاری کردہ ایل-1 ایل-2 ایل-3 لائسنسوں ک تھے ایل-2 لائسنس کی درج ذیل خاص شرائط ہوں گی۔

(الف) لائسنس صرف مستحق اشخاص جن کے پاس جائز لائسنس ہو کے استعمال کیلئے منشی سیال کی فروخت پر حاوی ہوگا۔

(ب) لائسنسدار ایک وقت میں پرمٹ گیرندہ کے ایک ماہ کے کوٹہ سے زیادہ فروخت نہیں کریگا۔

(ج) ایکسائز کمشنر مجاز ہوگا کہ فارم ایل-2 کے تحت فروخت کئے جانے والے منشی سیال کی پرچون قیمت وقتاً فوقتاً منضبط کرے۔

شرح

قانون آبکاری کے تحت فارم ایل-1 ایل-2 ایل-3 میں لائسنس جاری کئے جاتے ہیں ان لائسنسوں کی شرائط فیس اور عطا کرنے کا طریقہ معطّلی اور منسوخی حساب کتاب رکھنا اور دیگر کوائف ایکسائز ایکٹ کے تحت منضبط تھے قاعدہ ہذا کے مطابق وہی احکام فرمان اور اس کے تحت جاری کردہ لائسنس فارم ایل-1 ایل-2 ایل-3 پر حاوی ہونگے لیکن اگر فرمان یا اس کے تحت قواعد میں ان لائسنسوں کی نسبت اور طرح ہدایت کی گئی ہو تو ایسی ہدایت یا حکم کو فوقیت حاصل ہوگی۔

لائسنس ایل-2 کے متعلق البتہ خاص طور پر ہدایات بیان کی گئی ہیں وہ یہ کہ لائسنسدار پرمٹ ہولڈر کو ایک وقت میں صرف ایک ماہ کا کوٹہ دیگا ایکسائز کمشنر اس لائسنس پر فروخت ہونے والے منشی سیال کی قیمت مقرر کرے گا اور اس کی کمی بیشی کر سکے گا لائسنسدار صرف جائز پرمٹ ہولڈروں کو ان کے ذاتی استعمال کیلئے کوٹہ فراہم کریگا۔

قاعدہ 27: کوئی لائسنسدار کسی مسلمان کو چاہے پاکستان کا شہری ہو یا نہ ہو اور پاکستان کے غیر مسلم شہری کو جس کے پاس فارم پی آر-1 میں پرمٹ نہ ہو منشی سیال فروخت نہیں کر سکے گا۔

حصہ 4

قاعدہ 28: ایکسائز کمشنر مجاز ہوگا کہ لائسنس جسے گورنمنٹ اوپیم الکولائیڈل فیکٹری لائسنس (Government Opium Alkaloidal Factory Licence) کہا جائے گا افیون کی تیاری ذخیرہ کرنے فروخت کرنے اور گورنمنٹ کی طرف سے گورنمنٹ کی ایجنسی کو یا محکمہ ایکسائز ٹیکسیشن کے کسی نامزد کو جاری کرنے کے لئے عطا کرے ایسی شرائط کے تابع جو وہ مقرر کرے ایس لائسنس صرف گورنمنٹ کے لئے افیون کی صرف طبی یا دیگر صورتوں میں تیاری کیلئے استعمال ہوگا۔

قاعدہ-29 حکومت کسی شخص کو کسی ادارے کی بابت افیون ٹکیوں یا دیگر شکل میں ادویاتی مقاصد کیلئے مہیا کر سکتی ہے۔

قاعدہ-30: کلکٹر مجاز ہوگا کہ فارم او-ایل (OL) میں افیون کے ذخیرے اور فروخت کیلئے کسی ادارے کے لئے کسی شخص کو لائسنس عطا کرے ایسا لائسنس صرف ایسے عادی لوگوں کی نسخہ کارڈ Prescription Card پر ضروریات پوری کرنے کے لئے جاری کیا جائے گا جو کسی مجاز میڈیکل افسر نے جاری کیا ہو جو تصدیق کریگا کہ افیون کے بغیر اس شخص کے سخت بیماری میں مبتلا ہونے کا امکان ہے جس سے موت کا خدشہ ہے۔

شرح

قاعدہ ہذا کے مطابق وہ لوگ جو افیون کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے اس بارے میں ڈاکٹر سے نسخہ کارڈ بنوائیں گے جس پر ڈاکٹر نے تصدیق کی ہو کہ وہ شخص افیون استعمال کئے بغیر سخت علیل ہو سکتا ہے اور اس کی جان جانے کا خطرہ ہے ایسے لوگوں کو افیوں مہیا کرنے کیلئے کلکٹر فارم او ایل میں کسی ادارے کیلئے کسی شخص کو افیون کا ذخیرہ کرنے اور فروخت کرنے کیلئے لائسنس عطا کرنے کا مجاز ہوگا۔

قاعدہ 31: لائسنسدار ایسے حسابات رکھے گا اور ایسی شرائط و ہدایات کی پابندی کریگا جو ایکسائز کمشنر اس امر کی تسلی کرنے کیلئے افسر امتناع کے اغراض و مقاصد نا کام تو نہیں کئے جارہے وقتاً فوقتاً جاری کریگا۔

قاعدہ 32: قاعدہ 30 میں محولہ نسخہ کارڈ ایسے فارم میں ہوگا جو ایکسائز کمشنر مشتہر کریگا۔

قاعدہ 33 قاعدہ 30 میں محولہ فارم او ایل میں مندرجہ ذیل کوائف درج ہونگے

ا۔ نام شخص معہ ادارہ

2۔ محل وقوع اور پتہ

3۔ لائسنس کے تحت زیادہ سے زیادہ افیون کی مقدار جو قبضہ میں رکھی جائیگی

سندھ کے امتناع شراب

(نفاذ حد) کے قواعد مجریہ 1979

نمبر 4555/Excise 79(201) ا۔امتناع شراب (نفاذ حد) کے فرمان مجریہ 1979 کی دفعات 21 اور 31 سے تفویض شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے حکومت سندھ مذکورہ فرمان کے احکام کو زیر عمل لانے کیلئے حسب ذیل قواعد وضع کرتی ہے یعنی

قاعدہ 1: (1) قواعد ہذا کو سندھ کے امتناع شراب (نفاذ حد) کے قواعد کہا جائیگا۔

2۔یہ فوری طور پر نفاذ پذیر ہونگے۔

قاعدہ 2: سوائے اس کے کہ سیاق وسباق بصورت دیگر متقاضی ہوں مندرجہ ذیل عبارات کے وہی معانی ہونگے جو ان کو بالترتیب بذریعہ ہذا دیئے گئے ہیں یعنی کہ

(الف) دفعہ سے مراد فرمان کی کوئی دفعہ ہے۔

(ب) ناظم سے مراد متعلقہ ڈویژن کا ناظم آبکاری ومحصولات ہے اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہوگا جسے ناظم کے فرائض منصبی بجا لانے کیلئے مقرر کیا گیا ہو

(ج) ناظم اعلی سے مراد ناظم اعلی آب کاری ومحصولات ہے اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہوگا جسے ناظم اعلی کے فرائض منصبی بجا لانے کیلئے مقرر کیا گیا ہو

(د) افسر آبکاری ومحصولات سے مراد افسر آب کاری محصولات ہے

(ہ) حکومت سے مراد حکومت سندھ ہے

(د) اجازہ (لائسنس) سے منشیات کی تجارت کیلئے فرمان کے تحت اجازہ مراد ہے

(ز) فرمان سے مراد امتناع شراب (نفاذ حد) آرڈیننس 1979 ہے

(ج) اجازت نامہ (پرمٹ) سے مرادفرمان کے تحت فارم پی آر II اور پی آر III میں کسی مانع کی کھپت اور استعمال کا کوئی اجازہ ہے

(ط) خاص اجازت نامہ سے مرادفرمان کے تحت فارم پی آر IV میں افیون کی کھپت اور استعمال کا کوئی اجازہ ہے۔

قاعدہ 3:(1) ناظم اعلی پورے سندھ میں کلکٹر ہوگا۔

(2) ناظم اعلی کی ہدایات کے تابع ناظم اپنے دائرہ اختیار میں کلکٹر کے تمام یا کوئی اختیار استعمال کریگا

(3) افسر آبکاری ومحصولات یا کوئی دیگر افسر اپنے دائرہ اختیار میں افسر امتناع کے ایسے اختیارات استعمال کریگا جو دفعہ 21 کے تحت اسے تفویض کئے گئے ہوں

قاعدہ 4:(1) مندرجہ ذیل افسران فرمان کی دفعہ 21 کی شق (ب) کے مقصد کیلئے افسران ہوں گے

(الف) ناظر (انسپکٹر) آب کاری ومحصولات

(ب) تحت ناظر (سب انسپکٹر) آب کاری ومحصولات

(ج) جمعدار آب کاری ومحصولات

(د) دفعدار آب کاری ومحصولات

(ہ) سپاہی آب کاری ومحصولات

(2) ضمنی قاعدہ (1) میں متذکرہ افسران اپنے دائرہ کار میں افسر امتناع کے ایسے اختیارات استعمال کریں گے جو ان کو دفعہ 21 کے تحت تفویض کئے جائیں

قاعدہ 5:(1) کوئی ایسا شخص جو کسی نافذ الوقت قانون کے تحت بطور طبیب درج ہوا ہو اور وفاقی یا صوبائی حکومت یا سرکاری ادارے یا حکومت سے قائم کردہ کسی دیگر ہیئت تجارتی (کارپوریشن) کی ملازمت میں ہو فرمان کے مقصد کیلئے مجاز میڈیکل افسر (افسر طبی) ہوگا

(2) دفعہ 12 کی شق (ا) کے تحت مجاز میڈیکل آفیسر برائے معائنہ سپرد کئے گئے شخص کا اس کے سانس یا خون کے بہاؤ یا پیٹ میں کسی منشی شے کی موجودگی کی نسبت معائنہ کریگا بشرطیکہ اگر ایسا افسر منشی کا استعمال یا اس کا اثر کسی علامت سے جیسے کہ نشہ ٹوٹنے کے اثرات، متلی، سردرد، درد، معدہ، پیاس عمومی پیداشدہ بے کیفی ماقبی، جسمانی یا دماغی نااہلیت یا منشی استعمال کرنے کے دیگر اثرات مابعد سے قیاس کرسکتا ہو تو ایسا معائنہ ترک کیا جاسکتا ہے

قاعدہ 6: کسی تھانہ کا انچارج افسر مجسٹریٹ یا افسر امتناع کے احکام ہونے تک فرمان کے تحت قبضہ میں لی گئی تمام اشیاء جو اس کے حوالہ کی گئی ہوں حفاظت سے رکھے گا اور افسر امتناع کو ایسی اشیاء پر اپنی مہر لگانے اور اس سے نمونے لینے دیگا

قاعدہ 7: کسی ایسے حکم کے تابع جو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 517 کے تحت صادر کیا گیا ہو دفعہ 15 کے تحت ضبط کردہ ہر شے کلکٹر کے یا اس کی طرف سے اس بارے میں مجاز کردہ افسر کے حوالہ کی جائیگی

قاعدہ 8: (1) دفعہ 15 کے تحت ضبط کردہ کوئی شے کلکٹر کے احکام کے تحت ایسے طریقہ سے جو وہ مناسب سمجھے تلف یا فروخت کردی جائیگی

(2) منشیات کے علاوہ کوئی شے جو دفعہ 15 کے تحت ضبط کی گئی ہو ایسے طریقہ پر فروخت کردی جائے گی جیسا کہ کلکٹر ہدایت کرے

(3) قاعدہ ہذا کے تحت فروخت کی آمدنی مد VIII صوبائی آبکاری کی ذیلی مد دیگر مدات میں جمع کردی جائیگی۔

قاعدہ 9: ناظم یا ناظم اعلیٰ کے علاوہ افسر امتناع کی طرف سے صادر کردہ حکم کے خلاف ایسے حکم کے 60 یوم کے اندر ناظم کے پاس اپیل ہو سکے گی

(2) ناظ کی طرف سے صادر کردہ حکم کے خلاف ایسے حکم کے 90 دن کے اندر ناظم اعلیٰ کے پاس اپیل ہو سکے گی

(3) حاکم اپیل کو کوئی اپیل دفتری اوقات میں اپیل کنندہ یا اس کا وکیل پیش کریگا

(4) ہر اپیل

(i) صاف صاف اور مختصر طور پر تحریر کی جائیگی یا ٹائپ شدہ ہوگی

(ii) بنائے دعویٰ پر مشتمل حقائق مختصر طور پر بیان کریگی

(iii) واضح طور پر مطلوبہ دادرسی اور اس کی وجوہات بیان کریگی

(iv) حکم زیر اپیل کی توثیق شدہ نقل کے بشمول ہوگی

(5) اپیل موصول ہونے پر حاکم اپیل، اپیل کنندہ کو سماعت کئے جانے کا معقول موقع دینے کے بعد اور ایسی تحقیقات کرنے کے بعد جو وہ ضروری سمجھے کوئی مناسب حکم کریگا

قاعدہ 10: حکومت یا حکومت کی طرف سے اس بارے میں مجاز کردہ کوئی دیگر افسر اپنی صوابدید پر کسی وقت یا اس کے ماتحت حاکم کی طرف سے کی گئی کسی کاروائی یا کسی حکم کے اصدار کی تاریخ سے 30 یوم کی مدت کے اندر گذاری گئی کسی درخواست پر ایسی کاروائی یا حکم کو منگوا کر اس کے قانونی جواز اور معقولیت کی نسبت اپنی تسلی کرنے کے مقصد سے معائنہ کر سکتا ہے اور ایسا حکم صادر کر سکتا ہے جو وہ مناسب سمجھے

قاعدہ 11: کلکٹر یا ناظم اعلیٰ کی طرف سے اس بارے میں مجاز کردہ کوئی دیگر افسر کسی بالغ غیر مسلم کو اجازت نامہ عطا کر سکتا ہے

(الف) غیر ملکی کو اس کے پاکستان میں قیام کے دوران منشی مائع استعمال کرنے کیلئے

(ب) کسی غیر مسلم پاکستانی کو اس کے مذہب سے مقرر کردہ کسی رسم کیلئے یا موقع پر استعمال کیلئے

قاعدہ 12: اگر کسی غیر مسل غیر ملکی کا پاکستان میں قیام تین ماہ کی مدت سے بڑھ جائے تو ابتدائی طور پر جاری کردہ اجازت نامہ کی تجدید نہیں کی جائیگی اور ایسے غیر ملکی کو قواعد ہذا کے تحت نیا اجازت نامہ حاصل کرنا پڑھیگا۔

(2) قاعدہ 11 کے تحت کسی غیر مسلم پاکستانی کو جاری کردہ اجازت نامہ پانچ سال کی مدت تک قابل تجدید ہوگا

قاعدہ 13: اجازت نامے یا خاص اجازت نامے کی کوئی درخواست فارم پی آر-1 میں دی جائیگی

(2) درخواست گذار کوئی دیگر معلومات فراہم کریگا جو مطلوب ہو

قاعدہ 14: کسی اجازت نامہ یا خاص اجازت نامہ کی عطائیگی یا تجدید سے تحریر کردہ وجوہات پر انکار کیا جا سکے گا

قاعدہ 15: (1) اجازت نامہ یا خاص اجازت نامہ نا قابل منتقلی ہوگا

بشرطیکہ کوئی شخص اپنے ارکان کنبہ کی طرف سے اجازہ دار (لائسنس دار) کے پاس اجازت نامہ یا خاص اجازت نامہ کی صورت ہوا اجازت نامہ کے قومی شناختی کارڈ کے ہمراہ پیش کر کے منشی مائع یا افیون کا حصہ (کوٹہ) خرید سکتا ہے

(2) غیر مسلم غیر ملکی کو جاری کردہ اجازت نامہ فارم پی آر II میں ہوگا اور تین ماہ کی مدت کیلئے یا اس کے صوبہ میں قیام تک جو مدت بھی کم ہو کار آمد ہوگا اور اجازت نامہ دار ایسی مقدار شراب خریدنے تحویل میں رکھنے اور استعال کرنے کا حقدار ہوگا جس کی کہ اجازت نامہ میں تصریح کی گئی ہو

(3) غیر مسلم پاکستانی کو جاری کردہ اجازت نامہ فارم پی آر III میں ہوگا اور ایک سال کی مدت کیلئے کار آمد ہوگا اور اجازت نامہ دار ہر ماہ منشی مائع کی ایسی مقدار خریدنے تحویل میں رکھنے اور استعمال کرنے کا حقدار ہوگا جس کی ایسے اجازت نامہ میں درخواست گذار کی ہر ماہ کی مذہبی رسومات کی اوسط تعداد کی بنیاد پر تصریح کی گئی ہو

قاعدہ 16: اجازت نامہ کے تحت مجاز کردہ شراب کی مقدار اجازت نامہ میں یونٹوں (اکائیوں) میں درج کی جائیگی اور قواعد ہذا کے مقاصد کیلئے ایک یونٹ کسی قسم کی مقطر شراب (سپرٹ) کی چوتھائی بوتل (پوا) بشمولہ یا شراب (وائن) کی یا ادویاتی شراب کی تین بوتلیں یا بیئر کی 16 بوتلیں ہوں گی۔

قاعدہ 17: ناظم اعلیٰ مجاز ہوگا کہ وقتاً فوقتاً شراب کی ایسی زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر کرے جو کسی اجازت نامہ کے تحت پاس رکھی یا استعمال کی جاسکے گی اور ایسی شراب کی مقدار میں عمومی یا خصوصی طور پر کمی بیشی کرے یا یہ ہدایت کرے کہ کس قسم کی شراب صارفین یا کسی درجہ کے صارفین کو مہیا کی جائیگی

قاعدہ 18: (1) پی آر IV میں خاص اجازت نامے افیون کے عادیوں کو کسی میڈیکل افسر کی سفارش پر جس نے تصدیق کی ہو کہ افیون کے بغیر اس کے کسی شدید علالت میں جس سے موت کا خدشہ لاحق ہو مبتلا ہونا اغلب ہے ان کے علاج کیلئے دیئے جاسکتے ہیں

(2) خاص اجازت نامہ کا قانونی جواز اور ایک وقت میں اس کے تحت افیون کی جو مقدار خریدی جائے گی اور وہ مقدار جو کسی ایک دن میں استعمال کی جائیگی ایسے ہونگے جس کی میڈیکل افسر کے مشورہ سے ناظم اعلی نے تصریح کی ہو۔

قاعدہ 19: کسی اجازت نامہ یا خاص اجازت نامہ کی عطائیگی یا جیسی کہ صورت ہو تجدید کیلئے دس روپے فیس لی جائیگی

2 قواعد ہذا کے تحت فیس نقد ادا کی جاسکے گی یا بحق محکمہ آب کاری و محصولات حکومت سندھ کسی خزانہ یا نامزد بینک میں جمع کرائی جائیگی نقد وصول کردہ رقم کی رسید جاری کی جائیگی اور اس طرح وصول کردہ رقم بلا تاخیر خزانہ میں جمع کرائی جائیگی

قاعدہ 20: کوئی اجازت نامہ یا خاص اجازت نامہ عطا کرنے والا حاکم مجاز ایسے اجازت نامے کو منسوخ کرسکتا ہے اگر وہ مطمئن ہو جائے کہ

(1) ایسے اجازت نامے کی کسی شرط مصرحہ تحت دفعہ 18 کی خلاف ورزی یا فرمان کے کسی حکم یا اس کے تحت وضع کردہ قواعد و احکام کی خلاف ورزی کی گئی

(2) وہ مقصد جس کیلئے اجازت نامہ عطا کیا گیا ختم ہو گیا ہے اور

(3) ایسا اجازت نامہ کسی شخص کو اس میں مذکور شخص کے علاوہ منشی فروخت یا فراہم کرنے کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے یا استعمال کیئے جانے کا امکان ہے یا

(4) اگر ایسے نامہ کی شرائط میں اس کے تابع مرضی منسوخ یا معطل کرنے کی گنجائش ہو

قاعدہ 21: کسی اجازت نامے یا خاص اجازت نامے کی مدت ختم ہونے منسوخی یا معطلی پر منشی کا ذخیرہ اگر کوئی ہو فوری طور پر اس حاکم کے حوالہ کیا جائے گا جس نے ایسا اجازت نامہ عطا کیا ہو یا حاکم کی طرف سے اس بارے میں مجاز کردہ کسی شخص کے حوالہ کیا جائیگا

(2) اگر ضمنی قاعدہ (1) کے تحت ذخیرہ انسانی استعمال کے قابل ہو تو کلکٹر اس کی فروخت کیلئے ایسے طریقہ پر جیسا کہ وہ مناسب سمجھے انتظامات کریگا

(3) اگر کسی ایسے ذخیرہ یا اس کے کسی حصہ کو کیمیائی ممتحن نے انسانی استعمال کے نا قابل قرار دیا ہو تو کلکٹر اس کو تلف کرائے گا اور اس کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائیگا،

(4) جب ضمنی قاعدہ (2) کے تحت کوئی منشی شے فروخت کی گئی ہو تو اس کی فروخت کی خالص آمدنی اس شخص کو ادا کی جائیگی جس نے ایسی منشی شے حوالہ کی ہو

قاعدہ 22: کوئی اجازت نامہ یا خاص اجازت نامہ دار کسی مجاز اجازہ دار سے اجازت نامہ میں مصرحہ منشی شے خرید سکے گا ۔

قاعدہ 23: مندرجہ ذیل اقسام کے اجازے ہر ایک کے محاذ بیان کردہ حکام مجاز اور فیسوں کی ادائیگی پر عطا کئے جائینگے یا ان کی تجدید کی جائیگی

اجازے کی قسم	مقصد	حاکم جو مجاز ہوگا: عطا کرنے کا	حاکم جو مجاز ہوگا: تجدید کرنے کا	فیس واجب الوصول
مشروب مائع کی تجارت اور درآمد	درآمد یا صوبہ سے برآمد کیلئے ماسوا اور درآمد یا برآمد کے کسی اجازہ پر جو وفاقی حکومت نے صرف تاجروں کے پاس لے جانے یا ان کے پاس فروخت کرنے کیلئے عطا کیا ہو	ناظم اعلی (ڈائریکٹر جنرل)	ناظم (ڈائریکٹر)	6000/- روپے
کھلی خردہ فروشی	صرف اجازت نامہ داروں کو منشی مائع مشروب کی کھلی پرچون فروخت کے لئے	ایضاً	ایضاً	10000/- روپے

بلامحصول خردہ فروشی	بین الاقوامی پروازوں کے غیر مسلم غیر ملکی مسافروں کو منشی مائع مشروب کی پرچون فروخت کے لئے	ناظم اعلی	ناظم	-/100000 روپے
ہوٹل	منشی مائع مشروب اپنے کمروں میں مکین غیر مسلم غیر ملکیوں کو دینے کیلئے	ناظم اعلی	ناظم	کسی ہوٹل میں استعمال کیلئے کسی منشی مائع کی فروخت کے لئے لائسنس کی قیمت ایسے ہوٹل کے روزانہ کرایہ کمرہ کی اوسط کے سوگنا کی شرح سے سالانہ لی جائیگی جیسی کہ صورت ہو، جس کا حساب کل کرایہ تقسیم کر کے کیا جائے گا
کلب	غیر مسلم غیر ملکی ممبروں کو اور غیر مسلم پاکستانی ممبروں کو مذہبی تقریبات پر منشی مائع مشروب کی کھلی فروخت کیلئے	ناظم اعلی	ناظم	-/5000 روپے سالانہ معہ تشخیص کردہ فیس پر دس فی صد سرچارج کے (2)5000 کی بالمقطع رقم سال شروع ہونے کے تیس یوم کے اندر ادا کی جائے گی اور بقایا رقم سال کے خاتمہ کے بعد تیس یوم کے اندر ادا کی جائیگی
طیارے اور بحری جہاز کا اجازہ	کسی ایسی تنظیم کے لئے جو پاکستان میں قائم ہوئی ہو اور ہوائی نقل و حمل یا بحری جہاز سروس چلا رہی ہو جس سے منشی بین الاقوامی اڑان یا سفر میں منشی مائع مشروب کی ایسے مسافروں کو دینے کیلئے ضرورت ہو جو پاکستان کے مسلمان شہری نہ ہوں	ناظم اعلی	ناظم	-/2000 روپے

پاکستان کی بنی ہوئی ہلکی شراب کی صنعتی تیاری	پاکستان کی بنی ہوئی ہلکی غیر ملکی شراب کو صرف تاجروں کو فروخت کرنے کیلئے اور اسکی صنعتی تیاری کیلئے	ایضاً	ایضاً	-/500روپے

دیگر منشیات

منشیات کا اجازہ تجارتی	برائے خرید وفروخت	ایضاً	ایضاً	-/100روپے
منشیات کا اجازہ (صنعتی تیاری)	برائے خرید اور ادویاتی مرکبات میں صنعتی استعمال کیلئے	ایضاً	ایضاً	-/50روپے

نوٹ منشیات کا اجازہ صنعتی تیاری ان کو عطا کیا جائیگا جو مناسب حاکم مجاز کی طرف سے ادویاتی مرکب جس میں منشیات ہوں کی خاص مد کی صنعتی تیاری کا اجازہ رکھتے ہوں

نوٹ: منشیات کا اجازہ (تجارتی) ان کیمسٹوں کو دیا جائیگا جن کے پاس ادویہ کے آرڈیننس 1976 کے تحت اجازے ہوں اور حکومت اور ذاتی ہسپتال کو مارفین پیتھڈ ین، جیرٹیم یا دیگر خطرناک ادویات حقیقی مریضوں کو رجسٹر شدہ پیشہ وطبیب کا نسخہ پیش کرنے پر فروخت کے لئے جائیگا

2لائسنس ایسی شکل میں ہوگا اور اس کی ایسی شرائط ہونگی جو دفعہ 18 کے تحت مصرحۃ کی جائیں گی

قاعدہ24: قاعدہ23 کے تحت پرچون کھلی فروخت کا اجازہ پاکستان کے کسی مسلمان شہری کو نہیں دیا جائیگا

قاعدہ25: سوائے طیاروں اور بحری جہاز رانی کی صورتوں کے کوئی اجازہ دار کسی صارف کو منشی مائع کی پرچون فروخت سوائے اس کے مناسب اجازت نامہ پیش کرنے کے نہیں کریگا

(نوٹ) فارم ہائے ا تا IV کیلئے سندھ گزٹ غیر معمولی حصہ مورخہ 10 نومبر 1979 صفحات 1004 تا 1006 ملاحظہ کریں)

پنجاب کے کوڑوں کی سزا

کی

تعمیل کے قواعد مجریہ 1972

نوٹیفکیشن نمبر 79 (9)11-11 پنجاب کا گزٹ غیر معمولی 11 مارچ 1979 کوڑوں کی سزا کی تعمیل کے آرڈیننس بابت 1979 کا آرڈیننس نمبر 10 کی دفعہ 7 سے تفویض شدہ اختیارات کے بموجب حکومت پنجاب آرڈیننس بالا کے احکام کی بجاآوری کے مقاصد کیلئے بخوشی ذیل کے قواعد وضع کرتی ہے یعنی

ا۔ مختصر عنوان وسعت اور آغاز۔ قواعد ھذا کو پنجاب کے کوڑوں کی سزا کی تعمیل کے قواعد مجریہ 1979 کہا جائے گا

۲۔ یہ پورے پاکستان میں اطلاق پذیر ہونگے

ان کا نفاذ فوری طور پر ہوگا

شرح

کوڑوں کی تعمیل کے آرڈیننس مجریہ 1979 کی دفعہ 7 میں صوبائی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ آرڈیننس مذکورہ کے احکام کی بجاآوری کی اغراض کیلئے قواعد وضع کرے چنانچہ مذکورہ اختیارات کو زیر کار لا کر پنجاب کی حکومت نے قواعد ھذا وضع کیے ہیں

2۔ تعریفات سوائے اس کے کہ سیاق سباق میں کوئی امر اس کے منافی ہو قواعد ھذا میں مندرجہ ذیل الفاظ کے وہ معانی ہونگے جو بالترتیب ان کے لئے تعین کئے گئے ہیں یعنی

(الف) حکومت سے مراد حکومت پنجاب ہے

(ب) آرڈیننس سے مراد کوڑوں کی سزا کی تعمیل کا آرڈیننس مجریہ 1979 ہے

(ج) جائے عام سے مراد وہ جگہ ہے جسکا کوڑوں کی سزا کی تعمیل کی غرض سے عدالت نے اپنے حکم میں ذکر کیا ہو لیکن جب عدالت عدالت کے حکم میں کوئی ہدایت نہ کی گئی ہو تو اس کا مطلب ایسی جگہ ہوگا جو حکومت کی پیشگی منظوری سے اس مقصد کیلئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مقرر کی جائے۔

شرح

کوڑوں کی سزا کی تعمیل کے آرڈیننس مجریہ 1979 کی دفعہ 5 میں وہ شرائط اور احکام بیان کئے گئے ہیں جن کو کوڑوں کی سزا کی تعمیل کے وقت ملحوظ رکھا جائیگا دفعہ (5) کی ضمن (و) میں حکم دیا گیا ہے کہ کوڑے ایسی جائے عام پر لگائے جائیں گے جس کی ہدایت عدالت نے اپنے حکم میں کی ہو یا صوبائی حکومت نے مقرر کی ہو تعریفات بالا میں جائے عام کی تعریف دفعہ 5 کی ضمن (و) کے احکام کی بنیاد پر کی گئی ہے یعنی عدالت کوڑے لگانے کے حکم میں ہدایت کریگی کہ مجرم کو کس جائے عام پر کوڑے لگائے جائیں اور اگر عدالت ایسی کوئی ہدایت نہ کرے تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صوبائی حکومت کی منظوری لیکر جائے عام کا تعین کریگا اور اس تعین کردہ جائے عام پر مجرم کو کوڑے لگائے جائیں گے۔

3۔ **کوڑے لگانے کا مقام** 1۔ سزا اس مقام پر دی جائیگی جس کا سزا دینے والی عدالت کے حکم میں ذکر ہو اور اگر اس میں کسی ایسے مقام کا ذکر نہ ہو تو ایسے مقام پر جس کی قواعد ہذا کے تحت تصریح کی گئی ہو۔

۲۔ بالعموم وہ مقامات جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی سفارشات پر صوبائی حکومت نے منظور کئے ہوں کوڑے لگانے کیلئے استعمال کئے جائیں گے سوائے اس کے کہ کسی خاص مقدمہ میں صوبائی حکومت بصورت دیگر ہدایت کرے

شرح

قاعدہ ہذا قاعدہ (2) میں ضمن (ج) کے تحت جائے عام کی تعریف کی مزید وضاحت کرتا ہے عام طور پر عدالت اپنے حکم میں کوڑے لگانے کی جگہ یا مقام کا تعین کریگی اور اگر عدالت اپنے حکم میں مقام سزا مقرر نہ کرے تو سزا ایسے مقامات میں سے کسی پر دی جائیگی جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے صوبائی حکومت کی پیشگی منظوری سے اس مقصد کیلئے مقرر کر دیئے ہوں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بجائے بار بار صوبائی حکومت سے منظوری حاصل کرنے کے ایک ہی بار چند مقامات کو اس مقصد کیلئے استعمال کرنے کی اجازت صوبائی حکومت سے حاصل کرلیں گے اور پھر یہی مقامات کوڑوں کی سزا دینے کے لئے

استعمال کئے جائیں گے صوبائی حکومت کو البتہ یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ کسی خاص مقدمہ میں کوڑے لگانے کیلئے کوئی جگہ مقرر کرے

4۔ کوڑوں کی فراہمی آرڈیننس کی دفعہ 4 کے نقطہ نظر کی تصریحات کے حامل کوڑوں کی مطلوبہ تعداد کا انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات انتظام کریں گے وہی ان کی مناسب دیکھ بھال اور ذخیرہ کا انتظام کریں گے

کوڑوں کی سزا کی تعمیل انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پختہ فہم کے وارڈوں اور دیگر عملہ جیل میں سے ان رضا مند اہل کاروں کے ناموں کی فہرست تیار کریں گے جو کوڑے کی سزا کی ادائیگی کے قابل سمجھے گئے ہوں

6۔ احتیاطیں کوڑے لگانے کی سزا دینے سے قبل آرڈیننس میں کردہ عناصر کو مدنظر کے علاوہ مجرم کا اس شخص کی نسبت اعتراض جس کو کوڑے لگانے کا کام سپرد کیا گیا ہو اگر کوئی ہو سماعت کیا جائیگا اور اس صورت جب یہ اس کی جانبداری سے متعلق ہو اور جیل کے حکام جو اس موقع پر موجود ہوں اسے معقول پائیں تو فہرست سے دوسرا غیر جانبدار شخص اس مقصد کیلئے مامور کیا جائے گا۔

وفاقی شرعی عدالت (ضابطہ) کے قواعد مجریہ ۱۹۸۱ء

۲۵ جنوری ۱۹۸۱ء

باب - ۱
ابتدائی

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز (۱) ان قواعد کو وفاقی شرعی عدالت کے (ضابطہ) کے قواعد مجریہ ۱۹۸۱ء کہا جائے گا۔
(۲) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوں گے۔

۲۔ تعریفات سوائے اس کے کہ مضمون یا سیاق و سباق میں کوئی امر اس کے منافی ہو، ان قواعد میں:
(الف) "اپیل" (APPEAL) سے مراد کسی عدالت کے ایسے حکم کے خلاف اپیل ہے جسے سماعت اور فیصلہ کرنے کا عدالت کو اختیار حاصل ہو۔
(ب) "ضمیمہ (APPENDIX)" سے مراد قواعد ہذا کا ضمیمہ ہے۔
(ج) "دفعہ (ARTICLE)" سے مراد دستور کی دفعہ ہے۔
(د) "بنچ (BENCH)" سے مراد عدالت کا بنچ ہے۔
(ہ) "وکیل (COUNSEL)" سے مراد قانون پیشہ ہے جو مسلمان ہو اور بطور ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کم از کم پانچ سال سے یا بطور ایڈووکیٹ سپریم کورٹ درج ہو۔
(و) "فارم (FORM)" سے مراد قواعد ہذا سے منسلک فارم ہے۔
(ز) "درخواست (PETITION)" سے مراد دستور کی دفعہ ۲۰۳ - د کی ضمن (۱) کے تحت کوئی درخواست ہے۔

(ح) "استصواب (REFERENCE)" سے مراد ایسا استصواب ہے جو سیشن کورٹ نے اس سزا کی توثیق کے لیے کیا ہو جو اس نے کسی شخص کو امتناعِ شراب (نفاذِ حدود) کے حکم مجریہ 1979ء (صدر کا حکم نمبر ۴ بابت 1979)، جرائم بخلاف املاک (نفاذِ حدود) کا آرڈیننس مجریہ 1979ء (1979، کا چھواں)، جرم زنا (نفاذِ حدود) کا آرڈیننس 1979 (1979، کا ساتواں)، جرم قذف (نفاذ حدود) کا آرڈیننس 1979، (1979، کا آٹھواں)، کے تحت دی ہو

(ط) "رجسٹرار (REGISTRAR)" سے مراد عدالت کا رجسٹرار یا کوئی دیگر افسر ہے جسے چیئرمین نے رجسٹرار کے تمام یا بعض فرائض منصبی ادا کرنے کے لیے مجاز کیا ہو، اور

(ی) تمام دیگر الفاظ اور عبارات جو استعمال ہوئی لیکن قواعد ہذا میں ان کی تعریف نہ کی گئی، کے وہی معانی ہوں گے جو ان کو دستور میں دیئے گئے ہیں۔

شرح

وکیل: قواعد ہذا کے تحت وکیل کی تعریف میں اُس وکیل کو شامل کیا گیا ہے جس کا نام ہائی کورٹ کے رجسٹر قانون پیشہ میں کم از کم پانچ سال سے درج چلا آرہا ہو۔ اگر وہ وکیل سپریم کورٹ کا وکیل ہے تو وہ کسی شخص کا وکیل بن سکتا ہے۔

استصواب: اسلامی قوانین میں جب سیشن کورٹ کسی شخص کو امتناعِ شراب، زنا، قذف، جرائم املاک کی نفاذِ حدود کے تحت سزا دیتی ہے تو سزا کی توثیق کے لیے عدالتِ اپیل کو تحریک کرتی ہے۔ اگر عدالت اپیل سزا کی توثیق کر دے تو سزا پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ توثیق کے لیے کی گئی تحریک استصواب کہلاتی ہے۔

3۔ اوقات (۱) تعطیلات یا عدالت کی چھٹیوں کے علاوہ، عدالت اور اس کے دفاتر کے اوقات کار حسب ذیل ہوں گے۔

عدالتی اوقات

(الف)

(ہفتہ سے بدھ تک)

عدالت کا اجلاس	9 بجے قبل دوپہر سے	11 بجے قبل دوپہر
وقفہ	11 بجے قبل دوپہر سے	11-30 بجے قبل دوپہر
عدالت کا اجلاس	11-30 بجے قبل دوپہر سے	1-30 بعد دوپہر

دفاتر کے اوقات

(ہفتہ سے جمعرات تک)

8.30 قبل دوپہر سے 3 بجے بعد دوپہر تک

(۲) سوائے اس کے کہ چیئرمین بصورتِ دیگر ہدایت کرے، عدالت کا کوئی اجلاس جمعرات کو نہ ہوگا۔

4۔ بنچوں کی تشکیل اور نظامِ اوقات

(1) چیئرمین بنچ تشکیل کرے گا اور ایسے بنچوں کے اجلاس کا نظامِ اوقات رجسٹرار سے تیار کرائے گا۔

(2) سوائے اس کے کہ چیئرمین نے بصورتِ دیگر ہدایت کی ہو:

(الف) ایسی درخواست کی، جو باقاعدہ سماعت کے لیے رکھی گئی ہو، سماعت ایسا بنچ کریگا جو دو ممبروں سے کم پر مشتمل نہ ہو۔

(ب) ایسی اپیل کی، جو باقاعدہ سماعت کے لیے رکھی گئی ہو، سماعت ایسا بنچ کرے گا جو دو ممبروں سے کم پر مشتمل نہ ہو۔

(ج) استصواب کی سماعت ایسا بنچ کرے گا جو دو ممبروں سے کم پر مشتمل نہ ہو۔

(د) ضمانت کی درخواست کی سماعت بالعموم منفرد (SINGLE) بنچ کرے گا۔

(3) ضمنی قاعدہ (2) کی شق (ب) اور (ج) میں درج کسی امر کے باوصف، سیشن کورٹ کے حکم کے خلاف اپیل، جس سے عضو کاٹنے یا موت کی سزا دی گئی ہو، اور ایسی سزا کی توثیق کے لیے سیشن عدالت کی طرف سے کیے گئے استصواب کی، سماعت ایسا بنچ کرے گا جو تین ممبروں سے کم پر مشتمل نہ ہو۔

(4) سزا کی تعمیل کے امتناع یا ضمانت کے لیے کوئی درخواست، چیئرمین یا، اس کی غیر حاضری میں، عدالت کے سب سے سینئر ممبر کو، جو عدالت کی اصل نشست پر یا، جیسی کہ صورت ہو، اس مقام پر جو اصل نشست کے علاوہ ہو، موجود ہو، پیش کی جائے گی۔

(5) جب کسی درخواست، اپیل یا استصواب کی سماعت کرنے والے بنچ کے ممبر رائے میں مساویانہ منقسم ہوں تو ایسی درخواست، اپیل یا استصواب، جیسی کہ صورت ہو، سماعت اور تصفیہ کے لیے دیگر ممبر کو پیش کی جائے گی یا ایسے بنچ کو جس کی نامزدگی چیئرمین کرے۔

(6) جہاں بنچ کی رائے ہو کہ کسی درخواست، اپیل یا استصواب کی سماعت زیادہ بڑے بنچ کو کرنی چاہیے تو وہ اپنی وجوہات قلم بند کرے گا اور ایسی درخواست، اپیل یا استصواب، جیسی کہ صورت ہو، چیئرمین کو، ایسے بنچ کی نامزدگی کے لیے ارسال کرے گا۔

شرح

قاعدہ ہذا میں بنچ یعنی عدالت کے اجلاس کی تشکیل کی تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ وفاقی عدالت کا چیئرمین ایسی عدالتوں کے اجلاس کا روسٹر یعنی نظام اوقات رجسٹرار سے تیار کرائے گا۔

کسی برعکس ہدایت کی عدم موجودگی میں باقاعدہ سماعت کی درخواستیں کم از کم تین ممبروں پر مشتمل بنچ سماعت کرے گا۔ باقاعدہ سماعت کے لیے رکھی اپیل ایسا بنچ سماعت کرے گا جو کم از کم دو ممبروں پر مشتمل ہو۔ اسی طرح استصواب کی سماعت کے لیے کم از کم دو ممبروں کا بنچ تشکیل دیا جائے گا۔
ضمانت کی درخواست کی سماعت ایک جج پر مشتمل یعنی سنگل بنچ کرے گا۔

قاعدہ ہذا کی ضمن (3) کے مطابق جب سیشن عدالت کسی مجرم کو عضو کاٹنے یا موت کی سزا سنائے تو ایسی سزا کی توثیق کے لیے کیے گئے استصواب کی سماعت کم از کم تین ممبروں پر مشتمل بنچ کرے گا۔
سزا کی تعمیل کو رد کرنے یا ضمانت کے لیے درخواست، عدالت کی اصل نشست یعنی صدر مقام پر، چیئرمین کو پیش کی جائے گی۔ اگر چیئرمین موجود نہ ہو تو یہ درخواست سب سے سینئر ممبر کو پیش کی جائے گی۔ اسی طرح ایسی درخواست اس مقام پر، جو عدالت کی اصل نشست کا مقام نہ ہو، چیئرمین کو اور اس کی عدم موجودگی میں سب سے سینئر ممبر کو پیش کی جائے گی۔
جب درخواست، اپیل یا استصواب کی سماعت کرنے والے بنچ کے ممبر اپنی رائے میں برابر برابر تقسیم ہوں یعنی نصف کی رائے ایک ہو اور باقی نصف ممبروں کی رائے اس کے برعکس تو ایسی اپیل، درخواست یا استصواب کی سماعت کوئی دیگر ممبر کرے گا یا ایسا بنچ جسے چیئرمین نے نامزد کیا ہو۔
جب کسی بنچ کے روبرو پیش کسی درخواست، اپیل یا استصواب میں کوئی ایسا معاملہ یا نکتہ درپیش ہو جس کے فیصلہ کے لیے بنچ کے ارکان یہ ضروری سمجھیں کہ زیادہ تعداد پر مشتمل بنچ کی تشکیل دی جائے تو ایسا بنچ وجوہات قلم بند کر کے چیئرمین کو ایسی درخواست، اپیل یا استصواب ارسال کرے گا تاکہ چیئرمین اس کے فیصلہ کے لیے بڑے بنچ کی تشکیل کرے۔

5۔ پیشی کی فہرستیں (۱) رجسٹرار ان درخواستوں، اپیلوں یا استصواب ہائے کی کم از کم تین فہرستیں تیار کرائے گا جو کسی خاص روز عدالت نے سماعت کرنی ہوں۔
(۲) ان فہرستوں میں سے ہر ایک کی ایک نقل عدالت کے کمرے، رجسٹرار کے دفتر اور وکلاء کے کمرے کے باہر آویزاں کی جائے گی۔

6۔ عدالت کے رجسٹری دفاتر کی شاخ ہر صوبائی حکومت کی صدر نشست پر یعنی، کراچی، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں درخواستیں، اپیلیں اور استصواب ہائے وصول کرنے کے لیے عدالت کے رجسٹری دفاتر کی شاخ ہو گی۔

باب - ۲

7۔ درخواست کی شکل اور مندرجات (۱) ہر درخواست:
(الف) موٹے فل سکیپ سفید کاغذ پر عدالتی زبان میں خوشخط تحریر کی جائے گی یا ٹائپ کی جائے گی۔
(ب) پر عدالت کا نام ہو گا۔
(ج) درخواست دہندہ کا نام، کیفیت اور پتہ بیان کیا جائے گا۔
(د) میں اس قانون کو بیان کیا جائے گا جو اسلامی احکام کے منافی سمجھا گیا ہو۔
(ہ) میں اس قانون کے آرٹیکل، دفعہ، ضمن، پیرا، حکم یا احکام کا نمبر بیان کیا جائے گا جو اسلامی احکام کے منافی سمجھا جاتا ہو یا سمجھے جاتے ہوں۔

(د) میں ایسے تضاد کی وجوہات مختصر طور پر مسلسل نمبر دے کر اور علیحدہ علیحدہ عنوان کے تحت ظاہر کی جائیں گی۔
(ر) میں ایسی وجوہات کی تائید میں قرآن کریم کی متعلقہ آیت یا آیات، متعلقہ احادیث کے حوالہ سے رسول پاک کی سُنت بیان کی جائیں گی۔
(ح) میں کتب کی فہرست درج کی جائے گی جس میں ان صفحات کی تصریح کی جائے گی جن کا حوالہ دیا جانا ہے۔
(ط) ایسے فولڈر (مقوی) میں رکھی جائے گی جس کی تصریح ایسے حکم سے کی گئی ہو جو اس بارے میں چیئرمین نے صادر کیا ہو۔
(۲) جب کوئی درخواست دہندہ ایک سے زیادہ قانون یا اُن کے احکام کا اسلامی عقائد کے منافی ہونے کا دعویدار ہو تو ہر قانون کی نسبت ایک علیحدہ درخواست دی جائے گی۔
(۳) جب کوئی درخواست دہندہ وفاقی قانون کی فہرست یا مروجہ قانون کی فہرست میں سے کسی قانون یا قانون کے حکم کا اسلامی عقائد سے منافی ہونے کا دعویدار ہو، تو وہ وفاقی حکومت کو فریق بنائے گا اور ایسے قانون کی صورت میں جو ایسے امر کی نسبت ہو جو ان فہرستوں میں سے کسی میں درج نہ ہو تو وہ متعلقہ صوبائی حکومت کو کارروائی کے فریق کے طور پر شامل کرے گا۔
(۴) ضمنی قاعدہ (۱) میں محولہ ہر درخواست کے ساتھ درخواست کی چھ نقول معہ ان دستاویزات کے جن پر انحصار کیا گیا ہو، شامل ہوں گی۔

شرح

قاعدہ ہٰذا میں ان امور کی نشاندہی کی گئی ہے جو وفاقی شرعی عدالت کو دی جانے والی درخواست میں درج کرنا ہوں گے۔

درخواست فل سکیپ سائز کے موٹے سفید کاغذ پر خوشخط تحریر کی جائے گی یا ٹائپ کی جائے گی۔
درخواست میں عدالت کا نام، سائل کا نام، ولدیت پتہ دیا جائے گا۔ جس قانون کو اسلامی احکام کے منافی قرار دیا جانا مطلوب ہو اُس کی تفصیل بیان کی جائے گی اور ایسے قانون کی وہ دفعہ، آرٹیکل پیرا وغیرہ جو اسلامی احکام کے منافی ہو، کا نمبر دیا جائے گا۔ اس کے بعد درخواست میں مختلف مسلسل پیروں میں وہ وجوہات بیان کی جائیں گی جن کی بناء پر ایسے قانون کی کوئی مد اسلامی احکام کے منافی ہے۔
ایسی وجوہات کی تائید میں اس سے متعلقہ قرآن پاک کی آیت، آیات یا احادیث کا حوالہ بھی دیا جائیگا۔
وجوہات کی تائید میں جو کتب ملاحظے پیش کرنی مطلوب ہوں ان کے نام اور صفحات متعلقہ کے نمبر بھی تحریر کیے جائیں۔ پھر درخواست کو ایسے فائل کور (مقوی) میں، جو چیئرمین نے مقرر کیا ہو، رکھ کر دائر کیا جائے گا۔

اگر کوئی درخواست دہندہ کسی قانون کے ایک سے زیادہ احکام کو یا کئی قوانین کو اسلامی احکام کے منافی ہونے کا دعویدار ہو تو اسے ہر قانون کے ہر علیحدہ حکم زیر بحث کے لیے علیحدہ علیحدہ مقدمات دائر کرنے ہوں گے۔ ایک ہی درخواست میں کسی قانون کے مختلف احکام یا مختلف قانونوں کو شامل نہیں کیا جائے گا۔

جب وفاقی قانون یا مروجہ قانون کی فہرست میں سے کسی کو چیلنج کیا جائے تو وفاقی حکومت کو فریق مقدمہ بنایا جائے گا اور جو قانون مندرجہ بالا فہرستوں سے باہر ہو، اسے چیلنج کرنے کی صورت میں صوبائی حکومت کو فریق بنایا جائے گا۔

ہر درخواست کے ساتھ وہ دستاویزات شامل کی جائیں گی جن پر انحصار کیا گیا ہو۔ اس طرح درخواست معہ دستاویزات کے مکمل دعویٰ بن جائے گا۔ ایسے دعویٰ کی چھ نقول ہر دعویٰ کے ساتھ شامل کر کے، درخواست دائر کی جائے گی۔

۸۔ **درخواست پر دستخط کیے جائینگے اور اسکی تصدیق کی جائیگی** (۱) درخواست پر درخواست دہندہ خود، اس کا وکیل یا دفعہ ۲۰۳ (ہ) کی ضمن (۴) میں محولہ ماہر قانون دستخط کرے گا۔

(۲) ہر درخواست میں تصدیق درج کی جائے گی کہ درخواست دہندہ نے ہمچو قسم کی کوئی درخواست کسی ہائیکورٹ کے شریعت بنچ کو یا وفاقی شرعی عدالت کو نہیں دی۔

شرح

دستور کی دفعہ ۲۰۳ (ہ) کی ضمن (۴) کے مطابق عدالت میں درخواست دینے کا مجاز یا خود سائل ہے یا اس کا ایسا وکیل جو مسلمان ہو اس کی طرف سے درخواست گزار سکتا ہے۔ درخواست پر سائل یا اس کا وکیل یا ماہر قانون دستخط کرے گا۔

قاعدہ ہذا کی ضمن (۲) کے احکام کے مطابق سائل کو درخواست میں اس امر کا سرٹیفکیٹ تحریر کرنا ہو گا کہ اس نے درخواست میں درج معاملہ کے متعلق کسی ہائی کورٹ کے شریعت بنچ کو یا وفاقی شرعی عدالت کو اس سے قبل درخواست نہیں گزاری۔ اس پابندی سے ایک ہی امر کے متعلق بار بار درخواست گزاری کے امکان کو ختم کیا گیا ہے۔

۹۔ **درخواست ہائے گزارنے کا طریقہ** (۱) ہر درخواست، درخواست گزار ذاتی طور پر یا اس کا وکیل یا ماہر قانون، اگر کوئی ہو، کسی ایام کار میں صبح ۸-۳۰ سے ۱۲ بجے دوپہر کے درمیان، رجسٹرار کو یا کسی دیگر افسر کو، جسے چیئرمین نے مجاز کیا ہو، عدالت کی صدر نشست پر یا اس صوبہ کی رجسٹری شاخ میں، جہاں کا درخواست گزار عام طور پر سکونتی ہو، پیش کی جائے گی۔

(۲) رجسٹرار یا وہ افسر جسے ضمنی قاعدہ (۱) کے تحت مجاز کیا گیا ہو، یہ اطمینان کر کے کہ درخواست قواعد ہذا

کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے، درخواست کو ایک رجسٹر میں درج کرائے گا جسے فارم ۱ میں رکھا جائے گا اور چیئرمین کی ہدایات کے تحت درخواست دہندہ اور اُس کے وکیل یا ماہرِ قانون، اگر کوئی ہو، کو اُس تاریخ سے مطلع کرے گا جس پر عدالت درخواست کی ابتدائی سماعت کرے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ عدالت مجاز ہوگی کہ کسی درخواست کو ابتدائی سماعت کے لیے رکھنے کی بجائے اُسے باقاعدہ سماعت کے لیے قبول کر لے۔

(3) کوئی نامکمل درخواست اُس شخص کو واپس کر دی جائے گی جو اسے پیش کرے۔

شرح

قاعدہ ہذا کے مطابق جو درخواست وفاقی شرعی عدالت میں پیش کی جائے گی اُسے درخواست گزار یا تو خود پیش کرے گا یا اُس کا وکیل یا ماہرِ قانون۔ درخواست صرف ایام کار میں صبح 30-8 سے لے کر 12 بجے دوپہر تک رجسٹرار کو یا چیئرمین کی طرف سے مجاز کردہ افسر کو پیش کی جا سکے گی۔ درخواست یا تو وفاقی عدالت کی صدر نشست کے مقام پر یا اُس صوبہ کی رجسٹری برانچ میں پیش کی جا سکے گی جس میں درخواست گزار عام طور پر سکونت پذیر ہو۔

رجسٹرار یا افسرِ مجاز درخواست وصول کر کے اسے ایسے رجسٹر میں درج کرائے گا جسے فارم-3 کے مطابق تیار کیا گیا ہو۔ اس کے بعد رجسٹرار یا افسر مجاز سائل کو یا اس کے وکیل یا ماہر قانون کو اس تاریخ سے مطلع کرے گا جب بنچ درخواست کی ابتدائی سماعت کرے گا۔ البتہ بنچ کو اختیار ہوگا کہ وہ ابتدائی سماعت کیے بغیر کسی درخواست کو باقاعدہ سماعت کے لیے قبول کرے۔

اگر درخواست نامکمل پائی جائے تو اسے پیش کنندہ کو لوٹا دیا جائے گا۔

۱۵۔ درخواست کی ابتدائی سماعت (۱) وہ درخواستیں جن میں ابتدائی سماعت کی ضرورت ہوگی، اس مقصد کے لیے مقرر کردہ تاریخ پر بنچ کے پاس پیش کی جائیں گی۔

(۲) ابتدائی سماعت کے لیے مقرر کردہ تاریخ پر بنچ درخواست کا ملاحظہ کرے گا اور درخواست گزار کا یا جہاں اُس کی نمائندگی کوئی وکیل یا ماہرِ قانون کر رہا ہو، تو وکیل یا ماہرِ قانون کا، زبانی بیان سماعت کر سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ، سوائے اس کے کہ بنچ نے بصورتِ دیگر اجازت دی ہو، درخواست گزار کی طرف سے صرف ایک وکیل یا ماہرِ قانون عدالت کو مخاطب کر سکے گا۔

شرح

قاعدہ (۹) کی ضمن (۲) کے تحت یہ شرط بیان کی گئی ہے کہ بنچ کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ کسی درخواست

کو ابتدائی سماعت کے بغیر باقاعدہ سماعت کے لیے قبول کرے۔ قاعدہ ہذا کے مطابق اگر درخواست کو ابتدائی سماعت کے لیے رکھا گیا ہو تو مقررہ تاریخ پر درخواست بنچ کو پیش ہوگی۔ اُس روز بنچ درخواست کے مندرجات کا ملاحظہ کرے گا اور اگر ضرورت سمجھے تو درخواست گزار یا اُس کے وکیل یا ماہرِ قانون کو سماعت کرے گا۔ درخواست گزار کی طرف سے صرف ایک وکیل یا ماہرِ قانون عدالت کو مخاطب کرنے گا۔ البتہ عدالت اجازت دے سکتی ہے کہ ایک سے زائد وکیل یا ماہرِ قانون عدالت کو مخاطب کریں۔

۱۱۔ درخواست کی پذیرائی یا نامنظوری درخواست اور اس کے ساتھ شمولہ دستاویزات کے ملاحظہ کے بعد اور درخواست گزار، اُس کے وکیل یا ماہرِ قانون کے زبانی بیانات سماعت کر کے، بنچ درخواست کو باقاعدہ سماعت کے لیے قبول کر سکے گا۔ یا، اِسے، اُن وجوہات سے جو تحریر کی جائیں گی، نامنظور کر دے گا۔

۱۲۔ درخواست کی باقاعدہ سماعت کا اطلاع نامہ (۱) رجسٹرار، درخواست گزار، اُس کے وکیل یا ماہرِ قانون، اگر کوئی ہوں، وفاقی حکومت اور کسی دیگر شخص کو یا عالم کو، جس کی حاضری بنچ اپنی امداد کے لیے ضروری سمجھتا ہو، باقاعدہ سماعت کی تاریخ کے اطلاع نامے جاری کرائے گا۔

(۲) وفاقی حکومت کی پاکستان کے اٹارنی جنرل کے ذریعہ اور صوبائی حکومت کی اُس صوبہ کے ایڈووکیٹ جنرل کے ذریعہ، نوٹس کی تعمیل کرائی جائے گی۔

(3) وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت، جو کارروائیوں کی فریق ہو، تاریخ سماعت سے کم از کم ایک ہفتہ قبل، ایک تحریری بیان، وہ دستاویزات شامل کر کے جن پر وہ انحصار کرتی ہو، داخل کرے گی۔

شرح

باقاعدہ سماعت کرنے کی تاریخ کے متعلق رجسٹرار فریقین کو رجسٹری ڈاک کے ذریعہ اطلاع نامے جاری کرائے گا۔ جب فریق وفاقی حکومت ہو تو اطلاع نامہ کی تعمیل اٹارنی جنرل پر کرائی جائے گی اور جب فریق کوئی صوبائی حکومت ہو تو اطلاع نامہ کی تعمیل اُس صوبہ کے ایڈووکیٹ جنرل پر کرائی جائے گی۔
وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت اپنا تحریری بیان انحصار کردہ دستاویزات شامل کر کے مقررہ تاریخ سے کم از کم ایک ہفتہ قبل داخل کریں گی۔

13۔ عالم یا ماہر کی تحریری رائے جب عدالت کی رائے ہو کہ کسی درخواست کے موزوں فیصلے کے لیے کسی عالم، ماہر یا گواہ کی رائے لینا بہتر ہوگا، جو یا تو ملک سے باہر مقیم ہے یا کسی وجہ سے عدالت کے روبرو پیش ہونے سے قاصر ہے، تو عدالت ایسے عالم، ماہر یا گواہ کو، اپنی رائے ضبطِ تحریر میں لا کر، دینے کا حکم دے سکتی ہے۔

14۔ ماہرِ قانون وغیرہ کے لیے حلف (۱) ہر ماہرِ قانون، ماہر یا گواہ، عدالت میں اپنا بیان دینے سے قبل انگریزی یا اردو میں فارم۔ ۲ میں حلف لے گا۔

(۵) کوئی عالم، ماہر یا گواہ، جسے اپنی رائے تحریری طور پر دینے کو کہا جائے، اپنی رائے کے اوپر، ضمنی قاعدہ (۱) میں محولہ حلف تحریر کرے گا اور اس پر اپنے دستخط کرے گا۔

۱۵۔ درخواست ہائے، درخواست گذار وغیرہ کی غیر حاضری یا موت کی بناء پر مسترد نہیں کی جائیں گی

(۱) سماعت کے لیے رکھی ہوئی کوئی درخواست، درخواست گزار، اس کے وکیل یا ماہرِ قانون کی محض غیر حاضری کی بنا پر مسترد نہیں کی جائے گی۔

(۲) دفعہ ۷ ۔ د کے تحت دی ہوئی کوئی درخواست، درخواست گزار کی موت کی بنا، پر ساقط نہیں ہو جائے گی۔

۱۶۔ دیگر درخواست ہائے کی سماعت بھی بطور درخواست ہائے کی جائیگی

کسی دیگر درخواست، جس کا کسی نافذ الوقت قانون کے تحت عدالت کے ذریعہ تصفیہ کیا جانا ہو، کی سماعت اور تصفیہ بطور درخواست کے کیا جائے گا؛ اور احکام جیسا کہ قواعد ہذا کے باب دوم میں درج ہیں، مناسب تبدیلی کے ساتھ اطلاق پذیر ہوں گے۔

شرح

قاعدہ ہذا کے مطابق جب درخواست گزار کی درخواست کی سماعت کے سلسلہ میں کوئی دیگر درخواست دی جائے گی تو اس درخواست کا فیصلہ اور سماعت بھی متذکرہ درخواست کی طرح کی جائے گی اور باب دوم قواعد ہذا کے احکام بھی مناسب تبدیلی کے ساتھ اس درخواست پر بھی اطلاق پذیر ہوں گے۔ مثلاً وہ درخواست بھی سفید موٹے کاغذ پر خوشخط تحریر کی جائے گی یا ٹائپ کی جائے گی۔ اس پر عدالت کا نام، سائل کا نام ولدیت پتہ وغیرہ۔ اس پر سائل یا اس کے وکیل وغیرہ کے دستخط اور پھر اسی طرح دائر ہو گی، ابتدائی سماعت اور پھر باقاعدہ سماعت وغیرہ ہو گی۔

باب ۔3۔ اپیلوں کے متعلّق

۱۷۔ اپیل کی شکل اور مندرجات

(۱) کوئی اپیل چار پرت میں یادداشت کی شکل میں، اپیل کنندہ کی اپنی یا وکیل کے، اگر کوئی ہو، دستخط شدہ، گذاری جائے گی اور اس کے ساتھ اتنی ہی تعداد میں اس حکم کی نقول شامل ہوں گی جس میں عدالت سیشن کا زیرِ اپیل فیصلہ درج ہو۔

(۲) یادداشت مختصر طور پر اور علیحدہ نمبر لگے عنوانات کے تحت، عدالت سیشن کے حکم زیرِ اپیل کیخلاف موجبات عذرداری، بلا کسی دلیل و بیان، ظاہر کرے گی۔

(۳) ہر اپیل ایک پوشہ (FOLDER) میں رکھی جائے گی جس کی تصریح چیئرمین کی طرف سے اس بارے میں کیے گئے حکم میں کی جائے گی۔

شرح

قاعدہ ہذا کے مطابق اپیل چار پرتہ دائر کی جائے گی یادداشت اپیل کی چار کاپیاں ہوں گی۔ ہر کاپی کے ساتھ سیشن جج کا فیصلہ زیرِ اپیل کی نقل شامل ہوگی۔ یادداشت اپیل پر یا تو اپیل کنندہ خود دستخط کرے گا یا اگر اس نے کوئی وکیل مقرر کیا ہو تو وہ وکیل اس اپیل پر دستخط کرنے کا مجاز ہوگا۔

یادداشت اپیل مختصر طور پر تحریر کی جائے گی۔ ہر موضوع یا مد کا علیحدہ پیرا بنایا جائے گا اور ہر پیرا کو مسلسل نمبر دیا جائے گا۔ اپیل میں وہ وجوہات درج کی جائیں گی جن کی بنیاد پر حکم زیرِ اپیل کو چیلنج کیا گیا ہو۔ مگر اس امر کا خیال رکھا جائے گا کہ حکم زیرِ اپیل کو خلاف قانون یا خلافِ انصاف ثابت کرنے کے لیے اپیل میں کوئی دلیل حجت یا بحث نہ شامل کی جائے گی اور نہ ہی اس میں کوئی بیان شامل ہوگا۔

جب اپیل حسب بالا تیار ہو جائے تو اسے ایسے فائل کور (پوشہ) یا فولڈر میں رکھا جائے گا جس کی تصریح چیئرمین نے اپنے حکم کے ذریعہ کی ہو۔

18۔ اپیل کا پیش کرنا (1) ہر اپیل، اپیل کنندہ خود یا اپنے وکیل کے ذریعہ، اگر کوئی ہو، رجسٹرار کو یا چیئرمین کی طرف سے مجاز کردہ کسی افسر کو، عدالت کی نشستِ خاص پر یا اس صوبہ کے دفتر رجسٹری میں، جس میں جرم کے ارتکاب کا الزام ہے، پیش کرے گا۔

(2) ہر اپیل کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ شامل ہوگا کہ اس سے مماثل اپیل عدالت کی نشستِ خاص یا شاخ دفتر رجسٹری پر دائر نہیں کی گئی تھی۔

(3) جب کوئی اپیل پیشتر ازیں مقرر کردہ طریقہ پر نہ مرتب کی گئی ہو تو اسے اپیل کنندہ یا وکیل کو، اگر کوئی ہو، قاعدہ 17 کے احکام سے مطابقت کرنے کے لیے، واپس کر دیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی اپیل، جو ہائی کورٹ یا عدالت سیشن سے منتقل ہو کر یا کسی ملزم کی طرف سے جو جیل میں قید ہے اور اس کی نمائندگی کوئی وکیل نہیں کر رہا، موصول ہوئی ہو اور قاعدہ 17 کے مطابق نہ ہو، واپس نہیں کی جائے گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ عدالت مجاز ہوگی کہ اپیل کنندہ کو، اپیل، دستاویزات اور ایسی دیگر معلومات کی زائد نقول فراہم کرنے کو کہہ سکتی ہے جو وہ، اسے اس قاعدہ کے احکام سے مطابقت کرنے کے لیے ضروری سمجھے۔

(4) رجسٹرار یا ضمنی قاعدہ (1) کے تحت مجاز کردہ افسر، یہ اطمینان کر کے کہ اپیل قواعد ہذا کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے، اسے رجسٹر میں درج کرائے گا اور چیئرمین کی ہدایات کے تحت، اپیل کنندہ اور اس کے وکیل کو، اگر کوئی ہو، اس تاریخ سے مطلع کرے گا جس پر بنچ اپیل کی ابتدائی سماعت کرے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ بنچ مجاز ہوگا کہ کسی اپیل کو ابتدائی سماعت کے لیے رکھنے کی بجائے، اسے باقاعدہ سماعت کے لیے قبول کرے۔

۱۹۔ جیل سے اپیل (۱) قاعدہ ۱۷ یا قاعدہ ۱۸ میں درج کسی امر کے باوصف، جب کوئی ملزم جیل میں قید ہو اور کوئی وکیل اس کی نمائندگی نہ کر رہا ہو، وہ اس جیل کے سپرنٹنڈنٹ کی معرفت اپیل دائر کر سکتا ہے جس میں وہ قید ہو۔

(۲) کوئی ملزم جو کسی جیل سے اپیل دائر کر رہا ہو، واضح طور پر بیان کرے گا کہ، آیا وہ سرکاری خرچ پر نمائندگی چاہتا ہے یا ذاتی سماعت کا خواہشمند ہے۔

۲۰۔ اپیلوں کا رجسٹر تمام اپیلیں، جو قاعدہ ۱۸ کے تحت دائر ہوئی ہوں یا کسی ملزم کی طرف سے جیل سے دائر ہوئی ہوں یا ہائی کورٹ یا کسی عدالت سیشن سے منتقل ہو کر موصول ہوئی ہوں، ایک رجسٹر میں درج ہوں گی جو فارم ۔۔ میں ترتیب دیا جائے گا۔

۲۱۔ اپیلوں کی باقاعدہ سماعت کا نوٹس (۱) رجسٹرار کسی اپیل کی باقاعدہ سماعت کی تاریخ کے اطلاع نامے رجسٹری شدہ ڈاک سے، اپیل کنندہ یا اس کے وکیل، اگر کوئی ہو، اور اس صوبہ کی صوبائی حکومت کو، جہاں پر جرم کے ارتکاب کا الزام ہو، جاری کرائے گا۔

(۲) صوبائی حکومت کو کسی اطلاع نامہ کی تعمیل، صوبہ کے ایڈووکیٹ جنرل کی معرفت کرائی جائے گی۔

۲۲۔ اپیلوں کی سماعت کا مقام سوائے اس کے کہ چیئرمین نے بصورت دیگر ہدایت کی ہو، بالعموم، کوئی اپیل عدالت کی نشست خاص پر یا اس صوبہ کی صوبائی حکومت کی نشستِ خاص پر سماعت کی جائے گی جس میں جرم کے ارتکاب کا الزام ہو۔

۲۳۔ سرکاری خرچ پر وکیل صفائی (۱) جب کسی اپیل یا استصواب (REFERENCE) میں کسی ملزم کی کوئی وکیل نمائندگی نہ کر رہا ہو، تو عدالت مجاز ہوگی کہ اس مقصد کے لیے مرتب کردہ فہرست وکلاء میں سے، اس کی صفائی کے لیے، سرکاری خرچ پر کوئی وکیل مقرر کرے۔

(۲) ضمنی قاعدہ (۱) کے تحت مقرر کردہ وکیل کو، کاغذات مقدمہ کی ایک نقل، بلا اجرت، کافی طور پر پہلے سے مہیا کی جائے گی تاکہ وہ سماعت کے لیے اپیل کی تیاری کر سکے۔

۲۴۔ بے نیابت ملزم کے لیے فہرست وکلاء (۱) عدالت، وقتاً فوقتاً، بے نیابت ملزم کو نیابت مہیا کرنے کی غرض سے وکلاء کی ایک فہرست مرتب کرے گی جس کی نامزدگی چیئرمین کرے گا۔

(۲) ضمنی قاعدہ (۱) کے تحت مقرر کردہ وکیل سماعت کے فی یوم کے لیے دو سو روپے فیس کا حقدار ہوگا جو رجسٹرار، اس کے پیش ہونے کا، اپیل سماعت کرنے والے بنچ کے سینئر ممبر کا دستخط کردہ سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر، ادا کرے گا۔

۲۵۔ استصواب بطور ایک اپیل کے سماعت ہوگا (۱) کوئی استصواب جو عدالت سیشن نے کسی ملزم کو دی گئی سزا کی توثیق کے لیے ارسال کیا

ہو، بطور ایک اپیل کے سماعت ہوگا اور قواعد ہذا کے باب۔ 3 میں درج احکام، مناسب تبدیلی کے ساتھ، اطلاق پذیر ہوں گے۔

(۲) عدالت سیشن سے موصولہ تمام استصواب فارم۔4 میں دیئے گئے رجسٹر میں درج ہوں گے۔

26۔ استصواب میں مثل مقدمہ کی حوالگی جب عدالت سیشن، امتناع شراب (نفاذِ حد) کے فرمان ۱۹۷۹ (صدر کا حکم نمبر 4 بابت ۱۹۷۹)، جرائم برخلاف املاک (نفاذِ حدود) (نمبر ۶ بابت ۱۹۷۹)، جرم زنا (نفاذِ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ (نمبر 7 بابت ۱۹۷۹) یا جرم قذف (نفاذِ حد) آرڈیننس ۱۹۷۹ (نمبر 8 بابت ۱۹۷۹)، کے احکام کے تحت ایسی سزا دے جس کی عدالت سے توثیق کی ضرورت ہو تو عدالت سیشن کے روبرو کارروائیوں کی مثل معہ اس کے فیصلہ کے، عدالت سیشن کے فیصلہ سنانے کی تاریخ سے سات یوم کے اندر، عدالت کو ارسال کی جائے گی۔

باب۔ 4
ضمانت کے متعلق

27۔ ضمانت کی درخواست (۱) ضمانت کی ہر درخواست کی تائید حلفی بیان سے کی جائے گی۔
(۲) ضمانت کی درخواست کو ضروری سمجھا جائے گا اور بالعموم اس کے پیش ہونے کے اگلے روز ایک بنچ کے روبرو پیش کی جائے گی۔

28۔ ضمانت کی منظوری یا منسوخی کی درخواست کا نوٹس قبل پیشی جب ضمانت کی منظوری یا منسوخی کے لیے درخواست دی جائے تو درخواست گذار، ایسی درخواست گذارنے سے قبل، درخواست کا نوٹس معہ اس کی نقل کے، اس صوبہ کے ایڈووکیٹ جنرل کو دے گا جہاں پر جرم زیر اپیل کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو اور، عدالت کی اطلاع کے لیے، ایسے نوٹس اور درخواست کی نقل کی وصولیابی کی رسید حاصل کرے گا۔

29۔ حلفی بیان کی تصدیق کا طریقہ عدالت کے روبرو درخواست کی تائید میں پیش کیے جانے کی نیت سے حلفی بیانات، نافذ الوقت قانون اور قواعد میں مقرر کردہ طریقہ پر مرتب اور تصدیق کیے جائیں گے اور کسی عدالت، مجسٹریٹ یا کوئی دیگر شخص، جسے ہائی کورٹ نے مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ (۱۹۰۸ کا پانچواں) اور مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ (۱۸۹۸ کا پانچواں قانون) کے تحت مقرر کیا ہو، یا رجسٹرار یا عدالت کا کوئی دیگر افسر، جسے چیئرمین نے حلفی بیان دینے والوں کو حلف دینے کے لیے مقرر کیا ہو، کے روبرو اقرار کیے جائیں گے۔

باب - 5

عدالت کا فیصلہ

30- فیصلہ کا اعلان (1) عدالت کا فیصلہ مقدمہ ختم ہونے پر یا کسی آئندہ تاریخ پر، فریقین اور اُن کے وکیل کو مناسب اطلاع دے کر، کھلی عدالت میں سُنایا جائے گا۔

(2) کسی درخواست میں تاریخ فیصلہ کی اطلاع وفاقی حکومت اور متعلقہ صوبائی حکومت کے افسرِ قانون کو بھی دی جائے گی۔

(3) کسی اپیل یا استصواب کی تاریخ کی اطلاع، اُس صوبائی حکومت کے افسرِ قانون کو بھی دی جائے گی، جہیں جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو۔

(4) عدالت کا فیصلہ اس کے ممبروں کی اکثریت کے مطابق دیا جائے گا۔

31- احکام وغیرہ پر مہر لگائی جائے گی عدالت کے ہر حکم اور فیصلہ پر، عدالت کی مہر لگائی جائے گی۔

باب - 6

معائنہ مثل

32- معائنہ مثل (1) سوائے اس کے کہ قواعد ہذا میں بصورتِ دیگر مشروط ہو، زیرِ سماعت درخواستوں، اپیلوں یا استصواب کا، فریقین یا اُن کے مجاز کارندے یا وکیل، بغیر مخصوص طور پر، معائنہ کر سکیں گے۔

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی دیگر شخص، چیئرمین یا اُس بنچ کے سینئر ممبر کی اجازت سے، جو ایسی درخواست اپیل یا استصواب سماعت کر رہا ہو، ایسی مثل کا معائنہ کر سکتا ہے۔

(2) فیصلہ شدہ درخواست، اپیل یا استصواب کی مثل، رجسٹرار یا عدالت کے کسی دیگر افسر، جسے اس بارے میں چیئرمین نے مجاز کیا ہو، کی اجازت سے معائنہ کی جا سکتی ہے۔

(3) تاریخ سماعت پر مثل کے معائنہ کی اجازت، چیئرمین یا اُس بنچ کے سینئر ممبر کے حکم کے بغیر نہیں دی جائے گی جو درخواست، اپیل یا استصواب کی سماعت کر رہا ہو۔

33- معائنہ مثل کے اخراجات کسی درخواست اپیل یا استصواب کی مثل کے معائنہ کی کسی درخواست پر مندرجہ ذیل مالیت کے کورٹ فیس ٹکٹ، بطور اخراجات معائنہ، لگائے جائیں گے۔

(الف) فیصلہ شدہ درخواست، اپیل یا استصواب کی معائنہ مثل کے لیے؛ دو روپے اور

(ب) جب کسی زیرِ سماعت درخواست، اپیل یا استصواب کی مثل کا معائنہ، تاریخِ سماعت پر درکار ہو؛ پانچ روپے۔

مگر شرط یہ ہے کہ معائنہ کے کوئی اخراجات نہیں لیے جائیں گے جب مثل کا معائنہ کریں :۔

(الف) پاکستان کے اٹارنی جنرل بشمول ڈپٹی اٹارنی جنرل۔

(ب) کسی صوبے کے ایڈووکیٹ جنرل

(ج) پیروکارِ سرکار

(د) وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی طرف سے پیش ہونے والا کوئی وکیل۔

(ہ) ایسا وکیل جو سرکاری خرچ پر کسی ملزم کی طرف سے پیش ہو رہا ہو۔

34۔ درخواست پیش کرنے کا اوقات اور معائنہ مثل (۱) مثل معائنہ کی ہر درخواست رجسٹرار یا چیئرمین سے اس بارے میں مجاز کردہ افسر کو دی جائے گی۔

(۲) مثل معائنہ کی ہر درخواست میں واضح طور پر اس مثل کی تصریح کی جائے گی جس کے معائنہ کی استدعا کی گئی ہے اور پیش کی جائے گی مابین :۔

(الف) 30۔8 قبل دوپہر اور 00۔11 قبل دوپہر، جب معائنہ کی استدعا تاریخِ سماعت پر کی گئی ہو؛ یا

(ب) 30۔8 قبل دوپہر اور 00۔12 دوپہر؛ جب معائنہ کی استدعا تاریخِ سماعت کے علاوہ کسی دن پر کی گئی ہو۔

(۳) مثل معائنہ کی درخواست وصول ہونے پر، رجسٹرار یا ضمنی قاعدہ (۱) کے تحت مجاز کردہ افسر ایسے معائنہ کا انتظام کرے گا،

(الف) درخواست، اپیل یا استصواب کی سماعت کرنے والے بنچ کی طرف سے اجازت کردہ وقت کے دوران، جب سماعت کے روز معائنہ کی استدعا کی گئی ہو؛ اور

(ب) 30۔8 قبل دوپہر اور 30۔1 بعد دوپہر کے درمیان، جب معائنہ کی استدعا تاریخِ سماعت کے علاوہ کسی روز کی گئی ہو۔

35۔ مثل معائنہ کا طریقہ (۱) مثل کا معائنہ کرنے والا کوئی شخص، صرف کچی پنسل سے اس سے مختصر یادداشت تحریر کر سکتا ہے اور ایسی مثل پر کوئی نشان نہیں لگائے گا۔

(۲) مثل کا معائنہ، رجسٹرار کی طرف سے اس بارے میں مقرر کردہ کسی اہل کار عدالت کی حاضری میں کیا جائیگا۔

36۔ قاعدہ 35 کی خلاف ورزی پر سزا جو کوئی قاعدہ 35 کی خلاف ورزی کرے گا یا کرنے کی کوشش کرے گا وہ، کسی دیگر کارروائی کے علاوہ، جس کی چیئرمین نے ہر معاملہ کے حالات کے مطابق ہدایت کی ہو، ایسی مدت کے لیے مثل کا معائنہ کرنے کے حق سے محروم رکھا جائے گا جو چیئرمین مناسب سمجھے۔

37۔ مثل معائنہ کے لیے نئی کورٹ فیس قاعدہ 33 کے تحت مقرر کردہ اخراجات معائنہ درخواست کنندہ کو صرف ایک یوم مثل معائنہ کرنے کا حق دیں گے۔

اور جب مثل کا معائنہ کسی اور دن کرنے کی استدعا کی جائے تو ایک نئی درخواست، نئی کورٹ فیس کے ساتھ، گذاری جائے گی۔

38۔ مثل پولیس کے معائنہ کی اجازت نہیں دی جائے گی — مثل پولیس اور اس کا ریکارڈ جو عدالت میں کسی زیر سماعت اپیل یا استصواب کے سلسلہ میں موصول ہوئے ہوں، ملزم، اس کے مجاز کارندے یا وکیل کو مہیا نہیں کیے جائیں گے۔

39۔ رجسٹروں کا معائنہ — جب کوئی فریق یا اس کا وکیل تحریری طور پر کسی رجسٹر کے معائنہ کی استدعا، کسی درخواست، استصواب یا کسی دستاویز کے کوائف معلوم کرنے کے لیے، کرے تو رجسٹرار، عدالت کے کسی اہل کار کے سامنے ایسے معائنہ کی بلا خرچہ اجازت دے سکتا ہے۔

باب - 7
نقول کی فراہمی

40۔ نقول کون حاصل کر سکتا ہے — (۱) کوئی درخواست گذار یا کوئی اپیل کنندہ، کارروائیوں کے کسی مرحلہ پر، کسی درخواست، اپیل یا استصواب کی مثل کی نقول حاصل کر سکتا ہے۔

(۲) کوئی شخص جو کسی درخواست، اپیل یا استصواب کا فریق نہ ہو، ایسی درخواست اپیل یا استصواب کے تصفیہ کے بعد، درخواست، یادداشت اپیل، بیان تحریری، بیانات حلفی یا اس میں دی گئی درخواستوں کی نقول حاصل کر سکتا ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ ایسا شخص، عدالت پر کافی وجہ ظاہر کر کے، کسی درخواست اپیل یا استصواب کے دوران سماعت کسی دیگر دستاویز کی نقول حاصل کر سکتا ہے۔

مزید شرط یہ ہے کہ ایسے شخص کو ثبوت میں پیش کردہ مشہودات (EXHIBITS) کی نقول ایسی مشہودات پیش کرنے والے فریق کی رضامندی کے بغیر جاری نہیں کی جائیں گی۔

41۔ درخواست نقول کا فارم اور پیش کرنا — (۱) نقول کی فراہمی کے لیے ہر درخواست فارم - 5 میں گذاری جائے گی اور اس پر ایک روپے کا کورٹ فیس ٹکٹ ہوگا جیسا کہ کورٹ فیس ایکٹ ۱۸۷۰ء (7 بابت ۱۸۷۰ء) کی جدول دوم کے آرٹیکل ۱ کی شق ج میں مقرر کی گئی ہے۔

(۲) نقول کی فراہمی کے لیے درخواست رجسٹرار یا اس بارے میں چیئرمین کی طرف سے مجاز کردہ کسی افسر کو، ۸-۰۰ قبل دوپہر اور ۱-۳۰ بعد دوپہر کے مابین کسی ایام کار میں پیش کی جائے گی۔

(۳) نقول کی فراہمی کے لیے ہر درخواست کے ساتھ، ان پیشگی اخراجات نقول کی ادائگی کی رسید، جو

قاعدہ ۱۲ کے تحت ادا کیے گئے، شامل ہوگی۔

42۔ اخراجات نقل (۱) ہر اس نقل کے لیے جو عدالت فراہم کرے، نقل حاصل کرنے والا شخص دو روپے فی صفحہ بطور اخراجات نقل ادا کرے گا۔

(۲) کوئی شخص جو نقل کی درخواست دے، اخراجات نقول کی اندازاً رقم، چیئرمین سے اس بارے میں مجاز کردہ اہل کار کو پیشگی ادا کرے گا اور اس کی رسید لے گا۔

(3) اخراجات نقول کی شرح کی اور کسی نقل کی تیاری کے طریقہ کی بابت، کسی شک کی صورت میں، رجسٹرار کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

43۔ جب نقول بلا معاوضہ فراہم کی جائیں گی مثل کی نقول جو کسی سرکاری افسر کو، جیسا کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء (۱۹۰۸ء کا پانچواں قانون) کی دفعہ ۲ شق (17) میں تعریف کی گئی ہے، سرکاری غرض کے لیے مطلوب ہوں، بلا معاوضہ دی جائیں گی بشرطیکہ نقل کی درخواست متعلقہ سربراہ محکمہ کی تنظیم شدہ ہو۔

44۔ نقول کی فراہمی کے لیے درخواست کی جانچ (۱) نقول کی فراہمی کے لیے درخواست موصول ہونے پر وہ افسر جو نقل فراہم کرنے کا مجاز ہو،

لازمی طور پر:

(الف) درخواست کے مندرجات اور درخواست، اپیل، استصواب یا دستاویزات، جس کے لیے ایسی درخواست گذاری گئی ہو، کے کوائف کی جانچ کرے گا۔

(ب) اس امر کی جانچ کرے گا آیا درخواست گذار مطلوبہ نقل حاصل کرنے کا حقدار ہے۔

(ج) درخواست پر چسپاں کورٹ فیس کو تلف کرے گا۔

(د) اس پر معہ تاریخ اپنے دستخط کرے گا۔

(ہ) فارم۔ 6 میں دیے گئے رجسٹر میں درخواست درج کرائے گا، اور

(و) متعلقہ اہل کار کو مطلوبہ نقل کی تیاری کی ہدایت کرے گا۔

(۲) جب نقول کی فراہمی کے لیے درخواست یا تو نامکمل ہو یا درخواست گذار کسی قانون یا قواعد ہذا کے تحت کوئی نقل لینے کا حقدار نہ ہو تو نقول فراہم کرنے کا افسر مجاز، اس پر اپنی وجوہات تحریر کرے گا اور درخواست دہندہ کو قانون یا قواعد کے تقاضے پورے کرنے کی ہدایت کرے گا یا درخواست کردہ نقل دینے سے انکار کر دے گا۔

(3) فارم۔7 میں ایک کیفیت نامہ، جس میں نقول کی فراہمی کے لیے نامکمل یا غیر مناسب درخواستیں ظاہر کی جائیں گی، عدالت کے نوٹس بورڈ پر روزانہ لگایا جائے گا۔

45۔ نقول کی تیاری (۱) نقول فراہم کرنے کا افسر مجاز مطلوبہ نقول کی تیاری، ٹائپ کروا کر، مثنیٰ بنوا کر، پڑھ کر تقطیع کروا کر یا نافکہ کاری (سائیکلو سٹائل) کرا کے یا فوٹو سٹیٹ

مشین کے ذریعہ یا کسی دیگر مشینی یا جسمانی طریقہ سے، جو فوری طور پر دستیاب ہو، کرائے گا۔

(2) کسی نقل کی تیاری کے بعد اُس کا معائنہ اور اصل مثل سے مقابلہ کیا جائے گا۔

(3) ہر نقل کے آخر میں، رجسٹرار یا نقول فراہم کرنے کا افسر مجاز، مندرجہ ذیل اندراجات کرے گا اور اُن کی توثیق کرے گا۔

(الف) نمبر درخواست۔

(ب) تاریخ پیشی درخواست۔

(ج) درخواست واپسی کی تاریخ معہ اعتراض، اگر کوئی ہو۔

(د) درخواست دوبارہ داخل کرنے کی تاریخ

(ہ) اخراجات نقول کی وصولیابی کی تاریخ

(و) نقل کردہ صفحات کی تعداد

(ز) اخراجاتِ نقول

(ح) درخواست پر چسپاں کورٹ فیس۔

(ط) نام نقل نویس

(ی) تکمیل نقل کی تاریخ؛ اور

(ک) تاریخ حوالگی نقل۔

46۔ رجسٹر کا مرتب کرنا ہر ٹائپ نویس، کسی نقل گیر مشین کا عامل یا نقل نویس، فارم نمبر 8 میں رجسٹر کا مرتب کرے گا۔

47۔ نقول فراہم کرنے کی حدِ وقت (1) نقول، بالعموم، نقل فراہمی کی درخواست پیش ہونے کی تاریخ کے تین یوم کے اندر فراہم کی جائیں گی۔

بشرطیکہ جب کسی وجہ سے کوئی نقل ایسی مدت کے اندر فراہم نہ کی جا سکی ہو تو درخواست گذار کو تحریری طور پر اگلی یا توسیع کردہ تاریخ، جس پر اُسے مطلوبہ نقل وصول کرنے کے لیے مطالبہ کرنا ہوگا، بتائی جائیگی۔

مزید شرط یہ ہے کہ جب کوئی نقل بتائی ہوئی یا توسیع کردہ تاریخ سے قبل، حوالگی کے لیے تیار ہو جائے تو ایسی نقل کی تاریخ تکمیل وہ تاریخ تصور ہوگی جو درخواست گذار کو نقل حوالگی کے لیے دی گئی ہو۔

(2) نقول فراہم کرنے کا افسر مجاز اس امر کا یقین حاصل کرے گا کہ نقول بلا تاخیر فراہم کی جاتی ہیں۔

48۔ فیس کی واپسی اور بقایا کی وصولی جب کسی نقل کے اخراجاتِ نقل:

(الف) جمع کردہ رقم سے کم پڑ جائیں تو رقم کی کمی درخواست گزار سے، اسے نقل حوالہ کرنے سے قبل، وصول کر لی جائے گی۔ یا

(ب) جمع کردہ رقم سے بڑھ جائیں تو زائد رقم درخواست گزار کو، نقل کی حوالگی کے وقت، لوٹا دی جائے گی۔

۴۹۔ نقل فیس کا جمع کرانا نقول کی فراہمی سے وصول کردہ اخراجات نقول حکومت کے خزانہ میں حساب کی متعلقہ مد کے تحت، ہر ماہ کے آخر تک، جمع کرائی جائے گی۔ اور حسابات کا افسر انچارج، ہر ماہ کی پانچ تاریخ تک، خزانہ سے جمع کردہ وصول یابیوں کی متزائد میزان حاصل کرے گا۔

باب۔ 8

مثل کی حفاظت اور تلفی

۵۰۔ مثل کی ترتیب (۱) درخواستوں، اپیلوں اور استصواب کی مثل دو حصص پر مشتمل ہوگی یعنی حصہ "الف" اور حصہ "ب"

(۲) ضمیمہ ۱ میں تصریح کردہ دستاویزات مثل کا حصہ "الف" بنیں گی اور، سوائے اس کے عدالت نے بصورت دیگر ہدایت کی ہو، تمام دیگر دستاویزات مثل کا حصہ "ب" بنیں گی۔

(3) کسی درخواست، اپیل یا استصواب کی مثل داخل دفتر کرنے سے قبل:

(الف) مثل کو حصہ "الف" اور حصہ "ب" میں ترتیب دی جائے گی۔

(ب) ہر دستاویز کو ضمن (الف) میں محولہ ترتیب کے مطابق حرف "الف" کے ساتھ یا، جیسی کہ صورت ہو، حرف "ب" کے ساتھ، نشان زد کیا جائے گا؛ اور

(ج) ایک اشاریہ (انڈکس)، اس پر متعلقہ اندراجات کر کے مثل کے شروع میں لگایا جائے گا۔

۵۱۔ مثل کی حفاظت درخواستوں، اپیلوں اور استصواب کا حصہ بنی ہوئی وہ دستاویزات جن کی ضمیمہ ۱۱ میں تصریح کی گئی ہے، کی ایسی مدت تک حفاظت کی جائے گی جیسا کہ اس میں تصریح کی گئی ہے جس کا شمار عدالت کے آخری حکم سے ہوگا۔

بشرطیکہ عدالت مجاز ہوگی کہ، ان وجوہات سے جن کو وہ ضبطِ تحریر میں لائے گی، کسی دستاویز کو ایسی مدت سے زیادہ حفاظت سے رکھنے کا حکم دے۔

۵۲۔ مثل کی تلفی کا طریقہ (۱) ضمیمہ ۱۱ میں تصریح کردہ حفاظت کی مدت ختم ہونے کے بعد، درخواستوں اپیلوں اور استصواب کی مثل جیسا کہ بعد ازیں بتایا گیا ہے، رجسٹرار یا چیئرمین کی طرف سے اس بارے میں مجاز کردہ افسر کی نگرانی میں، تلف کر دی جائے گی۔

(۲) ان دستاویزات سے، جن کو تلف کیا جانا ہے، تمام کورٹ فیس ٹکٹ اتار لیے جائیں گے اور جلا دیے جائیں گے۔

(3) مثل کو پھاڑ کر تلف کیا جائے گا تاکہ کوئی دستاویز دوبارہ استعمال نہ ہو سکے۔

(4) مثل کی تلفی کے بعد، وہ افسر جس کی نگرانی میں مثل تلف کی گئی، اس امر کی تصدیق کرے گا کہ تلفی بے

مثل ناقابلِ استعمال ہو گئی ہے۔

(ج) تمام کاغذات جو ناقابلِ استعمال کر دیئے گئے ہوں تلفی کے بعد رجسٹرار کے حکم کے تحت بطور ردی فروخت کر دیئے جائیں گے اور فروخت کی آمدنی سرکاری خزانہ میں جمع کرا دی جائے گی۔

53۔ مثل کا حصہ "ب" کب تلف کیا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ عدالت نے بصورتِ دیگر ہدایت کی ہو، درخواستوں، اپیلوں یا استصواب اور ان کے ساتھ داخل کردہ متفرق درخواستوں کا حصہ "ب" مثل کو محافظ خانہ میں داخل کرانے سے قبل تلف کیا جائے گا۔

بشرطیکہ جب سپریم کورٹ کے پاس اپیل رجوع ہو سکتی ہو، ایسی اپیل کے حصہ "ب" کی حفاظت کی جائے گی۔ حتیٰ کہ اس کی میعادِ سماعت گزر جائے یا جب کوئی اپیل دائر کر دی گئی ہو، حتیٰ کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ سے عدالت کو مطلع کر دیا جائے۔

مزید شرط یہ ہے کہ جب کوئی اپیل بوجہ غیر حاضری خارج کر دی جائے یا اس کی سماعت یکطرفہ طور پر کی گئی ہو، ایسی اپیلوں کا حصہ "ب" اُس وقت تک تلف نہیں کیا جائے گا جب تک کہ عدالت کے آخری حکم سے چھ ماہ نہ گزر جائیں۔

54۔ تلفی کی صورتِ حال کا اندراج کیا جائے گا۔ درخواستوں، اپیلوں یا استصواب کی تلفی کی صورتِ حال کا، اُن کی تلفی کے فوراً بعد، مثل کی تلفی کی نگرانی کرنے والے افسر کے دستخط کے تحت اُس رجسٹر میں، جس میں ایسی درخواستیں، اپیلیں یا استصواب درج کیے گئے ہوں، اور مثل پر پہلے لگائے گئے اشاریہ پر بھی، اندراج کیا جائے گا۔

55۔ رجسٹروں کی قسم بندی، ترتیب اور حفاظت۔ (۱) عدالت کے رجسٹر عدالت کی زبان میں مرتب کیے جائیں گے اور حسبِ ذیل اقسام میں تقسیم کیے جائیں گے؛ یعنی:

(الف) ابتدائی رجسٹر جو درخواستوں، اپیلوں اور استصواب کا ارجاع اور تصفیہ ظاہر کرنے کے لیے مرتب کیے گئے ہوں۔

(ب) ذیلی رجسٹر جو انتظامی مقاصد کے لیے ترتیب دیئے گئے ہوں۔

(ج) رجسٹر اعداد و شمار جو عدالت کے ماہانہ اور سالانہ گوشوارے تیار کرنے کے لیے مرتب کیے گئے ہوں۔

(۲) ضمیمہ III کے خانہ ۲ میں تصریح کردہ عدالت کے رجسٹروں کی ایسی مدت تک حفاظت کی جائے گی جس کی اُس کے خانہ ۵ میں تصریح کی گئی ہے۔

56۔ گوشواروں اور دیگر کاغذات کی تلفی اور حفاظت۔ (۱) معیادی گوشوارے، خط و کتابت، عدالت کے افسران اور ملازمین کی ذاتی مثلیں اور دیگر کاغذات جن کی ضمیمہ II اور ضمیمہ III میں تصریح نہیں کی گئی، کی ایسی مدت تک حفاظت کی جائے

گی جس کی تصریح ضمیمہ ۷ میں کی گئی ہے اور اس کے بعد تلف کیے جائیں گے۔

(2) وہ مدت، جس کے لیے گوشوارے اور دیگر کاغذات حفاظت سے رکھے جائیں گے، کا حساب، اُن پر دی گئی تاریخ کے بعد کی یکم جنوری سے، لگایا جائے گا۔

مثال: 1980ء کے کاغذات، جو تحت قاعدہ ہذا ایک سال کے لیے رکھے جانے ہوں؛ اکتیس دسمبر 1981ء کے بعد قابلِ تلفی ہوں گے۔

(3) جب کوئی کاغذ تلف کیا جائے تو اس رجسٹر میں اندراج کے محاذ حرف "ت (تلف شدہ)" سرخی سے لکھا جائے گا، جس میں ایسا کاغذ درج ہو۔

باب۔ 9

عمومی

57۔ رجسٹرار انتظامی سربراہ ہوگا

(1) رجسٹرار عدالت کے دفتر کا انتظامی سربراہ ہوگا۔ بشرطیکہ چیئرمین مجاز ہوگا کہ تحریری حکم سے، ڈپٹی رجسٹرار یا عدالت کے کسی دیگر افسر کو، رجسٹرار کے تمام یا کچھ فرائض منصبی سرانجام دینے کے لیے، اختیار دے۔

(2) رجسٹرار، چیئرمین کی ہدایات کے تابع، عدالت کے افسران اور ملازمین کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے گا۔

(3) علالت یا کسی دیگر وجہ سے رجسٹرار کی غیر حاضری میں چیئرمین کی طرف مجاز کردہ ڈپٹی رجسٹرار، رجسٹرار کے اختیارات اور فرائض منصبی انجام دے گا۔

(4) رجسٹرار، چیئرمین کی پیشگی اجازت سے، عدالت کے افسران کے فرائض منصبی کا تعین کرے گا۔

58۔ عدالت کی مہر

(1) عدالت کی ایک مہر ہوگی جو عدالت کا نام اور نشان ظاہر کرے گی۔

(2) مہر، رجسٹرار یا ایسے افسر، جس کی کہ چیئرمین ہدایت کرے، کی تحویل میں رہے گی۔ اور عدالت کے صادر کردہ ہر حکم پر ثبت کی جائے گی۔

59۔ نوٹس پر رجسٹرار دستخط کرے گا وغیرہ

ہر نوٹس پر رجسٹرار یا عدالت کا کوئی دیگر افسر، جسے چیئرمین نے اس بارے میں مجاز کیا ہو، دستخط کرے گا اور اس پر عدالت کی مہر ثبت کی جائے گی۔

60۔ عدالت کے روبرو معاملات کی روزانہ سماعت کی جائے گی

سوائے اس کے کہ چیئرمین یا کوئی بنچ بلا باری کے سماعت کرنے کی ہدایت کرے، تمام درخواستوں، اپیلوں اور استصواب کی روزانہ سماعت کی جائے گی۔

61۔ گواہوں، علماء وغیرہ کا بھتہ (الاؤنس)

(1) ہر عالم، ماہر قانون، ماہر اور گواہ، جسے آرٹیکل 203 ہ (5) کی شق (7) کے تحت مدعو کیا گیا ہو، کو

سو روپے یومیہ ادا کیا جائے گا۔

(۲) ہر عالم، ماہر قانون، ماہر اور گواہ، جسے عدالت نے متذکرہ بالا طور پر مدعو کیا ہو، جو عدالت کے اجلاس کرنے کے مقام سے باہر کا سکونتی ہو، حقدار ہو گا:

(الف) اگر وہ ہوائی سفر کرے، کفایتی درجہ کے ہوائی کرایہ کا،

(ب) اگر وہ ریل سے سفر کرے، سب سے اونچے درجہ کی جگہ کا کرایہ، چاہے اسے کوئی نام دیا گیا ہو، اور

(ج) اگر وہ سڑک پر اپنی کار سے سفر کرے تو اس کی جائے سکونت سے عدالت کی جائے اجلاس تک اور واپسی کا ۱.۲۰ روپے فی کلومیٹر۔

(3) کوئی عالم، ماہر قانون، ماہر اور گواہ، جس کا حوالہ ضمنی قاعدہ (۲) میں دیا گیا ہے، ہوٹل کی رسید پیش کرنے پر، زیادہ سے زیادہ دو سو روپے یومیہ کی حد کے تابع، ہوٹل کے اصل اخراجات وصول کرنے کا حقدار ہو گا۔

(4) عدالت، جب مناسب سمجھے، ان وجوہات پر جو وہ ضبطِ تحریر میں لائے گی۔ کسی عالم، ماہر قانون، ماہر یا گواہ کو، اس سے زیادہ یومیہ بھتہ یا ہوٹل کے اخراجات ادا کیے جانے کی، ہدایت کر سکتی ہے۔

62۔ عدالت کی زبان عدالت کی زبان اردو اور انگریزی ہو گی۔

63۔ عدالتی چھٹیاں وغیرہ چیئرمین ہر کیلنڈر سال کے آغاز سے قبل یا کسی دیگر وقت عدالتی چھٹیوں اور وقفوں کی مدت کا اعلان کرے گی جب عدالت چھٹیوں کے لیے بند رہے گی۔

64۔ وکلاء کا لباس عدالت میں پیش ہونے والے وکیل کالی شیروانی سفید شلوار یا پاجامہ، کالی جرابوں اور جوتوں کے ساتھ، یا ایسا عدالتی لباس جو سپریم کورٹ نے بار کے ممبران کے لیے مقرر کیا ہو، پہنیں گے۔

65۔ احکام (۱) چیئرمین، دستور کے حصہ ہفتم کے باب۔ 3۔الف اور قواعد ہذا کے احکام سے غیر متضاد احکام دے سکتا ہے جو عدالت کے روزمرہ کے کام کو سرانجام دینے کے لیے، ضروری ہوں۔

(۲) ضمنی قاعدہ (۱) کے تحت صادر کردہ ہر حکم کی رجسٹرار توثیق کرے گا۔

66۔ منسوخی وفاقی شرعی عدالت کے قواعد ۱۹۸۰ء بذریعہ ہذا منسوخ کیے جاتے ہیں۔

صدر کا حکم نمبر ۱ مجریہ ۱۹۸۰ء

دستور کا (ترمیمی) حکم بابت ۱۹۸۰ء

(27 مئی 1980ء)

نمبر(Pub)80)/(2) 17 .F صدر کی طرف سے 26 مئی 1980ء کو صادر کیا گیا۔

مندرجہ ذیل حکم عام اطلاع کے لیے شائع کیا جاتا ہے۔

5 جولائی 1977ء کے اعلان معہ نفاذ قوانین (تسلسل نفاذ) کا حکم بابت 1977ء (چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا حکم نمبر ۱ بابت 1977ء) کی مطابقت میں اور ان تمام اختیارات کو زیرِ کار لاتے ہوئے جو اس سلسلہ میں انہیں مجاز کرتے ہیں، صدر بخوشی مندرجہ ذیل حکم وضع کرتے ہیں۔

۱۔ مختصر نام اور آغاز | (۱) حکم ہذا کو دستور کا (ترمیمی) حکم بابت 1980ء کہا جائے گا۔
(2) یہ فوری طور پر نفاذ پذیر ہوگا۔

۲۔ دستور کی دفعہ 199 کی ترمیم | دستور کی دفعہ 199 میں ضمن (3) کے بعد حسب ذیل نئی ضمن ہائے شامل کی جائیں گی۔ یعنی:

(3۔الف) کسی عدالت کے کسی فیصلہ کے باوصف، جس میں عدالتوں کے عدالتی نظرثانی کے اختیارات کی نسبت کوئی فیصلہ شامل ہوگا، ہائی کورٹ زیرِ دفعہ ہذا:

(الف) چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے جاری کردہ کسی ضابطہ یا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یا مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے جاری کردہ کسی مارشل لاء کے حکم یا ان کے تحت کسی امر کی انجام دہی یا کی گئی کارروائی یا جو سرانجام دی جانی یا کی جانی مقصود ہو، کے جواز یا اثر کی نسبت کوئی حکم صادر نہیں کرے گی۔

(ب) کسی فوجی عدالت یا ٹریبونل کی طرف سے صادر کردہ کسی فیصلہ یا سزا کے جواز یا اثر کے متعلق کوئی حکم نہیں دے گی۔

(ج) کسی ایسے امر کے متعلق، جس پر فوجی عدالت یا ٹریبونل کا اختیارِ سماعت وسعت پذیر ہو اور جس پر فوجی عدالت یا ٹریبونل نے دست اندازی کرلی ہو، کوئی حکمِ امتناعی عطا نہ کرے گی، کوئی حکم صادر نہ کرے گی یا کوئی کارروائیاں قبول نہ کرے گی۔

(د) چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یا مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یا دونوں میں سے کسی کے حکم کے تحت کارگزار

شخص کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کرے گی۔

(۳۔ ب) ایسا ہر حکم، حکمِ امتناعی یا کارروائی جس کا ضمن (۳۔ الف) میں حوالہ دیا گیا ہے جو، دستور کے (ترمیمی) حکم بابت ۱۹۸۰ء کے آغاز سے قبل یا بعد میں، عطا کیا گیا ہو یا جاری کیا گیا ہو، کسی عدالت کے کسی فیصلے کے باوصف باطل و کالعدم اور غیر مؤثر ہوگا اور کوئی کارروائیاں جو ایسے حکم، حکمِ امتناعی یا کارروائی کے صدور، عطائیگی یا اجراء کے لیے کسی عدالت، بشمول سپریم کورٹ، میں زیرِ سماعت ہوں، ساقط ہو جائیں گی۔

(۳۔ ج) ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کا اعلان، صدر کے تمام فرمان، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے احکام مارشل لاء کے ضابطے اور مارشل لاء کے فرمان جو ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو یا اس کے بعد صادر کیے گئے، کو بذریعہ ہذا، کسی عدالت کے کسی فیصلے کے باوجود، جائز طور پر صادر کردہ قرار دیا جاتا ہے۔

۳۔ دستور کے حصہ ہفتم میں باب (۳۔ الف) کی تبدیلی دستور کے حصہ ہفتم میں باب (۳۔ الف) کی بجائے حسبِ ذیل تبدیل کیا جائے گا۔

باب-3-الف وفاقی شرعی عدالت

۲۰۳۔ الف۔ باب کے احکام دستور کے دیگر احکام پر غالب ہوں گے باب ہذا کے تحت احکام دستور میں کسی امر کے باوجود، مؤثر ہوں گے۔

۲۰۳۔ ب۔ تعریفات سوائے اس کے کہ مضمون یا سیاق و سباق میں کوئی امر اس کے منافی ہو،
(الف) "چیئرمین" سے مراد عدالت کا چیئرمین ہے۔
(ب) "عدالت" سے مراد دفعہ ۲۰۳۔ ج کی مطابقت میں تشکیل کردہ وفاقی شرعی عدالت ہے۔
(ج) "قانون" میں کوئی رسم یا رواج جو بحیثیت قانون معمول ہو، شامل ہے، لیکن دستور، شخصی قانون مسلمانان اور کسی عدالت یا ٹریبونل کے طریقہ کار کی نسبت قانون یا تا آنکہ باب ہذا کے نفاذ سے تین سال نہ گزر جائیں کوئی مالیاتی قانون یا ٹیکسوں یا فیسوں کے جمع کرنے یا بنکاری، یا بیمہ کا عمل اور طریقہ کار کی بابت کوئی قانون شامل نہیں ہے؛ اور
(د) "ممبران" سے مراد عدالت کے ممبران ہیں۔

۲۰۳۔ ج۔ وفاقی شرعی عدالت (۱) باب ہذا کے مقصد کے لیے ایک عدالت کی تشکیل کی جائے گی جسے وفاقی شرعی عدالت کہا جائے گا۔
(۲) عدالت چیئرمین سمیت پانچ (مسلمان) ممبران پر مشتمل ہوگی جنہیں صدر مقرر کرے گا۔
(۳) چیئرمین ایسا شخص ہوگا جو سپریم کورٹ کا جج ہو، یا رہا ہو یا جج ہونے کا اہل ہو۔

(۴) چیئرمین اور ممبر ایسے عرصہ تک عہدہ پر فائز رہیں گے جو تین سال سے زائد نہ ہوگی تاہم ایسے مزید عرصہ یا عرصوں کے لیے تعینات کیے جا سکتے ہیں جو صدر مقرر کریں۔
مگر شرط یہ ہوگی کہ ہائی کورٹ کا کوئی جج ایک سال سے زائد عرصہ کے لیے ممبر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ سوائے اس کی اپنی رضامندی کے اور، "سوائے اس کے کہ جب جج خود چیف جسٹس ہو" ، صدر کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے مشورہ کے بعد۔

(۴-الف) چیئرمین، اگر وہ سپریم کورٹ کا جج نہ ہو اور کوئی ممبر جو ہائی کورٹ کا جج نہ ہو، صدر کو مخاطب کی گئی اپنی قلمی تحریر سے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے سکتا ہے۔

۵- ہائی کورٹ کا کوئی جج جو بطور ممبر تعیناتی قبول کرے، اپنے عہدہ سے ریٹائر تصور کیا جائے گا اور ایسی ریٹائرمنٹ پر پنشن پانے کا حق دار ہوگا۔ جس کا حساب اس کی بطور جج ملازمت کی مدت اور پاکستان کی کل ملازمت، اگر کوئی ہو، کی بنیاد پر لگایا جائے گا۔

۶- عدالت کا صدر مقام اسلام آباد میں ہوگا لیکن عدالت پاکستان میں ایسی دیگر جگہوں پر، وقتاً فوقتاً، اجلاس کرنے کی مجاز ہوگی جو کہ چیئرمین، صدر کی منظوری سے، مقرر کرے۔

7- عہدہ سنبھالنے سے قبل، چیئرمین اور ممبر، صدر یا اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص کے روبرو تیسری جدول میں دی گئی شکل میں حلف لیں گے۔

8- کسی وقت، جب چیئرمین یا کوئی ممبر غیر حاضر ہو یا اپنے عہدہ کے فرائض سرانجام دینے سے قاصر ہو تو صدر دیگر شخص، جو اس مقصد کے لیے اہل ہو، مقرر کریں گے کہ وہ بطور چیئرمین یا، جیسی کہ صورت ہو، ممبر کے کام کرے۔

9- ایسا چیئرمین جو سپریم کورٹ کا جج رہا ہو، اسی تنخواہ، بھتہ اور مفادات کا حقدار ہوگا جو سپریم کورٹ کے جج کے لیے روا ہیں اور کوئی ممبر جو ہائی کورٹ کا جج نہ ہو اسی تنخواہ، بھتہ اور مفادات کا حقدار ہوگا جو ہائی کورٹ کے جج کے لیے روا ہوں۔

۳ : ۲ : ۵- عدالت کے اختیارات، اختیارِ سماعت اور فرائضِ منصبی

(۱) عدالت مجاز ہوگی کہ پاکستان کی کسی شہری یا وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کی درخواست پر اس مسئلہ کی تحقیقات اور فیصلہ کرے آیا کہ کوئی قانون یا قانون کی دفعہ قرآنِ کریم اور سنتِ رسول میں بتائے گئے اسلامی عقائد، جن کا بعد ازیں بطور اسلامی عقائد کے حوالہ دیا گیا ہے، کے منافی ہیں یا نہیں۔

[illegible] اگر ہائی کورٹ فیصلہ کرے کہ کوئی قانون یا قانون کی دفعہ اسلامی عقائد کے منافی ہے تو اپنے فیصلہ میں بیان کرے گی:

---

* بمطابق [illegible] (ترمیمی) آرڈیننس 1980ء سے 19 جون 1980ء سے ایزاد ہوا۔

(الف) اُس کے ایسی رائے قائم کرنے کی وجوہات۔
(ب) ایسا قانون یا دفعہ کس حد تک اس طور پر منافی ہے اور اُس تاریخ کی صراحت کرے گی جس سے ایسا فیصلہ مؤثر ہوگا۔

(۳) اگر عدالت کوئی قانون یا قانون کی دفعہ اسلامی عقائد کے منافی قرار دے،

(الف) صدر، ایسے قانون کی صورت میں جو ایسے امر کے متعلق ہو جو وفاقی قانون سازی کی فہرست یا مرتبہ قانون سازی کی فہرست میں ہو یا گورنر، اس قانون کی صورت میں، جو ایسے امر سے متعلق ہو جو اُن فہرستوں میں سے کسی میں بھی درج نہ ہو، قانون یا قانون کی دفعہ کو اسلامی عقائد کی مطابقت میں ترمیم کرنے کے لیے اقدام کریں گے۔
(ب) ایسا قانون یا دفعہ، اس حد تک جس حد تک اُسے اس طور پر منافی قرار دیا گیا ہو، اُس تاریخ سے جس سے ہائی کورٹ کا فیصلہ مؤثر ہوگا، مؤثر نہیں رہیں گے۔

(۴)[1] ۲۰۳ ۔ د د ۔ **عدالت کا مزید اختیارِ سماعت** عدالت کو ایسا دیگر اختیارِ سماعت حاصل ہوگا جو اُسے کسی قانون سے یا تحت تفویض کیا جائے۔

۲۰۳ ۔ ہ ۔ **عدالت کے اختیارات اور ضابطہ** (۱) اپنے فرائضِ منصبی کی بجا آوری کے لیے عدالت کو مندرجہ ذیل امور کے متعلق کسی دیوانی عدالت کے اختیارات حاصل ہوں گے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ (۱۹۰۸ کا پانچواں) کے تحت کسی نالش کی سماعت کر رہی ہو، یعنی:
(الف) کسی شخص کو طلب اور حاضر کرانے اور حلف پر اُس کا بیان لینے کا؛
(ب) کسی دستاویز کے انکشاف اور پیش سازی کا؛
(ج) حلفیہ بیانوں پر شہادت لینے کا؛ اور
(د) گواہان کے اظہار لینے یا دستاویزات کے معائنہ کے لیے کمیشن جاری کرنے کا۔
(۲) عدالت کو ہر طرح سے اپنی کارروائیاں کرنے اور اپنا طریقہ کار منضبط کرنے کا، جیسا کہ وہ مناسب سمجھے، اختیار ہوگا۔
(۳) عدالت کو اپنی توہین کی سزا دینے کے لیے ہائی کورٹ کا اختیار حاصل ہوگا۔
(4)[2] دفعہ ۲۰۳ ۔ د کی ضمن (۱) کے تحت عدالت کے رُوبرو کسی کارروائیوں کے کسی فریق کی نمائندگی کوئی قانون پیشہ کر سکتا ہے، جو مسلمان ہو، جو کسی ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ کے طور پر ایسی مدت تک جو پانچ سال سے کم نہ ہو یا سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ کی حیثیت سے درج ہو یا ایسے

۱۔ دستور کے (دوسرے ترمیمی) فرمان بابت ۱۹۸۰ء سے ۱۲ جون ۱۹۸۰ء سے خارج کی گئی۔
۲۔ دستور کے (دوسرے ترمیمی) فرمان بابت ۱۹۸۰ء سے ۱۲ جون ۱۹۸۰ء سے شامل کی گئی۔

عالم قانون کے ذریعہ جس کو اُس فریق نے ہائی کورٹ کی اس مقصد کے لیے تیار کردہ عالم قانون کی فہرست سے چنا ہو۔

(۵) ضمن (4) میں محولہ عالم قانون کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے کا اہل ہونے کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ شخص ایسا عالم ہو، جو عدالت کی رائے میں، شریعت کا ماہر ہے۔

(۶) ایک قانون پیشہ یا عالم قانون، جو عدالت میں کسی فریق کی نمائندگی کررہا ہو، اُس فریق کی وکالت نہیں کرے گا بلکہ وہ اُس کارروائی سے متعلقہ، جہاں تک اُسے علم ہو، اسلامی عقائد بیان کرے گا، پیش کرے گا اور ان کی تشریح کرے گا اور وہ ایسے اسلامی عقائد کی اپنی تشریح کا تحریری بیان پیش کرے گا۔

(۷) عدالت، پاکستان میں سے یا بیرون ملک سے کسی شخص کو، جسے عدالت اسلامی قانون کا ماہر تصور کرتی ہو، مدعو کرسکتی ہے کہ وہ اُس کے روبرو پیش ہو اور اُس کی اس طور پر مدد کرے جیسی کہ اس سے لی جانے کی ضرورت ہو۔

(8) دفعہ ۲۰۳ ج۔ د کے تحت کسی عرضی یا درخواست کی نسبت کوئی کورٹ فیس قابل ادائیگی نہ ہوگی

۲۰۳۔ و سپریم کورٹ کو اپیل (۱) دفعہ ۲۰۳ ج۔ د کے تحت عدالت کے روبرو کسی کارروائیوں کا کوئی فریق، جو ایسی کارروائیوں میں عدالت کے قطعی فیصلے سے رنجیدہ ہو، ایسے فیصلہ کے ساٹھ دن کے اندر سپریم کورٹ میں اپیل کرسکتا ہے۔

(۲) دفعہ ۲۰۳ ج۔ د کی ضمن ہائے (۲) اور (۳) کے احکام سپریم کورٹ کی نسبت اسی طرح اطلاق پذیر ہوں گے گویا اُن احکام میں عدالت کا حوالہ سپریم کورٹ کا حوالہ ہو۔

(۳) دفعہ ہذا[۱] سے تفویض کردہ اختیارات سماعت زیر کار لانے کے مقصد کے لیے، سپریم کورٹ کے تین مسلمان ججوں پر مشتمل ایک بنچ تشکیل دیا جائے گا جسے شریعت کی اپیل کا بنچ کہا جائے گا۔ اور گذشتہ ضمن ہائے میں سپریم کورٹ کا حوالہ شریعت کی اپیل کے بنچ کا حوالہ سمجھا جائے گا۔

۲۰۳۔ ز اختیار سماعت کی ممانعت سوائے اس کے کہ جیسا دفعہ ۲۰۳ ج۔ د میں محکوم ہے، کوئی عدالت یا ٹریبونل، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سمیت، ایسے معاملہ کی نسبت جو عدالت کے اثر اور اختیار سماعت میں ہو، کوئی کارروائیاں وصول نہ کرے گی نہ کوئی اثر یا اختیار سماعت استعمال کرے گی۔

۲۰۳۔ ح۔ زیر سماعت کارروائیوں کا جاری رہنا ضمن (۲) کے تابع، باب ہذا میں کوئی امر اس بات کا متقاضی نہیں سمجھا جائے گا کہ باب

---

(۱) دستور کے (دوسرے ترمیمی) فرمان بابت ۱۹۸۰ء کے تحت الفاظ "دفعہ ہذا" کے الفاظ "دفعہ ۲۰۳ ج۔ د" تبدیل کیے

عالم قانون کے ذریعہ جس کو اس فریق نے ہائی کورٹ کی اس مقصد کے لیے تیار کردہ عالم قانون کی فہرست سے چنا ہو۔

(۵) ضمن (4) میں محولہ عالم قانون کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے کا اہل ہونے کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ شخص ایسا عالم ہو، جو عدالت کی رائے میں، شریعت کا ماہر ہے۔

(۶) ایک قانون پیشہ یا عالم قانون، جو عدالت میں کسی فریق کی نمائندگی کر رہا ہو، اس فریق کی وکالت نہیں کرے گا بلکہ وہ اس کارروائی سے متعلق، جہاں تک اسے علم ہو، اسلامی عقائد بیان کرے گا پیش کرے گا اور ان کی تشریح کرے گا اور وہ ایسے اسلامی عقائد کی اپنی تشریح کا تحریری بیان پیش کرے گا۔

(۷) عدالت، پاکستان میں سے یا بیرون ملک سے کسی شخص کو، جسے عدالت اسلامی قانون کا ماہر تصور کرتی ہو، مدعو کر سکتی ہے کہ وہ اس کے روبرو پیش ہو اور اس کی اس طور پر مدد کرے جیسی کہ اس سے لی جانے کی ضرورت ہو۔

(8) دفعہ ۲۰۳۔ د کے تحت کسی عرضی یا درخواست کی نسبت کوئی کورٹ فیس قابل ادائیگی نہ ہوگی

۲۰۳۔ و سپریم کورٹ کو اپیل (۱) دفعہ ۲۰۳۔ د کے تحت عدالت کے روبرو کسی کارروائیوں کا کوئی فریق، جو ایسی کارروائیوں میں عدالت کے قطعی فیصلے سے رنجیدہ ہو، ایسے فیصلہ کے ساٹھ دن کے اندر سپریم کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے۔

(۲) دفعہ ۲۰۳۔ د کی ضمن ہائے (۲) اور (۳) کے احکام سپریم کورٹ کی نسبت اسی طرح اطلاق پذیر ہوں گے گویا ان احکام میں عدالت کا حوالہ سپریم کورٹ کا حوالہ ہو۔

(۳) دفعہ ہذا سے تفویض کردہ اختیارات سماعت زیر کار لانے کے مقصد کے لیے، سپریم کورٹ کے تین مسلمان ججوں پر مشتمل ایک بنچ تشکیل دیا جائے گا جسے شریعت کی اپیل کا بنچ کہا جائے گا۔ اور گزشتہ ضمن ہائے میں سپریم کورٹ کا حوالہ شریعت کی اپیل کے بنچ کا حوالہ سمجھا جائے گا۔

۲۰۳۔ ز اختیار سماعت کی ممانعت سوائے اس کے کہ جیسا دفعہ ۲۰۳۔ د میں محکوم ہے، کوئی عدالت یا ٹربیونل، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سمیت، ایسے معاملہ کی نسبت جو عدالت کے اثر اور اختیار سماعت میں ہو، کوئی کارروائیاں وصول نہ کرے گی نہ کوئی اثر یا اختیار سماعت استعمال کرے گی۔

۲۰۳۔ ح۔ زیر سماعت کارروائیوں کا جاری رہنا ضمن (۲) کے تابع، باب ہذا میں کوئی امر اس بات کا متقاضی نہیں سمجھا جائے گا کہ باب

---

(۱) دستور کے (دوسرے ترمیمی) فرمان بابت ۱۹۸۰ء کے تحت الفاظ "دفعہ ہذا" کے الفاظ "دفعہ ۲۰۳۔ د" تبدیل کئے

ہذا کے آغاز سے فوری پیشتر کسی عدالت یا ٹربیونل میں زیرِ سماعت یا ایسے آغاز کے بعد شروع کی جانے والی کارروائیاں صرف اس بنا پر ملتوی کر دی جائیں یا روک دی جائیں کہ عدالت کو اس تصفیہ کے لیے درخواست گزاری گئی ہے کہ ایسی کارروائیوں میں متنازعہ امر کے فیصلہ سے متعلقہ کوئی قانون یا قانون کا حکم اسلامی عقائد کے منافی ہے یا نہیں اور ایسی تمام کارروائیاں جاری رہیں گی اور ان میں متنازعہ امر نافذ الوقت قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

(۲) دستور کی دفعہ ۲۰۳ ب کی ضمن (۱) کے تحت تمام کارروائیاں جو باب ہذا کے آغاز سے فوری قبل کسی ہائیکورٹ میں زیرِ سماعت ہوں، عدالت کو منتقل ہو جائیں گی اور عدالت ان پر اس مرحلہ سے کارروائی شروع کرے گی۔ جس پر وہ اس طرح منتقل ہوئی ہوں۔

(۳) نہ تو عدالت کو نہ ہی سپریم کورٹ کو، باب ہذا کے تحت اپنے اختیار سماعت زیرِ کار لاتے ہوئے، کسی دیگر عدالت یا ٹربیونل کے پاس زیرِ سماعت کارروائی کی نسبت کوئی حکمِ امتناعی عطا کرنے کا یا کوئی عبوری حکم دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

۲۰۳۔ ط۔ اداری انتظامات وغیرہ وفاقی حکومت تمام ایسے اداری انتظامات کرے گی اور عدالت کو ایسے افسران اور ماہرین کی خدمات فراہم کرے گی جو وہ عدالت کے فرائضِ منصبی کی آسان بجا آوری کے لیے ضروری سمجھے۔

۲۰۳۔ ی۔ قواعد بنانے کا اختیار (۱) عدالت سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعہ باب ہذا کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے قواعد بنا سکتی ہے۔

(۲) خاص طور پر اور بلا مضرت سابقہ اختیار کی عمومیت کے، ایسے قواعد مندرجہ ذیل تمام یا کسی ایک امر کے متعلق اہتمام کر سکتے ہیں۔

(الف) اعزازیہ کی ادائیگی کی شرح، جو عدالت سے طلب کردہ عالمِ قانون، ماہرین اور گواہان کو ان اخراجات کے ادا کرنے کے لیے، اگر کوئی ہوں، دی جائے گی جو انہوں نے عدالت کے روبرو کارروائیوں میں حاضر ہونے کے لیے برداشت کیے ہوں۔

(ب) اس حلف کی شکل جو عالمِ قانون، ماہر یا گواہ عدالت میں پیش ہونے پر اٹھائیں گے۔

(ج) عدالت کے وہ اختیارات اور فرائضِ منصبی جو چیئرمین کی طرف سے تشکیل کردہ ایک یا دو ممبروں پر مشتمل بنچ زیرِ کار لائے ہوں یا سرانجام دے رہے ہوں۔

(د) عدالت کا فیصلہ جو اس بنچ کے ممبروں کی اکثریتی رائے کے مطابق دیا جا رہا ہو، یا جیسی کہ صورت ہو، ان ممبروں کی جن سے بنچ کی تشکیل ہوئی ہو اور

(ہ) ان مقدمات کا فیصلہ جس میں بنچ تشکیل کرنے والے ممبر اپنی رائے میں برابر برابر تقسیم ہوں۔

(۳)[4] تا وقتیکہ ضمن (۱) کے تحت قواعد وضع نہ ہو جائیں، اعلیٰ عدالتوں کے شریعت بنچ کے قواعد مجریہ ۱۹۷۹ء ضروری ترمیم کے ساتھ اور جہاں تک کہ وہ باب ہذا کے احکام سے متضاد نہ ہوں، زیرِ نفاذ رہیں گے۔

۴۔ دستور کی (دوسری ترمیم) کے آرڈیننس ۱۹ر جون ۱۹۸۰ء سے شامل ہوئی۔

4۔ دستور کی تیسری جدول کی ترمیم | دستور کی تیسری جدول میں حلف کے اُس فارم کے بعد جو پاکستان کے چیف جسٹس کے لیے مقرر کیا گیا ہے، درج ذیل فارم شامل کیا جائے گا۔ یعنی :

وفاقی شرعی عدالت کے چیئرمین یا ممبر کا حلف

زیر دفعہ 203 (ج) (7)

میں .... سچے دل سے حلف لیتا ہوں کہ بطور چیئرمین / ممبر وفاقی شرعی عدالت، دیانتداری سے، اپنی بہترین صلاحیت کے ساتھ، وفاداری سے، قانون کے مطابق، اپنے فرائض انجام دوں گا اور اپنے فرائض منصبی بجالاؤں گا۔
اور یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری اطوار یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

باب نمبر ۵

فارم - ۱

(ملاحظہ ہو قاعدہ ۹)

وفاقی شرعی عدالت/درخواستوں کا رجسٹر

نمبر شمار	درخواست کے ارجاع کی تاریخ	نام درخواست گزار	وکیل یا ماہرِ قانون کا نام، اگر کوئی ہو	درخواست کی منظوری کی تاریخ	اس قانون کا عنوان جس کا اسلامی احکام کے منافی ہونے کا مطالبہ ہے	آیا وفاقی یا صوبائی قانون ہے	عدالت کے فیصلہ کی تاریخ	فیصلے کے اقتباسات	اپیل کا نتیجہ بمع تاریخ حکم سپریم کورٹ	سپریم کورٹ کے حکم کا خلاصہ	کیفیت
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12

فارم - ۲

ماہرِ قانون، ماہر اور گواہ کا حلف

میں .... صدقِ دل سے اُٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت اور توحید قادرِ مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، کتبِ الٰہیہ، جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے، نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاتم النبیین، جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، روزِ قیامت اور قرآن پاک اور سنت کی جملہ مقتضیات و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔

میں ایمانداری اور اپنی انتہائی صلاحیت سے کارروائی سے متعلق اسلامی احکام کی تصریح، تعبیر اور تشریح کروں گا اور کسی فریق کی وکالت کیے بغیر عدالت کی پوری مدد کروں گا۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد یا کسی دوسرے شخص کے مفاد کو اپنی رائے پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

فارم - ۳

(ملاحظہ ہو قاعدہ ۲۰)

وفاقی شرعی عدالت، اپیلوں کا رجسٹر

نمبر شمار	اپیل کے ارجاع جیل سے وصولی یا ہائیکورٹ سے منتقلی کی تاریخ	نام اپیل کنندہ	اس صوبہ، ضلع، تحصیل کا نام جہاں جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو	اس قانون کی دفعہ جس کے تحت سزا دی گئی ہے	سزا سنانے والی عدالت سیشن کا نام	اپیل کی منظوری برائے سماعت کی تاریخ	عدالت کے فیصلہ کی تاریخ	فیصلہ کا خلاصہ	کیفیت
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10

فارم - 4

(ملاحظہ ہو قاعدہ 27)

وفاقی شرعی عدالت، استصواب کا رجسٹر

نمبر شمار	استصواب کی وصولی کی تاریخ	جج کا نام	ابتدائی عدالت، ضلع، تحصیل کا نام	جس جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا / اس قانون کی دفعہ جس کے تحت	سزا جو دی گئی ہے	سزا پانے والے ملزم کا نام	عدالت کے فیصلے کی تاریخ	فیصلے کا خلاصہ	کیفیت
1	2	3	4	5		6	7	8	9

فارم - 5

(ملاحظہ ہو قاعدہ 41)

وفاقی شرعی عدالت، نقل کی فراہمی کی درخواست

نمبر درخواست ______________

تاریخ ______________

جمع کردہ رقم ______________

نمبر درخواست/اپیل/استصواب ______________ دستخط رجسٹرار وغیرہ

______________ درخواست گزار/اپیل کنندہ

بنام

______________ مسئول علیہ ______________

سماعت کے لیے منظوری یا اخراج کی تاریخ ______________ اجرت نقول ______________

آخری فیصلہ کی تاریخ ______________

فیصلہ کردہ منجانب:

مسٹر جسٹس ______________

مسٹر جسٹس ______________

مسٹر جسٹس ______________ جمع کردہ رقم ______________

مسٹر جسٹس ______________ رقم کی واپسی/وصولی ______________

مسٹر جسٹس ______________

ضلع ______________

سپریم کورٹ کے استعمال کے لیے

ذاتی استعمال کے لیے

ایک روپے کا کورٹ فیس ٹکٹ

جناب عالی،
مہربانی فرما کر متذکرہ بالا درخواست / اپیل / استصواب میں حسب ذیل مصدقہ نقل / نقول فراہم کر کے مشکور فرمایا جائے:۔

(1) ______________ (2) ______________

(3) ______________ (4) ______________

درخواست گزار ______________

پتہ ______________

____

تاریخ ______________ دستخط

فارم ۔ 6

[ملاحظہ ہو قاعدہ (1) 44]

وفاقی شرعی عدالت، رجسٹر فراہمی نقول

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16
نمبر شمار	نقل کے لیے درخواست پیش کرنے کی تاریخ	پیشگی رقم جمع کرانے کی تاریخ	نام درخواست گزار اور اس کا پورا پتہ	درخواست / اپیل یا استصواب کا مقدمہ نمبر	درخواست گزار / اپیل کنندہ / سائل	مسؤل علیہ	جمع کردہ رقم	نقل فیس کی رقم جو درخواست گزار سے وصول کی جاتی ہے	زائد جمع شدہ رقم جو واپس کی جائے گی۔	ان نقول کی تعداد جو انگریزی میں تیار کی گئیں۔	ان نقول کی تعداد جو اردو میں تیار کی گئیں۔	تاریخ ایسی درخواست، اگر نامکمل ہے یا درست شکل میں نہیں ہے	وہ تاریخ جب نقل حوالگی کے لیے تیار تھی۔	تاریخ جب نقل حوالہ کی گئی	کیفیت

فارم - 7

[ملاحظہ ہو قاعدہ 44(3)]

وفاقی شرعی عدالت

فراہمی نقول کے لیے نامکمل اور ناواجب درخواستوں کا کیفیت نامہ

نمبر شمار	درخواست نمبر	نام درخواست گزار	اعتراض	کیفیت
1	2	3	4	5

تاریخ ____________

رجسٹرار

فارم - 8

(ملاحظہ ہو قاعدہ 46)

وفاقی شرعی عدالت

رجسٹر کار

نقل کیلئے درخواست کا نمبر اور تاریخ	نام ٹائپ نویس/عامل/نقل نویس	ٹائپ نویس/عامل/نقل نویس کی تاریخ وصولی درخواست	کل تعداد صفحات جو نقل ہونگے	افسر انچارج کو درخواست معہ نقل واپس کرنے کی تاریخ۔
1	2	3	4	5

تاریخ

دستخط ٹائپ نویس/عامل
/نقل نویس۔

ضمیمہ - 1

(ملاحظہ ہو قاعدہ 50(2))

حصہ - الف

۱۔ درخواستیں:

(i) طبلق، پوشہ کا لفافہ، جس میں درخواست کے کوائف اور احکام کا ایک مختصر خلاصہ درج ہوگا۔

(ii) اشاریہ (انڈکس) کاغذات

(iii) فرد حکم یا تاریخ وار خلاصہ احکام
(iv) درخواست معہ کوئی جدول جو اس سے منسلک ہو اور تمام دستاویزات، چاہے اصل یا نقول؛ جو درخواست کے ساتھ داخل کی گئیں۔
(v) تحریری بیانات، اگر کوئی ہوں۔
(vi) ان فریقین کی درخواستیں جو کارروائیوں میں نووارد ہوں معہ ان احکام کے جو عدالت نے ان پر صادر کیے ہوں۔
(vii) تنقیحات کی یادداشت معہ ترمیم شدہ و مزید تنقیحات، اگر کوئی ہوں۔
(viii) گواہان، علماء، ماہرین وغیرہ کے بیانات
(ix) گواہان، علماء، ماہرین، ماہرین قانون کی رائے۔
(x) ایسی دستاویزات یا ان کی مصدقہ نقول، جو سماعتوں کے دوران، عدالت نے فریقین کے ثبوت کے طور پر وصول کی ہوں۔
(xi) کسی دستاویز کو ضبط کرنے کا حکم، اگر کوئی ہو۔
(xii) کمیشن اور اس کے تحت کی گئی کارروائیاں، کمشنر کی رپورٹیں اور بیان
(xiii) حلفی بیانات
(xiv) شعبہ امسلہ سے فراہم کردہ رپورٹیں
(xv) عدالت کے اثنائی احکام
(xvi) فیصلہ، اس کا ترجمہ، اگر کوئی ہو یا کوئی دیگر آخری حکم۔
(xvii) ممبران بنچ کی اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ تمام یادداشتیں۔
(xviii) فیصلہ کی نظر ثانی کی درخواستیں معہ ان پر عدالت کی طرف سے صادر کردہ حکم کے؛ اور
(xix) اپیل پر فیصلے، اگر کوئی ہوں۔

(ج) اپیلیں اور استصواب:
(i) طبلق، پوشہ کا لفافہ جس میں درخواست کے کوائف اور احکام کا ایک مختصر خلاصہ درج ہوگا۔
(ii) اشاریہ
(iii) اپیل کی یادداشت اور استصواب کا مراسلہ
(iv) ابتدائی سماعت کے تمام کاغذات
(v) عدالت سیشن کے فیصلوں کی نقول
(vi) کوئی اضافی شہادت جو عدالت کے احکام کے تحت لی گئی ہو۔
(vii) پولیس رپورٹوں کا ترجمہ
(viii) عدالت کے اثنائی احکام
(ix) فیصلہ اور عدالت کا باضابطہ فیصلہ اور اس کا ترجمہ، اگر کوئی ہو؛ اور

(xi) ممبران بنچ کی اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ تمام یادداشتیں۔

ضمیمہ۔ 2

(ملاحظہ ہو قاعدہ 51، 52 اور 56)

مثل کی حفاظت

(الف) دستاویزات جن کی مستقل طور پر حفاظت کی جائے گی۔

(i) درخواستوں کا حصہ "الف"

(ii) اپیلوں کا حصہ "الف"

(iii) استصواب کا حصہ "الف"

(iv) ان درخواستوں، اپیلوں اور استصواب پر سپریم کورٹ کے فیصلے جو عدالت کے احکام کیخلاف فیصلہ کے لیے بھیجی گئی ہوں۔

(v) کسی بھی قانون کے تحت ابتدائی سماعتیں

(ب) وہ دستاویزات جو بارہ سال تک حفاظت میں رکھی جائیں گی:

ان درخواستوں، اپیلوں اور استصواب کا حصہ "الف"، جو ضمن (الف) مذکورہ میں شامل نہیں کی گئیں۔

ضمیمہ۔ 3

(ملاحظہ ہوں قواعد 55 اور 56)

رجسٹروں کی ترتیب اور حفاظت

نمبر شمار	نام رجسٹر	حفاظت کی مدت
1	درخواستوں کے ارجاع اور تصفیہ کا رجسٹر	دوامی طور پر
2	اپیلوں کے ارجاع اور تصفیہ کا رجسٹر	ایضاً
3	استصواب کے ارجاع اور تصفیہ کا رجسٹر	ایضاً
4	متفرق درخواستیں اور ان پر عدالت کی طرف سے صادر کردہ احکام	ایضاً
5	ضمانتوں کی درخواستیں اور عدالت کی طرف سے ان پر صادر کردہ احکام	ایضاً
6	سپریم کورٹ کی اپیلیں	ایضاً
	(ب) ذیلی رجسٹر:	

نمبر شمار	نام رجسٹر	حفاظت کی مدت
1	مراسلات کا روزنامچہ وصولی	دوامی طور پر
2	رجسٹر اشاریہ	ایضاً
3	کتب امانتی حسابات	ایضاً
4	کتاب حکم نامہ ادائی	ایضاً
5	اہل کاروں کی چالان رپورٹیں	ایضاً
6	عدالتوں اور جج کے کمروں میں کتابوں کا رجسٹر	ایضاً
7	روزنامچہ رجسٹر ہائے وصولی	ایضاً
8	لازمتی اپیل رجسٹر	ایضاً
9	روزنامچہ وصولی	بارہ سال
10	وصول کردہ طلبانہ	ایضاً
11	کتاب ذخیرہ فارم	دس سال
12	کتاب ذخیرہ سٹیشنری	ایضاً
13	کتاب ذخیرہ ٹائپ رائٹر	ایضاً
14	رجسٹر ترسیل	ایضاً
15	درخواستوں کا رجسٹر پیشی	چھ سال
16	اپیلوں کا رجسٹر پیشی	ایضاً
17	استصواب کا رجسٹر پیشی	ایضاً
18	متفرق درخواستوں کا رجسٹر پیشی	ایضاً
19	ضمانت کی درخواستوں کا رجسٹر پیشی	ایضاً
20	روزنامچہ ترسیل	پانچ سال
21	بہی حساب	ایضاً
22	کتاب حکم ادحال (اخراجات نقول)	ایضاً
23	کتاب حکم ادائی (گواہوں، ماہرین وغیرہ کو کی گئی ادائیگی)	ایضاً
24	بہی	ایضاً
25	نقد بہی اخراجات نقول	ایضاً
26	مقدمات جو محرر ترسیل کو مراسلے وغیرہ جاری کرنے کیلئے بھجوائے گئے	ایضاً
27	خط و کتابت سپریم کورٹ	ایضاً

نمبر شمار	نام رجسٹر	حفاظت کی مدت
28	سرکاری پوسٹ کارڈوں کی کھپت	ایضاً
29	تمام مقدمات میں اسلہ کی واپسی (رجسٹر اسلہ)	تین سال
30	وصولی اسلہ	ایضاً
31	تصفیہ درخواست نقول	ایضاً
32	رسید رقم داخل کردہ کی کتب	ایضاً
33	عملہ عدالت کی اتفاقی رخصت کا پوشہ	ایضاً
34	پڑتال کی کتب	دو سال
35	بیرونی مقام کی ڈاک بہی (اسلہ)	ایک سال
36	بیرونی مقام کی ڈاک بہی (مراسلات وغیرہ)	ایضاً
37	رسیدات ڈاک	ایضاً
38	نامکمل درخواستیں اور اپیلیں	ایضاً
39	اپیلوں اور استصواب کی واپسی (ریمانڈ)	ایضاً
40	بچوں کا رجسٹر	ایضاً
41	معائنہ مسل	ایضاً
42	فہرست پیشی (روزانہ اور ہفتہ واری)	ایضاً
43	نقل نویس کا تکمیل کردہ کام	ایضاً
44	نقل نویسوں کو مقدمات کی تقسیم	ایضاً
45	پاکستان لاء رپورٹر / پاکستان لیگل ڈیسزن کے ایڈیٹروں کو فراہم کردہ نقول	ایضاً
46	بار ایسوسی ایشن کو ارسال کردہ نقول	ایضاً
47	کتاب پڑتال، سٹیشنری اور اس کی کھپت ظاہر کرتے ہوئے	ایضاً
48	محرر ترسیل کو ارسال کردہ مقدمات برائے اجراء مراسلات وغیرہ	ایضاً
49	محرر ترسیل کو ارسال کردہ نوٹس کیس برائے اجراء نوٹس	ایضاً
50	روزانہ وصولی کا رجسٹر	ایضاً
51	مترجموں کی بہی	ایضاً
52	نقد بہی (روزانہ)	ایضاً
53	پریس کے ورقہ مطالبہ کی کتاب	ایضاً

نمبر شمار	نام رجسٹر	حفاظت کی مدت
54	نقل نویس کی روزانہ مقدار کام	ایضاً
55	روزناموں کی وصولی کا رجسٹر	ایضاً
56	تقسیم کتب	
	(ج) رجسٹر اعداد و شمار:	
1	دائر کردگی / تصفیہ منجانب بنچ	بارہ سال
2	زیر سماعت درخواستوں، اپیلوں اور استصواب کا رجسٹر	ایضاً
3	عدالت کے ارکان کا کمروں کی نشست میں سرانجام کردہ کام	ایضاً
4	وصول کردہ کورٹ فیس	ایضاً

ضمیمہ - 4
(ملاحظہ ہو قاعدہ 56)

گوشواروں اور دیگر کاغذات کی حفاظت

(الف) گوشوارے

(i) ایک سال تک حفاظت سے رکھے جانے والے:
عدالتی خط و کتابت کا اشاریہ؛ بے جواب استصواب کی فہرست

(ii) تین سال تک حفاظت سے رکھے جانے والے:
میزانیہ کے تخمینے؛ اور ضلع کے دیوانی و فوجداری کیفیت نامے

(ب) خط و کتابت جو ایک سال تک حفاظت سے رکھی جائے گی:

(i) یاد دہانیاں

(ii) جائزہ کے تصدیق نامے؛ اور

(iii) گشتی مراسلوں، جنتریوں، نقول قواعد، ملازمت کی درخواستوں، ذاتی خطوط کے لیے استدعا کرتے ہوئے خطوط اور عدالت کے قواعد یا عمل کی بابت معلومات کی استدعا کرنے والی درخواستیں۔

(ج) عدالت کے عملہ کی ذاتی امسلہ:

(i) جو ملازمت میں فوت ہو جائیں، ان کی موت کے بعد تین سال تک حفاظت سے رکھی جائیں گی بشرطیکہ ان کے ورثاء کی طرف سے کوئی غیر ادا شدہ مطالبے نہ ہوں؛ اور

(ii) جو ریٹائر ہو چکے ہوں، ان کی موت تک حفاظت سے رکھی جائیں گی بشرطیکہ کوئی مسل ریٹائر ہونے کی

تاریخ سے تین سال سے قبل تلف نہ کی جائے گی چاہے ریٹائر ہونے کے تین سال کے اندر موت واقع ہو جائے۔

(د) حساب کے کیفیت نامے:

(i) ایک سال تک حفاظت سے رکھے جائیں گے:

پچیس روپے یا اس سے کم کے ذیلی سند خرچ (سب ووچر) جن کو محاسبہ کے لیے نہ پیش کیا گیا ہو۔

(ii) تین سال تک حفاظت سے رکھے جائیں گے:

پچیس روپے سے زائد کے بل اور سندات خرچ، مثنیٰ اور متفرق کاغذات۔

نوٹ: اس امر کا تیقن حاصل کیا جائے گا کہ متذکرہ بالا مدت گزرنے پر بھی کوئی بل یا سند خرچ تلف نہ کیے جائیں گے، جب تک کہ اس سے متعلقہ تمام اعتراضات محاسبہ، اگر کوئی ہوں، پہلے طے نہ کر دیے جائیں۔

(iii) دوامی طور پر حفاظت سے رکھے جائیں گے سوائے اس کے کہ عدالت نے بصورتِ دیگر ہدایت کی ہو: نقد بہی، روزنامچے، اور حسابات بہی۔

ماخذ و مصادر

(ب) کتبِ حدیث

ابن ماجہ، محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، ج ۲، اہل حدیث اکیڈمی گوجرانوالہ۔

البخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، ج ۲، طبع کراچی۔

الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، اسلامی کتب خانہ کراچی۔

النسائی، احمد بن شعیب: سنن نسائی، کتاب الحدود، ج ۲، طبع مصر ۱۹۴۹ء۔

علی قاری ملا: المرقاۃ (شرح مشکوٰۃ) ج ۷، طبع ملتان۔

العلوی، شیخ محمد بن عبداللہ: مفتاح الحاجہ (شرح سنن ابن ماجہ) سرگودہا، ۱۳۹۸ھ۔

(ج) کتبِ فقہ۔

بن تیمیہ، شیخ الاسلام تقی الدین محمد بن عبدالحلیم: السیاسۃ الشریعہ، طبع بیروت۔

ابن النجیم، زین الدین علامہ: البحر الرائق (شرح کنز الدقائق)، طبع بیروت۔

ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد: فتح القدیر ج ۲، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر۔

الآمدی، سیف الدین علامہ: الاحکام فی اصول الاحکام، ج ا۔

البستانی، المعلم البطرس: محیط المحیط، ۱:۸، بیروت، ۱۸۷۰ء۔

الذیلعی، علامہ: تبیین الحقائق، ج ۲۔

السرخسی، محمد بن احمد: المبسوط، کتاب السرقہ، قاہرہ، ۱۳۲۴ھ۔

الشافعی، محمد بن ادریس: کتاب الام، باب السرقہ۔

شامی، علامہ ابن عابدین: ردالمختار، ج ۳، طبع مصر، ۱۳۲۴ھ۔

الشوکانی، محمد بن علی: نیل الاوطار، شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار۔

الشیرازی، ابواسحاق: المہذب، ج ۲۔

عامر عبدالعزیز: التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ، طبع مصر، ۱۳۲۸ھ۔

الفرغانی، قاضی خان: فتاویٰ قاضی خان۔

الماوردی: الاحکام السلطانیہ۔

المرغینانی علی بن ابی بکر: الہدایہ، کتاب السرقہ۔

مصری پارلیمان: شروع قانون العقوبات (مسودہ قانون قصاص ودیت)۔

المقدسی، علامہ شریف الدین: الاقناع، ج ۴۔

وجدی، محمد فرید: دائرۃ المعارف، ج ۲، طبع مصر۔

ولی اللہ شاہ: حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، اسلامی اکادمی لاہور۔

(د) لغت

ابن منظور، محمد بن مکرم: لسان العرب، ج ۳، طبع اول، بیروت۔

الزبیدی، محمد تقی السید: تاج العروس من جواہر القاموس، ج ۲، بیروت۔

فیروزسنز: انسائیکلوپیڈیا، ایڈیشن سوم، لاہور ۱۹۸۴ء۔

لوئس معلوف: المنجد، التاسع عشر، بیروت الطبہ۔

محبوب عالم مولوی: اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران، اردو بازار لاہور، نومبر ۱۹۹۲ء۔

نشتر جالندھری، ابونعیم عبدالحکیم: قائد اللغات، طبع دوم، حامد اینڈ کمپنی لاہور۔

(ر) اردو کتب

انعام الحق میاں: اسلامی قوانین، منصور بک ڈپو لاہور۔

چودھری محمد اسلم ایڈووکیٹ: اسلامی احکام حدود وتعزیرات، کوثر برادرز لاہور، ۱۴۱۲ھ۔

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۵، جامعہ پنجاب لاہور۔

سلامت علی خان: اسلامی قانون فوجداری، مکتبہ امدادیہ ملتان، مئی ۱۹۲۹ء۔

صدیقی، ساجد الرحمٰن پروفیسر: اسلام کا فوجداری قانون، اسلامی پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۰ء۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی: اسلامی فقہ، باب حدود وتعزیرات اسلام آباد۔

قریشی، طفیل احمد ڈاکٹر: اسلامی حدود وتعزیرات، مطبوعات حرمت پنڈی۔

نقوی، علی رضا سید ڈاکٹر: حدود و تعزیرات و قصاص و دیت، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۸۵ء۔

وزارت قانون و پارلیمانی امور: حدود آرڈیننس، ایڈیشن نومبر ۱۹۸۰ء اسلام آباد۔

ہاشمی، محمد متین سید: اسلامی حدود، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(س) انگریزی کتب۔

Federal Shariat Court Islamabad PLD 1980.

Federal Shariat Court Islamabad PLD 1983.

Law Division, Govt of Pakistan Islambad, November 1980.

Ministry of Law Parlimentary affairs: Islamic law.

Ministry of Law Parlimentary affairs: Huhood Ordinance, Islambad 1979.